

تولید شد: ک. بن فہیم کالبرٹ تحقیق ہانہ
 جو مدد سے حکومت ہانہ ہوسکا اور کتبچہ ہانہ

عزت رسول

فیض عالم صدیقی

ڈاکٹر ایبٹ بیکٹ

ایک روڈ (یوانا رطی) لاہور

موقوفہ کی ایمان افروز تحقیقی مالیفہ

● اختلاف امت کا اہمیت۔ دوسرا ایڈیشن۔ ۱۸۸۰ء روپے

● حقیقت مذہب شیعہ۔ دوسرا ایڈیشن۔ ۱۳۶/-

● بنات الرسول

● مقام صحابہ

● عمرت رسولؐ دوسرا ایڈیشن ۱۳۰۱ء

● شہادت ذوالنورین دوسرا ایڈیشن ۹۰ روپے

● حسن بن علی ۸/-

● خلافت راشدہ ۱۲/-

● امیر المومنین امیر مزان بن حکم

● سینا حسینؑ کا اپنے موقوف سے رجوع دوسرا ایڈیشن ۲/- روپے

● اہل بیت

● سلطان علی پور شہید۔ (دوسرا ایڈیشن ۱۰/- روپے)

● راجہ جی۔ ۱۲۰۱ء۔ حنفیہ مسلم ۱۱۱۱ ہجری ۲/-

عزت رسولؐ

ماہنامہ ہفت روزہ "مہاجر" لاہور، صفحہ ۱۱۲

شہادت نے عزت رسولؐ اور رسولؐ کو صرف بظاہر ہی تک محدود کر رکھا ہے۔
اور چودہ سو سال سے اس گمراہ کن نظریہ کی نشوونماعت میں مصروفی مل رہی ہے۔ حالانکہ ہمارے
علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حق رسولؐ سے مراد تمام قریشیوں جو شرف اسلام ہوئے،
اور اہل قحط سے مراد لہذا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔

زیر نظر کتاب میں اسی مسئلہ کو احادیث شریفہ، اختلاف مذہب کی مستند کتب کے
حوالوں اور عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو میر عزت دہلوی نے مرتب کیا گیا
ہے۔ اہل حقین ہے۔ اور اس امر کا دلیل ہے کہ صاحب تصنیف کا مطالعہ کثافت اور
اہل نظر کتنی دقیق ہے۔ اسلوب بیان میں آپس کی تہذیبی جھگڑی ہے۔ شاید یہ جارحانہ
اقدامات اور مرز مل کا رد عمل ہے جو یکسر دھوکہ دہی سے مختلف بلاغ کے ذرائع سے
مسل کیا جا رہے ہیں۔ اس پر رد پگنڈے کے ابطال کا اقصائے کلمات کہ جہاں عقل و حق
دھال سے مٹی کیا جائے وہاں پیش کرنے کیلئے نقد و اسلوب بیان بھی اختیار کیا جائے۔
اس کتاب کا مطالعہ ہر اس شخص کے لئے انتہائی مفید ہوگا جو عزت رسولؐ کے
لئے مسئلہ حقیقت معلوم کرنے کا متمنی ہو۔

اس کتاب کے متعلق بھی بجا و دجی تاثر اس میں ہے جس کا ذکر شہادت ذیل میں

کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

عزت رسولؐ

ماہنامہ "فہم" لاہور، پیر ۱۷ مئی ۱۹۷۷ء، صفحہ نمبر ۹

یہ حقیقت اب اپنی جگہ نہایت واضح ہو چکی ہے کہ بعض مفندوں نے امت مسلمہ
کے دور قول کی تاریخ کو اپنے مذہب کے مقاصد کے تحت بالکل مسلخ کر کے رکھ دیا اور
فعل روایت میں سہل پسندانہ رویہ نے اسے مسخ شدہ تاریخ کو امت کی اصل تاریخ
کی حیثیت دے دی۔ یہ تاریخ اتنی مستند و قابل ہے کہ آج تمام مسلمانوں میں بعض مسکرات

کو گالیوں سے نوازتے ہیں۔ اور جب انہیں اصل حقیقت بتائی جاتی ہے تو انہیں
 چار چاند کر دیکھنے دیتے ہیں کہ جیسے کہنے والا کوئی بہتان طرازی کر رہا ہو۔ وہ اور کی تاریخ
 کا رخ درست کرنے کے لئے پاکستان میں متعدد کتابیں بھی لکھی ہیں لیکن انہیں اس کا تمام
 ہے کہ ان علمی کاوشوں کو پڑھانے پر مہمانی سے روکنے کی ہر پوری سعی کی گئی۔ اور متعدد
 تصانیف کا ایسا گھونٹ دیا گیا۔ تاہم اہل علم اس موضوع پر بریہ کام کر رہے ہیں۔ اور انشاء
 اللہ ان کی محنت ایسے ہی نہیں جاسے گی۔

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں فاضل مصنف نے
 عزت رسول کے موضوع پر تاریخی مواد جمع کیا ہے۔ یہ لوگوں نے تو عزت رسول
 سے مراد حضرت فاطمہ اور اولاد فاطمہ کو لیا ہے۔ لیکن فاضل مصنف نے پوری تحقیق
 سے بتایا ہے کہ ان حضرت صلعم کی کتنی اولاد تھی جنہیں حضرت فاطمہ کے علاوہ دوسری
 بیٹیوں کی نسل میں کون لوگ تھے۔ خود انہوں نے کیا کامائے نمایاں سرانجام دیے۔
 دوسری طرف اہل ابی طالب میں کون سی اہم شخصیتیں ہوئیں اور تاریخ ان کے بارے
 میں کیا معلومات فراہم کرتی ہیں۔ مصنف نے خاص طور پر یہ نمایاں کیا ہے کہ پہلی
 تین صدیوں میں اسلامی حکومت کے خلاف جتنے خروغ ہوئے مگر نیا ان سب میں علویوں کا
 اہم شمار اور بعض خروغ کرنے والے انتہائی مذیل اخلاق کے مالک اسلامی اوصاف
 سے عاری اور شاعر اسلام کا مذاق اڑانے والے تھے۔

یہ کتاب ان حضرت کی بعض محبوب اولادوں کا ذکر کر رہی ہے جنہیں امت نے
 بالکل بھلا دیا ہے۔ مثلاً حضرت زینب اور ان کے صاحبزادے علی بن جریج کہ ان کے دن
 حضرت علیؑ کی نذر پر سوار تھے۔ اور دور حدیثی میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔
 حضرت رقیہؑ اور ان کے صاحبزادے عبداللہ بن عثمان، کتاب میں بعض تعلق روایات کی قسم
 کھولی گئی ہے جو اس وقت زبان نہ حرام ہیں۔ مثلاً شہر بنو کا واقعہ اور انہیں کے بھوکے
 شیعہ جھوٹے کو واقعہ کتاب، معتقدانہ رنگ کے ساتھ ساتھ ناظرانہ بھی ہے۔ اس کا اندازہ
 جناب علی احمد صاحبی نے تحریر کیا ہے جو خود اس دور کی تاریخ کے بارے میں بہت قیمتی کہتے ہیں۔

عزت رسول

حیدرآباد دکن کراچی عظیم حبیب شاہ ۳۹۹ء - ۲۴ نومبر ۱۹۷۲ء

وہاں مصنف کی یہ تالیف اپنی نوعیت کا اولین اور منفرد تحقیقی شاہکار ہے۔ کتاب میں ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں عزت آل اور آل پر نہایت اعلیٰ انداز میں بحث کی گئی ہے۔ ثابت کیا گیا کہ تمام صحیح العقیدہ مسلمان بنی علیہ السلام کی آل ہیں۔ بنی علیہ السلام کے خاندان کے ان افراد کا تذکرہ ہے جو اختیار کی دیکھ کر ان کی بھینٹ پڑے ہوئے تھے۔ ان کے گوشوں میں دستور کر دیئے گئے۔ اور صرف چند ایک کے بار بار ذکر۔ نے خاص وہاں کے اہل خانہ کو بڑی طرح اپنی پیٹ میں لے کر بنی علیہ السلام کی عظیم عزت کو سن پروردگار کیل دیا ہے۔

فاضل مولف نے سہولت بنو امیہ اور عباس کی مخالفتوں کے زمانہ میں ان افراد کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے جن میں سے اکثر نے فرائض کو کوٹھنے سے بھی گریز نہ کیا تھا اور عروہ سے محروم ہو گئے۔ مسجد نبوی میں نماز تک ادا کرنے سے روک دیا گیا۔

یہاں صفحات سے زائد مقدمہ پر تیسرے حکیم سید علی احمد جاسسی کے رشحات کلم کا نتیجہ ہے۔

عزت رسول

تہذیب روزانہ، اسلام آباد - ۲۲ جولائی ۱۹۷۱ء - صفحہ ۱

مولانا عظیم فیض عالم صدیقی

اپنی نوعیت کی منفرد تالیف میں کہ پہلے باب میں عزت آل اور بنی علیہ السلام پر موقوفہ انداز میں بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں بنی علیہ السلام کی عزت کے حالات ہیں۔ اور تاریخ کے ان پوشیدہ گوشوں کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ جو اختیار کی ہوش و داندوں سے عوام کی نظروں سے اوجھل اور خواہش کے ذہنوں میں غلط تاثرات کا موجب ہو کر حقائق کو مستور کرنے کا موجب بن چکے ہیں۔ تیسرے باب میں خاندان بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں غرض نگار نے دلائل کے تفصیلی حالات ہیں۔ یہ کتاب آپ کے کند مکمل کتابوں سے بے نیاز کر دے گی۔ چاروں صفحات سے زائد مقدمہ پر تیسرے حکیم سید علی احمد جاسسی کی کاوش کا نتیجہ ہے۔

مقدمہ طبع مانی

عقوبت رسولؐ ۱۹۴۳ء میں طبع ہوئی۔ متعدد اخراجات و مسائل نے اس پر نہایت ماحضتا پیدا کی تبصرے کے لئے سیکرٹری صاحب نے اس وقت کی اہم ضرورت اس موضوع پر حرفت اعلیٰ قسم کے ارشادات سے حوصلہ افزائی کی اور ساتھ ہی اس بات کا تقاضا شروع کیا کہ اس کا دوسرا ایڈیشن طبع کرایا جائے۔ مگر میں اپنی دینی تعلیمات کی مہارت میں ایسا نہ تھا کہ ایک سڑک دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

اپنا ایک سیدنا حسنؑ کا اپنے مولف سے رجوع اللہ غائب راشدہ کے سلسلہ میں مقبرہ شہداء میں ۲۸- ایم پی اڈ کے تحت خوشاب پولیس نے گرفتار کر کے شاہ پرہیز میں بند کر دیا۔ جیل کے چالیس دن بہرہ کی دنیا سے تعلق یکسر منقطع، خلوت و تنہائی غم و فکر ایک عہد ضعیف کی معبود و قاصد بے نیاز کے مضمون میں مجدد ریزیاں پیدا کی گئیں۔ ہیں جو صرف حسن علیہ السلام کے تعلق رکھتی ہیں۔ قلم فزایں ان کے اظہار بیان سے عاجز و قاصر ہیں چالیس روزہ جیل کے ایام کو چونکہ سلسلہ زندگی کا حاصل کوئی نہ بچا نہ تھا پر مگر پہنچا تو سب پہلے حضرت رسولؐ کا سرورہ نظر ملنے کے ساتھ آیا حضرت رسولؐ سے متاثر ہو کر چند عزیزوں نے EWMANT M. DONOLDSAN کی تشریف آفاق تالیف SHI-ET-RELIGION OF ISLAM کی چھٹے حصے کے چوتھے باب کی فوٹو سٹاپ بھرا لی۔ عجیب حیرانی کی بات ہے کہ پاکستان کی تمام سرکاری اور غیر سرکاری لائبریریوں کے کتبلاگ پر کتاب مذکور کا نام موجود ہے مگر کتاب مذکور مشہور مستشرق ایم ڈی لاسن نے سولہ سال نگاہ ایران کے مشہور شہر مشہد میں مقیم رہ کر یہ کتاب مرتب کی ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں مولف نے جن کتب سے استفادہ کیا ان کی فہرست کتاب کے سولہ صفحات پر پھیل چکی ہے جن میں تفسیر و احادیث تاریخ و جغرافیہ سوانح، حالات دینیہ، علم کلام و احیاء مذہبیات کی تمام کتب شامل ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۳۳ء

سے انشاء اللہ کس وقت وہ تمام روادار قارئین کے سامنے پیش ہوگی۔

میں لیونزک کمپنی لندن نے شائع کی سفاصل مولف کتاب کے چھٹے جھٹکے چوتھے
 باب کے صطو ام پر شیعول کے منر عود الیہ اور دیگر غرض کر کے دالے علیریل کے
 متعلق لکھتا ہے :

CHAPTER IV

ALI THE FIRST IMAM

ACAREFUL study of the Imams reveals the fact that very ordinary men have been made immortal. The best that we can do is to gather what we can from the earliest sources to enable us to determine what these men were in real life, in their unglorified and un sanctified existence. Yet at the same time it is necessary to endeavour to picture the halo that later legend has given them. Unless we go beyond what they were to what has been said about them, we will fail entirely to enter into the spirit of Shi'ite Islam and will not be able to explain the growth of the amazing and all-inclusive doctrines that are now considered fundamental to that faith.

The earliest traditions show that Ali's claims to the caliphate were not regarded by his friends and supporters as merely political aspirations, but as his divine right. The teaching and agitation of a comparatively obscure figure in the history of Islam had much to do with the rise and spread of this point of view. As early as the caliphate of Uthman, an itinerant preacher named Abd Allah ibn Saba' had travelled widely throughout the empire, as Tabari says, "seeking to lead the Moslems into error." According to Wellhausen he was said to have been a Jew before he became a Muhammadan. Originally, he had come from Sana, in the Yemen, and he had worked in the Hijaz and in the new cities of al-Basra and Kufa, and had afterwards journeyed to Syria, and had ultimately settled in Egypt. In Egypt he had taken a leading part in the conspiracy in favour of Ali, and had declared that Abu Bakr and Umar and Uthman were usurpers. The malcontents during Uthman's caliphate had been in secret correspondence with Ibn Saba', and he had accompanied the

ایمہ کے حالات کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے معمولی اشخاص کو غیر فانی بنادیا گیا ہے۔ بہترین صورت جو اختیار کر سکتے ہیں یہ ہوگی کہ قدیم ترین مآخذوں سے جو معلومات فراہم ہوں جن کے ذریعے سے فیصلہ کریں کہ تنظیم راقعہ یس کے جو حیثیت ان کے وجود سے وابستہ ہیں ان سے تعلق نظر کر کے حقیقی زندگی میں یہ لوگ کیسے تھے۔ تاہم زمانہ مابعد کی داستان نے جو اہمیت ان کو بخشی ہے اس کی تصویر کشی کی سعی کرنا ضروری ہے تا وقتیکہ ہم ان کی واقعی حالت سے گذر کر یہ نہ دیکھیں کہ ان کے متعلق کیا کہا گیا ہے۔

ہم شیعیان علی کی رُوح تک پہنچنے میں قطعاً ناکام رہیں گے اور ان حیات نگیز و جامع و مانع اصولوں کی نشوونما کی تشریح نہ کر سکیں گے جو اس مذہب کے بنیادی عقائد و تصورات کے جاتے ہیں۔ قدیم ترین روایات ظاہری ہیں کہ خلافت کے متعلق حضرت علیؑ کے دعویٰ کو ان کے دست اور طرزِ محض سیاسی نصب و تعیین نہیں بلکہ فتنہ و فساد کی طرف سے ان کا منظر کردہ حق تصور کرتے تھے اور اس نظریہ کے نشوونما پانے اور پھیلنے کا بہت کچھ تعلق اسلامی تاریخ کے اندر نسبتاً ایک حیرت انگیز رکھنے والے اردو کی تعلیم اور جدوجہد سے ہے۔ جیسا کہ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت ہی کے دور میں ایک پُر جوش و خروش عظیمی عبد اللہ بن سباؓ نے مسلمانوں کو مکران کرنے کی غرض سے ہماری ممانعت میں سیاحت کی تھی۔ ویسا ہی سن کے مطابق اس کے مسلمان ہونے سے پہلے اُسے ایک یہودی سمجھا جاتا تھا۔ اصل میں وہ صنعا سے یمن کی طرف آیا تھا۔ اس نے حجاز میں کلام کیا۔ اور بصرہ اور کوفہ کے نئے شہروں میں بھی۔ بعد میں اس نے شام کا سفر کیا۔ اور آخر کار مصر میں قیام کیا۔ مصر میں علیؑ کے حق میں سازش کرنے میں اس نے قیادت حاصل کر لی اور یہ ظاہر کیا کہ ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ فاطمہؓ نے عثمانؓ کی خلافت کے دور ان ابن سباؓ کے ساتھ حکومت سے بیزار لوگوں نے خطیہ خط و کتابت شروع کر لی اور اس نے عثمانؓ کے قتل کے فورا بعد مصر سے مدینہ کی طرف بڑھنے والی فوجوں کا ساتھ دیا۔

دو عالموں کے میں دریا تفصیل اس بات پر بحث کرتا ہے کہ شیعیت کا تہم خاکہ
 این سبا یوموں عالم کے دماغ کی اختراع ہے۔

ایک سحر چندیبل الاحمال اور لڑکی مسوہ دشمن تحریزی کا رد: یون کی حیر العقول
 مافوق الفطرت قسم کی تبلیغ و بے پشت لو کے پر دلوں میں نشر و اشاعت اور دوسری طرف
 بے حس اور بے عیسیٰ نگاہ عالم کہ ہم اس غیبی جیسے انسان کے نیچے بھٹا رہے ہیں۔
 جس نے اپنے ہاروں میں مرمو مہامام کی تصدیق خواتی کے دوران حضور خاتم المرسلین کی
 رسالت کے متعلق کہا کہ وہ دوسری مشرقی انصاف میں پوری طرح کا سبب نہ ہو سکے۔

TEHRAN TIMES

Vol 11 No 20

SUNDAY JULY 10, 1960 THE DAILY

PAGE 11

TEHRAN - Imam Khomeini inaugurating National Television's second network delivered yesterday a message marking the birthday of the 12th Imam, Hassan Mehdi, the Imam Zaman (the Imam of the entire human race).

"The Imam Zaman will bear the message of social justice for transforming the entire world, a task that even the Holy Prophet Mohammed was not wholly successful in achieving," Imam Khomeini said.

"If the celebrations for our Holy Prophet is the greatest for Muslims, the celebrations for the Imam Zaman is the greatest for all humanity and cannot call him leader because he was more than that, I cannot call him, first because there is no second," the Imam declared.

نقلی ترجمہ تهران ٹائمز سہ ماہیہ نمبر ۲۰ اتوار ۱۰ جولائی ۱۳۳۹
 تهران : قومی ٹیلی ویژن کے دوسرے مرحلے کے افتتاح کے موقع پر امام خمینی
 نے تهران میں نوایا کہ باوجودیں امام زمان سفرت ہمدی بیار جوچکے ہیں۔ جو فنا سائیت
 کے آہم ہیں امام زمان معاشرہ کی مختلف کی تبلیغ کرانگے یہ وہ کام ہے جس میں

جس حدی کی تشریف میں مسٹر نجیبی طباطبائی میں ان کے کردار کی ایک کچھ سی جھلک مولوی مقبول احمد شیعہ کے مترجم قرآن کے صفحہ ۸۵۰ کے حاشیہ سے ملاحظہ ہو۔

لے لی۔ یہی وہ اہم حقوق کے ادلی میں قول مترجم کے عنوان سے کہتے ہیں جناب رسول خدا کی نسبت بھولی خبریں پڑانے والوں کی نسبت جب یہ تنبیہ ہے تو رسول اللہ کے نام سے بھولی حدیثیں بیان کرنے والوں کا نسبت کیسی کچھ عید مہولی چاہیئے۔ بھولی حدیث بیان کرنے کی پنا فاضل الاول، ابو بکر صدیقؓ نے کی اور تائید فاضل ثانی دینا خان نظام نے۔ انہی دونوں کے جو لبر رسول میں ہونے کا فقر کیا جلتا ہے۔ اب فقر کرنے والے نہ لا یجاور وفاق الاقلیت کو غور سے تلاوت کریں اور جناب امام صاحب العصر والزمان کی اس حدیث کو جس میں یہ ہے کہ وہ حضرت ابن کی قبر پر کھدوا کر ابن کے لاشے نکوائیں گے۔ اور سوکھے رخت پر ابن کو لٹکائیں گے۔ اور اگر عرض متحان وہ رخت ہرے ہو جائیں گے پھر ان سے سبزاری کا حکم دیا جائے گا مگر منافقین نہ مانیں گے اور مومنین سے آگ ہو جائیں گے۔ اور انہی (حضرات شیخین) طعنین کے ساتھ قتل کیے جائیں گے۔

کہتے ہاتھوں شیعہ مذہب کی مشہور ترین کتاب حیات القلوب پر

ایک نظر دالتے مایے :

در حدیثی بسید منقول است که علامه سائر الله ابو بکر رافضی فرمود
ایں اُمت و عمر تا پایان این اُمت عثمان را قاصد این اُمت فرمودند
و در حجت نیز فرق آب شمشیر قائم آل محمد خواهند شد. (ج ۱، ص ۳۳)

ترجمہ: بہت سی احادیث میں منقول ہے کہ علماء اور مقام الیہ نے ابو بکرؓ کو اس امت کا فرعون۔ مگر اگر اس امت کا ایمان اور عثمانؓ کو اس امت کا قارون فرمایا ہے یہ سب قائم آل محمد ہمدی کی وجہ کی وقت ان کی شمشیر سے ہلک ہوں گے۔

یہی طاباقر مجلسی ایک اور مقام پر لکھتا ہے:
چوں حضرت قائم آل محمدؑ ہر شود۔ فاکشیدہ رانندہ گویانندہ آنگہ
اور احد زندہ انتقام بکشد حضرت فاطمہؑ را۔

(حیات القلوب جلد ۲ ص ۱۷۷)

(ترجمہ) جب قائم آل محمدؑ ظہور کا توہ حضرت عائشہؓ کو زندہ کرے گا اور حضرت فاطمہؓ کے انتقام میں ان پر مدد جاری کرے گا۔ بلکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ انہیں بار بار زندہ کرے گا اور اسے گناہ آخر آگ میں جہاد کر ان کی ماکہ دنیا میں بہا دیگا۔

اس مقام پر صرف ایک سوال تو جہاں طلب ہے کیا حقیقی اہل بیت اندہ اور عزت یہ لوگ ہیں یا وہ بزرگ ہستیاں جن کی عصمت طہارت تقدس اور عدالت پر اہل سنت و جماعت کا ایمان ہے۔ من تمام باتوں کا جواب آپ کو عزت رسولؐ میں بیگا اور اس بات کا جواب بھی آپ کو اس تالیف میں ملے گا کہ سیدنا علیؑ کی اولاد کے لوگ جنہیں مسطور غمینی کی قسم کے لوگ ائمہ اطہار کہتے ہیں وہ اپنے زندہ کے خلفاء کی جمیعت میں تھے اور سینکڑوں علوی شہزادیاں خلفائے بنو ہاشم اور بنو عباس کے شہزادوں کے نکاح میں تھیں۔ آج فاطمی یا علوی اصطلاحات بھی متروک ہیں مگر یہود و مجوس کے خلاف جو اس نے اگر ہم بظاہر اپنے آپ کو علوی النسل الخراسانی مقرر کیا اور فاطمی النسل سے خصوصاً منسلک کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ علوی یا فاطمی من کے اس حکم میں آگے مگر ان لوگوں کے پیش نظر عدلیت یا عالمیت نہ تھی۔ بلکہ عالمیت علیؑ غالب اور مناف کا سب سے بڑا پڑا تھا۔ جنگ بدر میں کلاب کلاب کی لڑائی

میں قتلہ معلوم نہیں بدر کے معرکہ میں قتل ہوا یا بدر کے بعد مراد بہر حال بدر کے
بعد اس کے حالات سے تاریخیں خاموش ہیں۔ مجدد مناف کی کنیت طالب کی
وجہ سے ابو طالب تھی۔

ابوالفرج اصطہانی متوفی ۳۵۱ھ نے ملویوں کے حالات پر ایک ضخیم کتاب
لکھی ہے مگر اس کا نام مصنف نے مقال الطالبین رکھا ہے۔ یعنی طالبیوں کے
مقال ہی طرح احمد بن علی بن الحسین بن علی بن ہشام بن عقبہ الاصغر وادی الحسینی متوفی
۸۲۸ھ نے اسباب آل ابی طالب پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کا نام مصنف
نے حمة الطالب رکھا ہے۔ گیا تمام ملویوں کو ہر دو مصنفین نے ملاد طالب قرار دیا
ہے۔ ان دوسرے ملوی تاجک ان استین کے سانچوں کی تہیت سے باخبر نہیں
ہے۔

فیض علیہ السلام

{مجموعہ نسخہ
۱۰۰۰}

تعارف

بقسم

حضرت مولانا پروین فنیس رحیم سیدی علی عباسی ایم ایس سی ٹی گ
مؤلف: حضرت مراد کی سیای زندگی، سیرت امام ابوحنیفہ، مقتل بلی غنم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اما بعد! حکیم زین عالم صاحب سیدی کی اس کتاب کے مضامین پڑھے۔
جس محنت اور توفیق سے انہوں نے اپنی کتاب ترتیب کی ہے وہ ان کی رحمت نظر کی دلیل ہے۔
محکم ہے بعض محفلت کا سرور زبان کی تیزی نظر آئے۔ مگر اس تیزی کی کچھ بھی حقیقت
نہیں اس مشتعل انجیزی اور افرا پرمانی کے مقابل میں جو سبانیہ کی کتابوں میں پائی
جاتی ہے۔ بیڈیو امیلی ویشن پران کی آتر پردوں میں جاتی ہے امدان کے اخباری
بیالوں میں نظر آتی ہے۔

راقم الحروف کے نزدیک جس قدر سے گزر رہے ہیں اور جس جادنا شاندار
میں پاکستان کا ایک دانشی کمپ جمانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سلف کرام پر عبانیہ
طعن و تشنیع کی گرم باناری ہے اور خلفائے اسلام رضی اللہ عنہم جمیعین پر سبب و شتم
جس ایہ دلیلی سے کیا جاتا ہے اس صورت حال سے پاکستانیوں کے سادہ فطرت
اور متبع سنت جماعت اس میں کو اپنے تحفظ اور دین حق کی برأت مندانہ تبلیغ کے لئے
مکڑ بستہ ہونے کا شوق ہے۔ سے بکھاس وقت یہ محض فرض کنایہ نہیں ہے فرض نہیں ہے۔

فسن بن کی شہادت سے بھی زیادہ ہم یہ ہے کہ پہلی صدی ہجری کی بھی اور منہج آئینہ صاحب سہ ماہی
صنی اللہ علیہ وسلم کے وقت کی روشنی میں مرتب کی جانے لگا کہ لو جان نسل بب پیمان در پڑے تو
رود حالی فنا مسموم نہ ہو۔

کیسی عجیب بات کہ جو تک کتاب سنت کی مگرانی کے لئے قائم کیا گیا اور جو صاحب
سیاست کی زبان پر اسلام مسموم کا فرد ہے۔ وہاں تبلیغ کی کھلی آزادی انہیں حاصل ہے
جو کتاب کو وہ کتاب نہیں سمجھتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو شہادت میں
دے گئے اور جو عالم اسلام میں متداول ہے۔ اور نہ سنت کو نہ سنت سمجھتے ہیں ان کے
نزدیک تمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین منافق و مرتد تھے۔ اُمت الراضین مستوجب
لعنت تھیں صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اور خلفائے مورو عالم و عالمین سب کسب قاصب ظالم
اور مستحق سب شہادت تھے۔ یہ وہ کتاب جو قصاص عقائد کے لئے شائع کی جاتی ہے اسے ضبط کر لیا
جاتا ہے۔ لیکن منافقین کی آزادی ہے کہ جو چاہیں لکھیں اور ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر جو چاہیں بکراں کریں۔
سوت ہے کہ جو تک مٹی علم میں اور اپنے آپ کو نائب رسول اہل کرنا چاہتے ہیں۔
ان کی ماضیت کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے خاموشی اختیار کر لی ہے جہاں میں سے بعض وہ ہیں
جو مدافعت کی مجلسوں میں جا کر انہی کی سی باتیں کرتے ہیں۔ اگر مستحق محال یہی ہی تو وہ ان
فرد نہیں جب اللہ کی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اجماع صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم اجمعین کا ذکر لائق تعزیر ہو جائے گا۔ اسے قاتلہ انگریزی کہا جائے گا اور نر نالہ پریانی
اور یاسٹین ہی کا وعدہ ہو گا۔

زیر نظر کتاب کے ناظرین کلام کرنا ماننا ہو گا کہ کس کس طریقہ پر سہ ماہی کے قاتل
ہندو یا پنج مسخ ہوئی ہے اور حقائق پر کیسی کیسی چالاکیاں سے پردے ڈالے گئے ہیں
اور یہ بھی کہ جس ذمہ دین اور کر جائے نام سے کس طرح تمہور صحابہ کرام اور ہم عصر امت کے
باطل پرست شہادت کرنے کی کوششیں پیچیدہ و متنازعہ بنائی گئی ہیں۔ اور مدد دی صاحب
سہ ماہی کو ایک محکمہ ہوتے کے ساتھ ایسا ہمارا یہ بھی ایک جامع الجھڑی میں۔

Scanned by CamScanner

یہ لوگ... علامتِ نبیین کے سامنے یہ حقیقت بیان کر سکتے گریز کرتے ہیں کہ سیدنا
 سیدنا زین العابدینؑ نے اسے اپنے منہ سے نہ کہا ہے۔ اس نے خلافتِ قائم سے بغاوت کیا مگر
 بغاوت میں خود غلطی نہ تھی۔ علامتِ نبیین حضرت جبریلؑ نے قرآنِ شریف میں فرمودہ
 ہے کہ جو شخص کو اللہ تعالیٰ چاہے وہ اسے جو چاہے دے گا۔ اس کا اعلان کر دیا تھا اور اسی لئے
 سب باتوں نے انہیں اور دوسرے ہاشمیوں کو شہید کر دیا۔ ان پھر اس لئے نہ حکومت کے
 مستحق رہے۔ لیکن ہم علامتِ نبیین نے ان پر دروں اور کذابوں کی مجرم قرار دیا۔ ان
 کے بعد جتنے علویوں نے دنیا فرشتا زمین کیا ان میں کسی کو خود اس کے گھر کے لوگوں
 کو بھی نہایت حاصل نہ تھی۔ چہ جائیکہ اسی کے جسے میں ان کا ساتھ دیتی۔ ان واقعہ نے
 کو بڑا فائدہ لیا۔ تاریخی روشنی میں کتاب کے باب میں نہایت مخصوص تاریخی شہادتیں
 کی روشنی میں صفحہ تراشیں پر پیش کیا ہے۔

خلفائے اسلام رضی اللہ عنہم جو چاہے اپنی قائدانہ ذمہ داریاں سمجھتے تھے اور انہیں
 خلافتِ اسلامیہ کو الٹنے کے لئے نہ ہونا تھا۔ اسی لئے انہوں نے باغیوں کی سرکوبی میں
 جہاں تک ممکن ہو سکا۔ زنی برقی۔ اسی کا نتیجہ یہ مرتب ہوا کہ دنیا کی قوموں نے اپنے
 ہاں خلافتِ اسلام کے اصول پر اپنی معاشی اور معاشرتی تبدیلیاں کیں۔ استحصانی
 فرقوں کا خاتمہ کیا۔ کلیسا اور بلا تبار اپنے ظلم کو جس طرح منظور و مدد حاصل کرنا چاہتے تھے۔
 اس کے خلاف تمام کمرے ہو گئے اور جہودیت و عدل شرعی پر اپنی ریاستیں قائم کرنے
 کے علاوہ ظلم و ستم کی تدوین پر توجہ ہوئی۔ بلکہ اپنے دینی عقائد و مسائل میں
 بھی اصلاحیں کیں۔

صلیبی جنگوں میں وہ آتے تو تھے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے لیکن جب بات
 تھی کہ مسلمانوں کی فوج کے فتوحات ان کے دلوں پر ترسم ہو چکے ہوتے تھے۔ پھر دوسری
 صدی ہجری میں سپانیہ کی ہودی المارستان پھر خلافت نے ان کی آنکھیں کھول دیں۔

یورپ کی تمام ترقی سپانیہ کی دیکھا ہوں کی رہیں منت ہے۔ لیکن سبائیہ کی
نشاہ میں اُمت کا یہ سب ارتقاء یہی معض ہے اور ان کی کرگسی آنکھ صرف کہیں
کہیں کہیں پڑے ہوئے مردار پر ہی پڑتی ہے۔ وہ آفتاب ہدایت جس
نے دنیا کو منور کر دیا وہ ان شبیر و چشموں کو نظر ہی نہیں آتا۔

دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس نے تعمیر جہاں میں کچھ حصہ نہ لیا تاریخ سازی
میں اپنا مقام پیدا کیا ہو اور وہ خانہ جنگی میں مبتلا نہ ہوئی ہو۔ لیکن ان سب کا
تھار یہ رہا کہ وقت گزرنے پر سب کچھ فراموش کر دیا۔ اور جیسے پہلے ایک
تھے ویسے ہی پھر ایک ہو گئے۔ انہوں نے سیاسی چیلنوں کو فرقہ بازی
یا خاندانی عداوتوں کا سبب نہیں بننے دیا۔ ہر بعد کی نسل نے گزری ہوئی
نسل کی حرمت قائم کی اور اکابر کی عظمت پر حرف نہ آنے دیا۔ یہی طریقہ کار
احباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا اتباع کرنے والی اُمت کا رہا۔
پھر باطنی اور اموی سادات نے نیز عباسی اور علوی سادات نے باہمی معاہرت
کے رشتوں کا سلسلہ پیہم اور متواتر قائم رکھا تاکہ دلی مٹے اور گزے ہوئے
واقعات وجہ نزاع نہ بننے پائیں۔ نتیجے میں مسلمانوں کو وہ اقتدار نصیب ہوا۔
کہ اہل عالم کے لئے مثال بنے۔

لیکن فرقہ بازوں کا طریقہ کار دوسرا ہے انہیں مجمل و صغیر اور کربلا کے
علامہ کوئی موضوع سخن ہی نہیں ملتا۔ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام جن میں
دس ہزار سے نامہ اکابر ہیں۔ ان سب کو فراموش کر کے انہیں صرف علی رضی
و معاویہ اور حسین دیرینہ نہیں۔ اور ہمارے ان بزرگوں اور مشیو اؤں کو قسم قسم کے
بتان باندھ کر ان کی ہستینوں کو افسانوی بنا دیا ہے کسی کو آسمان پر بٹھا
رکھا ہے اور کسی کو تحت الثریٰ میں دھکیل ڈالتے کے باوجود غیظ و تاب
کم نہیں ہوتا۔

وہ دین جو تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے آیا تھا اسے انہوں نے

آل علیؑ اگر علیؑ معاملہ بنا دیا ہے کہ جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
محض مہلے تھی کہ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کو اُمت پر سلاطین چاہتے اور
انہیں سلاطین چاہتے دیں کہ اُمت کے ساتھ جو کھیلنا چاہیں کھیلیں اور جس طرح
علم و اسلام کو تباہ و برباد کرنا چاہیں کر دیں۔ کسی کو محال دم زدن نہ ہو۔ سیدنا
علیؑ کو ان کی اولاد کے صلحاء جو آل علیؑ کا صلحاء اعظم رہے اور آج تک
ہیں محمد و دین حق کے متبع رہے اور اپنے مال و حسد اُمت کے لئے چھوڑ گئے
ان سے انہیں غرض نہیں بلکہ طرح طرح سے ان کے مرقع کو مسخ کر کے
اُمت کو گمراہ کرنے کی سعی پیسہ میں لگے ہوئے ہیں۔

ریڈیو احمدی دی قومی ادارے ہیں اور کسی طرح جائز نہیں کہ صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم اجماع کے منہاج سے ہٹ کر اعلان کے اجماعی مسائل سے
گورنری کر کے جماعت المسلمین کے عقاید غلط کریں اور پاکستان کو دوسرا
ایالت بنانے کے لئے انہیں کو ششمنی کرنے کی آزادی ہو۔ جو لوگ زیر نظر کتب
کا مطالعہ کریں گے انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ دینی اعتبار سے پاکستانیوں
کو کس حد پر نگایا جا رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ آپ کی عزت اور قرآن
میں سمجھی جاتی نہ ہوگی تاکہ جو من کوثر پر آپ کے حضور پہنچیں۔ حضرت شیخ الاسلام
ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ومنہاج السنۃ ج ۴ صفحہ ۱۷۷

فیدل علی ان اجماع العترة حجة وهذا قول
طائفة من اصحابنا لكن العترة هم بنو هاشم
كلهم ولد العباس وولد علي وولد الحارث بن
عبد المطلب وسائر بني ابي طالب وغيرهم وعلي
وحرہ ليس هو العترة وسيد العترة هو رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ : اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عترت کا اجماع محبت ہے
 ہمارے اصحاب میں سے بعض حضرات کا قول یہی ہے لیکن عترت
 سے مراد تمام بنو ہاشم میں آل عباس، آل علی، آل عاصی بن
 عبدالمطلب اور تمام آل ابی طالب ذیرم میں محض علی ہی اکیلے
 عترت نہیں ہیں۔ اور اس عترت کے سوار ہیں خود رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم۔

پھر بحث بڑھا کر فرماتے ہیں :

یبین لہ ان علماء العترة کا بن عباس وغیرہ
 لم یکنوا یوجبون اتباع علی فی کل ما یقولہ و
 لا کان علی یوجب علی الناس طاعته فی کل
 ما یفتی بہ ولا یخرف ان احداً من ائمة السلف
 لا من بنی ہاشم ولا غیرہم قال انہ یجب
 اتباع علی فی کل ما یقولہ

ان العترة لم تجتمع علی امامتہ ولا
 افضلیتہ بل ائمة العترة کا بن عباس
 وغیرہ لقتدہون ابابکر و عمر فیہم من
 اصحاب مالک و ابی عنیفہ و الشافعی و احمد
 وغیرہم اضعاف من فیہم من الامامیۃ و
 النقل الثابت من جمیع علماء اہل البیت من
 بنی ہاشم من التابعین و تابعیہم من ولد
 الحسن و ولد الحسن وغیرہما انہم کانوا
 یتولون ابابکر و عمر و یفضلونہما علی علی
 ترجمہ : اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علماء عترت مثلاً حضرت

ابن عباسؓ وغیرہ وہ اس بات کا اتباع ضروری نہیں سمجھتے تھے۔
 جو حضرت علیؓ فرمائیں۔ اور نہ حضرت علیؓ ہی لوگوں پر اس کی
 اطاعت فرض سمجھتے تھے جس کا آپ فتویٰ دیں اور نہ علماء
 سلف میں وہ ہاشمی ہوں یا دوسرے۔ کسی نے یہ کہا ہے کہ
 ہر وہ بات جو حضرت علیؓ فرمائیں اس کا اتباع واجب ہے۔
 عترت نے نہ ان کی امامت پر اجماع کیا اور نہ ان کی
 انصافیت پر بلکہ ائمہ عترت میں مثلاً حضرت ابن عباسؓ وغیرہ
 سب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو مقدم رکھتے ہیں اور
 ان میں جتنے حضرات امام ماکٹ امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور
 امام احمدؒ وغیرہم کا اتباع کرتے والے ہیں وہ امامیہ سے
 کہیں زیادہ ہیں۔ اور تمام ہاشمی علماء اہل بیت وہ تابعین
 میں ہوں یا اتباع التابعین میں حضرت حسینؓ کی اولاد میں
 ہوں یا حضرت حسنؓ وغیرہما کی سب کے سب حضرت ابوبکرؓ
 اور حضرت عمرؓ سے محبت کرتے تھے اور انہیں حضرت علیؓ
 سے افضل جانتے تھے۔

حضرت شیخ الاسلام نے یہ تاریخی حقیقت بیان کی ہے۔ تمام
 صحیح النسب ہاشمی سادات روئے زمین پر جہاں کہیں بھی ہیں ان کی بھاری اکثریت
 متبع سنت جماعت میں شامل ہے۔ مصنف علی ہاشمیوں کا یہاں ذکر نہیں تمام
 عالم اسلام ہمارے سامنے ہے۔ انتہائی پروپیگنڈے کے باوجود بلاد اسلامیہ
 میں جتنے ہاشمی بستے ہیں۔ ان میں روافض کی عددی حیثیت بہت ہی کم ہے مصر
 کے عبیدیوں نے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا لیکن مصر میں ان کا خود نام و نشان
 مٹ گیا۔ اسی طرح برصغیر میں حکومت کے نعرہ پر لوگوں کو رافضی بنانے کی
 کوشش کی گئی۔ لیکن ان رافضی حکومتوں کے اپنے ہاشمہوں کی بھاری اکثریت

نے یہ دین قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ایران میں اسماعیل صفوی نے چالیس ہاکہ مسلمانوں کو شہید کیا اور رخصتی پر وفا قضاۃ قلم کر دی لیکن پھر بھی تمام ایرانیوں کو رافضی بنانے میں اسے کامیابی نہیں ہو سکی۔ وہاں اب بھی اہل السنہ کی بڑی تعداد ہے گو وہ اقلیت میں ہیں۔ ابھی کچھ دن گزرے وہاں کی پارلیمنٹ میں عبدالرحمن نام کے ایک صاحب کا ذکر تھا اور یہ وہ نام ہے جو ابن عجم کے سبب سیائیہ کے ہاں مبغوض ہے۔ اور اپنے بچوں کا یہ نام رکھنا وہ حرام سمجھتے ہیں انہیں تو کلب علی اور کلب حسین ہی جیسے نام پسند ہیں۔

اب پر دھینگنا بڑے کا یہی حربہ پاکستان میں آزمایا جا رہا ہے۔ اہل السنہ کی کتابیں ضبط کر کے علماء کو قید و بند کی جھبٹوں میں مبتلا کر کے ریڈیو اور ٹیلیوژن کے ذریعہ کذب و افتراء کی اشاعت کر کے وہاں دعائی فیصلہ روافض کو جماعت المسلمین کے بابر و جوش سے کربہ جگہ انہیں دخیل کیا جا رہا ہے اور تمام وہ تکیہ ہیں خستہ پار کی جا رہی ہیں جن سے تعلیمات قرآنیہ منہج ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمہ بین کے موقف کو باطل قرار دیا جائے اور آل بیت اہل بیت پرستم قسم کے جھوٹ بول کر انہیں اس رنگ میں پیش کیا جائے کہ جیسے وہ کشتی دین کے بانی ہوں جو صحابہ کرام کے دین سے مختلف ہے۔ اور علوی سادات کا حال یہ ہے کہ جہاں ان کی بھاری اکثریت ہمیشہ سے متبع سنت علی آری ہے وہاں مغرب کے علویہ چونکہ خلیفہ سیدنا معاویہ کو سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی خلافت جہنمی تھی۔

روافض کا ایک طرف مطالبہ ہے کہ ان کا تعلیمی نظام جہانگیر رکھا جائے۔ ان کے اوقات خدوان کے ہاتھ میں ہوں اور دوسری طرف چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی قیادت ان کے ہاتھ میں رہے اور اسلام کی پوری تاریخ پر خط لے کر کھینچ کر سیاہی نظریات کو زبردست دیا جائے۔ شاد بلینغ الدین صاحب نے اپنی تقریر میں کہیں حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کر دیا تھا۔ تو مطالبہ کیا گیا کہ اسوۂ حسنہ پر انہیں روئے کما مسلمانوں کو اچھا نمونہ بنائے۔

اس میں بندگان اسدہ کی تاریخ، ولادت یا وفات کے اعتبار سے کوئی ذکر کیا جاتا ہے
لیکن اس آج کے دن میں ذکر نہیں ہے تو حضرت اہل المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ صلوٰۃ اللہ
علیہا کا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کا۔

حضرت طلحہ کا اور حضرت

زبیر کا حضرت عبداللہ بن جعفر بن حوث کا حضرت امیر المؤمنین معاویہ کا حضرت امیر المؤمنین

الولید کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دوسرا رضی اللہ عنہما جعین غرہ خندق

پر تقریر ہوئی ہے۔ تو یاد رکھنا آتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے

عمرو بن عبدود کو قتل کیا تھا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی وہ

امیر المؤمنین تھے۔ پھر ایک جوان آدمی نے ایک عمر رسیدہ شخص کو قتل کر دیا تو

وہ ایک حکیم کا سامنہ کیا۔ لیکن یار نہیں آئی تریات جو اس غم کی جان ہے

کہ تمام عرب قبائل جو ہم کر کے مسلمانوں پر چڑھ رہے تھے اہل اللہ نے مجھ سے

انہیں پسپا کر دیا۔ مسلمان ہاتھ کھلی میں مبتلا تھے۔ حضور اکرم اور آپ کے

اصحاب نے جو کہ کے اے اپنے پیٹ ہاتھ رکھے تھے خندق کھودی جا رہی تھی

ایک بڑا پتھر کو شمش کے باوجود ٹوٹ نہیں رہا تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بھی خندق کھودنے میں سب کے ساتھ تھے۔ آپ کا اطلاع دی گئی کہ کھدائیاں

پتھر نہیں ٹوٹ رہی۔ آپ نے تین ضرلوں میں اسے توڑ دیا۔ در پہلی

ضرب جو لگائی اور اس سے شرارہ جو نکلا تو فرمایا میرے ہاتھوں میں

کسریٰ کے خزانوں کی کھجیاں بے دی گئیں بس سارا غنیمت غضب اس کا

ہے کہ حدیثِ روایت میں تختہ کیا بی کیوں اوندھا کر دیا گیا اور درختی کا پانی

کے پہلے کیوں اڑا لے گئے اور کسریٰ کے گنگن سیدنا سرتہ رضی اللہ عنہ کے

بانہوں تک کیوں پہنچ گئے۔ اس حدیث ہائیکہ میں تسکین کی صورت یہ پیدا کی

گئی کہ جس عجمی فہم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اُسے

بابا شجاع کا نام دیا گیا اور تم میں اس کے معنی قبر پر ملائے میلہ لگتا ہے پھر جہاں اس

کا نام فیروز تھا کہنا فیروز مبارک پھر قرار دیا گیا اور ہر سیاہ پوش کا اٹھل میں

فیرندے کی اگلوٹھی لائیم ٹھہری۔ دوسری ترکیب لشکریں کی یہ پیدا کی گئی کہ کسریٰ کی خیالی بیٹی کو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ماں بنا کر تخت کیا لی سے اپنا رشتہ جوڑا گیا۔ اسی محوسیت کی یاد برقرار رکھنے کے لئے نصف کی حیثیت عید کی سی کر دی اور اسے عبادت کا دن مقرر کیا۔ یعنی یہ تمہارے جو مہی تھا اسے دینی حیثیت دیدی گئی کہ اس دن ایک خاص وقت ایسا آتا ہے کہ دعائیں قبول ہوں اور اسی وقت کے انتظار میں وہ اہتمام کیا جاتا ہے کہ عید کے لئے بھی ضروری نہیں۔

ایسا ہی جشن حضرت امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن منایا جاتا ہے۔ بغض طریقیہ پر یہ سلسلہ کھڑے شروع کیا گیا۔ مگر مگر سیٹھا کہہ ان اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے اور شرط مہتی ہے کہ گھر سے باہر وہ سامان خود دوزخ میں نہ جانے پائے۔ جب بکثرت گھروں میں یہ سلسلہ جاری ہوا اور مسلمانوں نے اس کی نوعیت دریافت کی تو کہہ دیا گیا۔ کہ یہ حضرت امام جعفر علیؑ کی فاتحہ ہوتی ہے اور جو شخص یہ کام کرے اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں حالانکہ ۲۲ رجب جو سیدنا معاویہؓ کا یوم وفات ہے اسے حضرت جعفر صادقؑ جو اللہ علیہ کی صانع حیات میں کسی قسم کی کوئی اہمیت حاصل نہیں۔

اسی طرح مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ خیال پھیلایا گیا کہ سیدنا علیؑ اصحاب کی اولاد کا دین وہ نہ تھا جس کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دی تھی۔ اصحاب نے وہ دین بدل دیا لیکن آل علیؑ اس پر قائم ہے لہذا مسلمانوں کو اپنا دین آل علیؑ سے سیکھنا چاہیے نہ کہ اصحاب سے۔ اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کو دو ذریعہ دین سیکھنے کے لئے بے گئے ہیں۔ ایک قرآن اور ایک آپ کی عمرت (حالا کہ جب تک کلینی کی انکالی موجود ہے اور اسے دہرایا جاتا ہے جو مسلمانوں کے ہاں صحیح بخاری

لے رہا ہے۔ یہ دوسری سندیں کا نہ ہی تسلیم کیا اور آج کل شیعیت کا یہی تمہارے فیضان

کا ہے اس وقت تک ناممکن ہے کہ کسی سبائی کا ایمان اس قرآن پر ہو جسے اُمت
قرآن حکیم کی حیثیت سے مانتی ہے اور اسے من و عن وہی کہتی ہے جو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی اُمت کو وراثت میں دے گئے ہیں (ہی حضرت تو اس کا ذکر حضرت
شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت کا لفظ محدود معنی میں استعمال کیا ہے
ورنہ تمام قریشی عورت میں ہیں اور مسلمانوں نے معاہدہ کے سلسلے میں جو آزادی
بستی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عورت کی حدودی حریت بڑھ گئی۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت کا باپ اور آپ کی ازواج مطہرات کو اُمت کی
مائیں بتایا ہے۔ اس طرح ساری اُمت آپ کی آل اور عورت ہے۔ مجدد اللہ تعالیٰ
شروع ہونے کا آج تک اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک دین مبین کی نمائندگی
کا شرف اسی متبع سنت جماعۃ المسلمین کے ہاتھ میں رہے گا۔ جیسے آج تک انہی
کے ہاتھ میں رہا ہے۔ فرقہ بازوں کو کسی زمانے میں دعوتِ محمدیہ کی نمائندگی
کی عزت حاصل نہیں ہوئی۔ اور ان کی حدودی حیثیت ہر زمانے میں اقل قلیل ہی
رہی بلکہ سب باطل فرقے مل کر بھی حدودی اعتبار سے جماعتِ المسلمین کے ہمیم
نہ بن سکے اور رد و کرم جماعت کے حدودی قوت اور دینی حریت نطفان باطل
فرقوں کے مکائد اور ان کے وقتی تفوق کا مقابلہ کر کے کامیابی حاصل کی۔

لیکن پاک آن میں وحدتِ عالی دوسری ہے۔ یہاں اس اقل قلیل گروہ
کو من مانی کرنے کی آزادی ہے اور ان کے جارحانہ اقدامات سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے
کہ کہیں نوجوان نسل اس نود میں نہ بہ جائے۔ اس لئے ہر صاحبِ فکر کو اپنی
ذمہ داری سمجھنی چاہیے۔ اور ایسے تمام اقدامات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔
جو عقائد و اعمالِ اسلامیہ پر چھاپہ مارنے کے لئے کیے جا رہے ہیں۔ اور
ابلاغ کے تمام ذرائع پر قبضہ کر کے ایسے تصورات کو اجاگر کیا جا رہا ہے۔ جن
کا دین محمد سے کوئی تعلق نہیں۔

علی العباسی

سید شریف۔ منوات

نَذْرَانَاكَ عَقِيدَتَا

سیدہ زینب صلوٰۃ اللہ علیہا بنت رسول اللہ کے حضور میں

جنہیں

نبی علیہ السلام نے افضل بناتی فرما کر اپنی آل میں سب بلند مقام کی بشارت سے مقزز فرمایا۔

جن کے خاوند سیدنا ابوالعاص بن ریح شعبہ نوبہ شمس کی محسوری کے ایام میں نبی علیہ السلام اور دیگر محصورین کو خوراک پہنچاتے رہے اور نبی علیہ السلام نے جردا لعلیٰ یعنی فیصل کے خطاب سے نوازا۔ نسخ التوہید بخ حیات القلوب

محاسن المؤمنین

جو شیر خوار امامہ اور تین سالہ بیٹے علی کو لے کر اللہ کے راستہ میں ہجرت فرما گئے و تنہا مکہ سے مدینہ پہنچیں۔

جن کے تحت جگر علی نے فتح مکہ کے روز نبی کے ہمراہ ناقہ رسول پر صیاری کی اور دو صدیقی میں ۵ رجب ۱۰ سالہ جنگ یرموک میں شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

جن کے مرنے کے بعد سیدنا ابوالعاص نے پُر درویشی کی۔ اور باقی زندگی آپ کی یاد میں بحالت شجرہ گزار دی۔

جن کی بیٹی (امامہ) کو نبی علیہ السلام نے سب سے زیادہ محبوب کے خطاب سے مخاطب فرمایا (جلال العیون بوقت ابن سعد) اور سیدنا علی نے سیدہ فاطمہ کی وفات کے بعد آپ سے نکاح فرمایا۔

آپ پر قیامت تک لاکھوں درود و سلام

بعد میں شعبہ طالب زادہ لکھا۔

حرفِ آغاز

—————

آج عترتِ اہل بیت کا لفظ جس غلط طرز پر ہر کہ و مر کے ذہنِ قلب میں ایک خاص انداز میں سمایا ہوا ہے۔ اُس نے ان کے دماغوں میں کلبوس بکھر اسلامی نظریات کے نیچے ادھیر کر رکھے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اہل علم و فضل اس طرے توجہ کر کے اس موضوع پر روشنی ڈالتے۔ مگر وہ ایوں کہ کہیں ضمنا یہ موضوع اگر ان کے زیرِ قلم آ بھی گیا تو وہ سرسری طرز پر اس موضوع پر چند لفظ لکھ کر آگے بڑھ گئے۔ خالص علمی یا تحقیقی انداز میں اس موضوع پر کم از کم آج تک میری نظر سے کوئی ایسی تالیف نہیں گذری۔ اس کے نتیجے میں لب لبابیں جا رہی ہیں کہ بڑے بڑے عالمین جبہ در ستار ایک دوسرے سے ہم کلام ہوتے وقت اس قسم کی جاہلانہ گفتگو کرتے محض گئے۔ کہ آپ امتی ہیں یا سید لا حول و لا قوۃ۔ اپنی تو تمام تر طالب علمانہ کاوشیں اس سے آگے نہیں بڑھ سکیں کہ ایک مسلمان نبی ہو گایا امتی؟ ایمان دونوں کے علاوہ صرف کافروں کا گروہ ہے۔ یہ کہ ایک نظریاتی اساس پر قائم ہوا تھا اور اس کی بنیاد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول اللہ کے نعرہ پر رکھی تھی۔ قطع نظر یہی دوسرے بنیادوں کے اس ریلے صدی میں جن محسوس اور غیر محسوس طریقوں سے اسلام کے بنیادی نظریات پر تیش زنی کی گئی اور جا رہی ہے اور اس کی اقدار کو طیامیٹ کرنے کے وسائل کو تعزیت پہنچانے کے اسباب کی فراوانیاں معرضِ وجود میں آئی ہیں اور حکومت

۴۷
 ۱۔ دوسرے ایڈیشن کی طباعت کے وقت حکومتِ پاکستان کو معرضِ وجود میں آنے چاہئیں
 سال ہر چکے ہیں۔

وقت کی ایسے لوگوں کو اشرار حاصل رہی اور اس کے سفینے نتائج کی طرف سے غصے بصر کی جا رہی ہے۔ اس طرف کسی خلعہ وقت نے سرسری طور پر بھی توجہ نہ دی کہ ہم جس خار مار گونہ کی آبیاری کو جہاں بیت سمجھ رہے ہیں کسی وقت بھی اندوگین نتائج کی حامل ہو سکتی ہے اور اس حقیقت سے غصے بصر کو کہ ہم یہ دھڑک پڑے جا رہے ہیں کہ اسلام میں فرقہ بندی باہمی منافرت کا موجب ہے۔ سب والہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے کلمہ گو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مگر حیرانی اس بات کی ہے کہ ایک قلیل ترین گروہ کو اس بات کی کھلی پھٹی دی گئی ہے کہ وہ مخالفت فرقے کے بزرگان کو علی الاعلان خائن، فاضل، فاسق، فاجر، کافر اور شرک بکہ شیطان تک کہنا اپنے عقائد کے مطابق سمجھے اور انہیں ایسا کرنے کی کھلی چھٹی دی جائے اور انہیں ایسا کرنے سے بالکل نہ روکا جائے۔ حالانکہ کوئی بین الاقوامی ضابطہ اخلاق کسی دوسرے کے مذہب کے بزرگوں کو برا کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور ان کے مقابلہ میں ہم کہ سناڑے فیصدی اکثریت کو اپنے بزرگان بن کر کھلے بندوں تعزیت کرنے کا حق بھی حاصل نہ ہو اور اسے اس عامہ میں خلل قرار دیا جائے آخر یہ کیا ٹکس ہے۔ کیسی فتنہ ہے۔

ہر سبائی دشنام کے واسطے شتم ہیں
حق کوئی حق گویاں ولے لائق تعزیر

کہ با من ہرچہ کہو آل آشنا کرو | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اسلام کے خلاف سینکڑوں غیر مسلموں نے

اپنے اپنے مذہبی وسائل بٹے کا لٹے ہوئے کی زخموں کی ہے۔ مگر اس پر یہ مخالفانہ لٹریچر میں آپ کو وہ سنگ انسانیت بزرگ بانی دکھائی نہیں دے گی۔ جو دنیا کے رفض و شیعیت نے اہل سنت والجماعت کے بزرگوں کی شان میں رو دیکھی ہے بکہ اُسے عبادت سمجھا جا رہا ہے۔

صحابہ کرام سے دشمنی | شیعیت کا غیر جن ماہرینی ہاتھوں سے گنہا گیا جن سبائی

تالوں پر ہنس کا ڈھانچہ تیار ہوا اور جن سامریاں وقت نے اس میں روت پھونکی۔
وہ سب کے سب کسی وقت سیدنا فاروق اعظمؓ کے ہاتھوں منگول ہوئے تھے۔

یہ صد مہینہ پودہ صدیوں گزرنے کے باوجود آج تک نہیں بھولے۔
آج یہ یاد کرانے کی راہ حاصل کر دشمنوں کی جارہی ہیں کہ شیعیت اصحاب ثلاثہؓ
اور علیؓ ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اس غلط خیال کو آج تک ہر جائز ناجائز
طریقے سے انہوں اور دیگر لوگوں کے ذہنوں میں ٹھونسنا جارہا ہے جس کی مثال
طعن مشکل ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نام نہاد معتین اہل بیت جس طرح صحابہ
کرامؓ کے دشمن ہیں۔ اسی طرح علیؓ اور اہل بیتؓ کے بھی دشمن ہیں۔ فرق صرف اس قدر
ہے کہ صحابہ کرامؓ کو ظاہری طور پر نشانہ بنایا گیا ہے اور علیؓ اور اہل بیتؓ پر
بالواسطہ کرم گتیری کی جارہی ہے۔

شیعیت عمرؓ کیوں دشمن سے | شیعیت فاروق اعظمؓ کی اس لئے دشمن
ہے کہ بقول اہل تشیع کے عمرؓ علیؓ
کے دشمن تھے۔ بلکہ شیعیت عمرؓ کی اس لئے دشمن ہے کہ عمرؓ نے ان کے دھانی
آب و جد کی ہزار ہا سالہ سلطنت کے بچے ادھیر کر رکھے تھے۔

بشکست عمرؓ حلیت ہزبان عجم را بر باد و فنا دار گد و ریشہ جہم را
ایں عربہ بغض خلافت ز علیؓ نیست کال و کینہ قدیم است غمسم را

عمرؓ نے ایران کے تاجداروں کو ذلیل و رسوا کر دیا اور انہیں دنیا کی غیبت
و نابود کر دیا۔ عمرؓ سے جو یہودیوں کی دشمنی قدیم ہی ہے۔ عمرؓ سے یہ کینہ ان کے اسلاف
کی طرف بڑھا تو ابو بکرؓ۔ امہات المؤمنینؓ۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے
گزر تا ہوا اللہ تعالیٰ تک جا پہنچا۔ مثال کے طور پر بے ادبی کو لیجئے۔ پس
کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت سی چیزوں کا علم اس کے وقوع کے بعد
ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک اللہ کرتا ہے اور اس کے وقوع کی خبر بھی دیتا
ہے مگر کسی عارضہ کی وجہ سے اسے منوع قرار دیتا ہے۔ اور وہ ذکر جاننے کے

باوجود ایقانے عہد نہیں کرتا۔

بروایت یعقوب کلینی : عن ابی حمزہ الثامی قال سمعت
ایا جعفر یقول یا ثابت ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد، کان
وقت هذا الامر فی ملبعین فلما ان قتل الحسين
صلوات اللہ علیہ اشدت غضب اللہ علی اهل
الارض فاخرنا الی اربعین و مایة فحدثنا کم
نازعتم الحديث فکشفتم ثناع الترو لم
یجعل اللہ لنا بعد ذلك وقتا عندنا و
یحول اللہ ما یشاء ویثبت و عندنا أم الکتاب۔

روایت کا کافی جز ۱۳۸ مطبوعہ ایران، باب کرامتہ الترتیب

ترجمہ : ابو حمزہ ثامی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ
فرماتے ہوئے سنا کہ اسے ثابت کہ اللہ نے ۷۰ سال کے اندر
امام مہدی کے ظہور کا وقت مقرر کیا تھا۔ مگر جب حضرت حسینؑ شہید
ہو گئے تو اہل زمین پر خدا کا غضب سخت ہو گیا (یعنی ان کو فیوں پر
جنوں نے حسینؑ کو سینکڑوں خطوط لکھ کر بلایا۔ پھر ان کی
نصرت کی بجائے مزید کی فوج میں شامل ہو کر انہیں شہید کر دیا۔)
تو اس کے ظہور کو ۴۰۰ھ تک موخر کر دیا۔ ہم نے تم سے یہ بیان کیا
تو تم نے اس کو منظور کر کے مارفاش کر دیا۔ اب اس کے بعد
مہدی کے ظہور کا وقت اللہ نے ہمیں بھی نہیں بتایا۔ اللہ جیسے
چاہتا ہے مٹاتا ہے جسے چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔

یہاں اس روایت پر بحث کرنے کا موقع نہیں کہ کب
کس نے ۴۰۰ ہجری میں مہدی کے ظہور کا اعلان کیا اور جب ۴۰۰
ہجری گزر گیا تو ۱۴۰ھ کی لم کس نے تراشی اور ۱۴۰ھ گزر جانے کے

کس من چلے نے اپنے ان متبعین کو بدمن ہوتے دیکھ کر نامعلوم مدت بیان کر کے اپنے پیچھے کھالے رکھا۔ اور نہ ہی یہ مقام اس قسم کی تقصیر کا معقل ہے کہ جرم کفریوں کا اور سزا جہنمی کو۔ جرم ثابت کا اور غار کی و محظوظ قید المم کے لئے۔

اک طرفہ تماشہ ہے ذہنیت و طبیعت بھی

○ عن زرارہ بن عجلون عن احمد بن زرارہ بن عجلون عن امام محمد باقر اور جعفر صادق میں سے ایک سے روایت کیا ہے کہ جیسی بدو سے اللہ کی عبادت ہوتی ہے کسی اور چیز سے نہیں ہوتی۔ (ترجمہ اصول کافی باب البداء)

○ ایک اور سند سے دوسری حدیث قال ما اعظم الله بهشل البداء (اصول کافی باب البداء) بدو سے بڑھ کر کسی چیز سے اللہ کی تعظیم نہیں کی گئی

بنی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہونے کو نہ شرع کر دیا کہ آپ کی تمام قبیلین صوف اس لئے تھی کہ مرنے کے بعد بیٹی اور داماد کے لئے ایک ریاست چھوڑ جائیں۔

صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہونے تو سوائے دونین کے سب کو مرتد بنا کر چھوڑا۔

اہمات المؤمنین کی طرف متوجہ ہونے تو خدیجہ کو باکرہ بنایا۔ اور باقی سب کو فاحشہ اور منافقہ۔ اپنے مزعومہ ائمہ کی طرف متوجہ ہونے کو ایک طرف انہیں رب اللہ و تقسیم کیا۔ اور دوسری طرف فاسقوں اور فاجروں کی روٹیوں پر پٹنے والے۔

لے نہت اصول آلیف ابجدیم

اب شیعوں نے کہہ کر ہمارے عقیدہ کو زور کر دیا ہے۔ چنانچہ ان کے
قید المہتدین اور آیتہ اللہ فی العالمین اپنی کتاب اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۱۹ء
کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں :

اعلم ان المبدأ لا یخلق ان یقول لهما حد لانهما یلزم
منه ان یتصف الباری تعالیٰ ہما الجہل کما لا یحقی۔
جاننا چاہیے کہ ہر اس قابل نہیں کہ کوئی شخص اس کا قائل ہو۔ کیونکہ
اس سے لازم آتا ہے کہ باری تعالیٰ عاجل ہو جیسا کہ پرشیدہ نہیں۔ شیعہ
عقیدہ کہ ترک کر دیں یا اس پر عامل رہیں یہ ان کا گھریلو معاملہ ہے۔ بہر حال اس
سے یہ تر ثابت ہو گیا ہے کہ ہمارے معنی اللہ تعالیٰ کا عامل ہونا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید

الحمد لله ونصلي على رسولنا الكريم وعلى الهادي الفضل العظيم
 وصحبه اولى الفخر الجسيم۔ اما بعد
 اس سے قبل مذہب شیعہ کے متعلق حقیقت مذہب شیعہ، واقعہ کر بلا
 بنات الرسولؐ اور مقام صحابہؓ کے بعد دیگرے طبع ہو کر پاکستان بھر اور دوسرے
 ممالک میں بھی بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ اسی موضوع پر اہمات المؤمنین اور
 "التفقه فی الدین" کے مقدمے بھی نگاہ قدر سے دیکھے گئے۔ اس دوران مختلف
 مقامات سے مختلف اصحاب نے احادیث، استساک کے متعلق خطوط لکھے۔
 کچھ تو صمیم الحرص کی وجہ سے اور کچھ چند ایک مجبوریل کی بنا پر خاموشی میں بہتری
 سمجھ کر خطوط نے تقاضوں کی صورت اختیار کر لی۔ اور تقاضے چیلنج بنتے چلے
 گئے۔ اس کے ساتھ ہی احباب نے اس طرف توجہ دلائی کہ ان مباحث کی
 وضاحت سے تاریخ کے وہ اوجھل گوشے بھی سامنے آئیں گے۔ جو شیعیت کی فریب
 کاری کے شیعیت کی بھینٹ چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کام کو شروع کیا اور اس موضوع پر جو کچھ زیر نظر
 کتاب کے ذریعہ آپ کے سامنے پیش ہے۔ یہ ایک عجیب سا خاکہ ہے اگر اللہ تعالیٰ
 کا فضل شامل حال رہا۔ تو اس سلسلہ میں ایک مفصل کتاب پیش کرنا بھی اس
 پروگرام میں سے ہے۔

طالب دعا
 حکیم فیض عالم صدیقی
 جامعہ الہمدیہ محلہ مستریاں جہلم

سالہ واقعہ کر بلا حکومت صوبہ سرحد نے نومبر ۱۹۷۲ء میں اور حکومت پنجاب نے جنوری ۱۹۷۳ء میں
 طبع کر لی ہے۔ مجھے ذاتی طور پر اس کا کوئی علم نہیں۔ ایک الزام ہے۔

تمسک بالکتاب تمسک بالسنة

اور تمسک بالعترت

اس موضوع پر ہمیں کتب احادیث سے تین قسم کی روایات ملتی ہیں۔
 ۱۔ عن جابر قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم
 في حجة يوم عرفة وهو على ناقه القصوى يخطب
 فسمعه يقول يا ايها الناس اني تركت فيكم ما
 ان اخذتم به لن تضلوا - كتاب الله و
 عترتي اهل بيته (رواه الترمذي)

تقریباً جابر سے روایت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام
 کوعرفہ کے دن حج کے موقع پر دیکھا کہ آپ قصویٰ اونٹنی پر سوار تھے
 میں نے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ میں تم پر دو چیزیں چھوڑ رہا
 ہوں اگر تم ان کو پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب
 اور میرے اہل بیت کی عزت۔ ترمذی کی اس حدیث میں تحریف
 کی گئی ہے۔ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ جو شرط امام مکتب
 میں موجود ہیں۔

ترک فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب
 الله وسنة بنیہ (موطا مترجم ص ۳۷۱)

ترمذی میں نقل کرتے وقت کتاب الشریعہ عزرتی اہل بیت
 دیا گیا ہے۔ (ترمذی جلد ۱ ص ۱۲۱)

اسی موضوع پر ترمذی کی دوسری حدیث :

حدیثنا علی بن المنذر الکوفی نا محمد بن فضیل نا
 الاعمش عن جیب بن ابی ثابت عن عطیہ عن ابی
 سعید والاعمش عن جیب بن ابی ثابت عن نید بن ارقم
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنی تالک فیکم
 ان تمسکتم بیدہ لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من
 الآخر کتاب اللہ حبلٌ ممدود من السماء الی الارض و
 عترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حق یدہ علی الخوض
 فانظروا کیف تختلف فی فیہما هذا حدیث غریب۔
 ترجمہ : بیان کیا ہم سے علی بن منذر کوفی نے اُس سے محمد بن فضیل نے
 اس نے اعمش سے اس نے عطیہ سے اس نے ابو سعید اور اعمش
 سے وہ بیان کرتا ہے جیب بن ابی ثابت سے وہ بیان کرتا ہے زید
 بن ارقم سے۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میں جب تک
 چھوٹے جاربڑ ہوں تم میں اگر تم اُسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو ہرگز
 نہیں گمراہ ہو گے میرے بعد۔ ایک ان دونوں میں سے بڑا ہے اللہ کی
 کتاب یعنی آسمان سے زمین کی طرف انطاکی ہوتی رہی ہے میرے اہل بیت
 کی عزت اوروہ ہرگز دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ میرے
 پاس حوض کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس غور کرو کس طرح تم جانشین
 بنتے ہو میرے ان دونوں میں۔ یہ حدیث غریب ہے۔

اس کا ایک روایت عطیہ عوفی ہے۔ جو مشہور کتاب کلبی کا شاگرد ہے۔
 اعدان دونوں یعنی استاد اور شاگرد نے اس حدیث میں تحریف کی ہے۔
 چنانچہ صاحب تقریب التہذیب نے لکھا ہے بخطی کثیرا حان
 تنبیہا مد لہا۔ یعنی عطیہ کثیرا خطا اور شیعہ تھا اور جس سے روایت کرتا تھا۔
 اس کا نام نہیں لیتا تھا۔ (تقریب التہذیب ص ۳۶)

تہذیب التہذیب میں ہے۔ کان یقدم علیا علی الکل۔
 کو تمام صحابہ پر مقدم جانتا تھا (جلد ۷ ص ۲۶-۲۲۵)
 عطیہ عوفی کوئی کشمیر سنی دونوں کے نزدیک رافضی تھا چنانچہ
 شیعہوں کی مشہور اور معتبر کتاب جامع الرعاة طبع ایران جلد ۱ ص ۵۲ اور رجال
 ما مقامی جلد ۲ ص ۲۸ پر مرزومہ ہے عطیہ العوفی کان من اصحاب باقرؑ
 عطیہ عوفی کے استاد مشہور کذاب محمد بن سائب کلبی مرقی ص ۱۴۱ کے متعلق
 سخاوی شرح رسالہ منقولہ جزری میں لکھتے ہیں۔ اس کی تین گنیتیں تھیں۔ ابو نصر
 ابو ہشام اور ابو سعید عطیہ عوفی نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اپنے استاد کے
 لئے آخری گنیت گھڑی۔ وہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کہا کرتا تھا قال ابو سعید۔
 اور لوگ مشہور صحابی ابو سعید خدریؓ سمجھ کر اس کی روایت قبول کر لیتے تھے۔
 اسی مفہوم کی تیسری حدیث :

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی (بحوالہ ابوداؤد وہی ماجہ)
 کفایت الطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب مولفہ شیخ ابی عبد اللہ محمد بن
 یوسف الکبیری رافضی متوفی ۶۵۸ھ کے حوالہ سے حقیقات الانوار میں حامد حسین لکھنوی
 نے نقل کی ہے۔ لیکن یہ روایت نہ ابوداؤد میں ہے نہ ابن ماجہ میں۔ جس سے ثابت
 ہوتا ہے کہ شیخ کبیری نے دروغ گوئی اور کذب بیانی سے یہ حدیث ابوداؤد اور
 ابن ماجہ کے حوالہ سے نقل کی ہے اور حامد حسین نے بغیر کسی تحقیق کے تسلی
 بغض کی وجہ سے حقیقات الانوار میں صبح کر دی ہے۔

۲۔ حجتہ الوداع کے موقع پر نبی علیہ السلام نے جو طویل خطبہ فرمایا۔

اس کے دوران فرمایا :

وقد ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدہ ان اعتصمتم بہ

کتاب اللہ وانتم تسئلون عنی

(صحیح مسلم خلا حجتہ الوداع و مشکوٰۃ)

۳۔ عن مالک بن انس بلغه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسول

(موطا امام مالک جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ طبع مصر)

ترجمہ: امام مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہی ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اس کے رسول کی سنت۔

اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

مشکوٰۃ میں عن مالک بن انس در سند کے الفاظ ہیں۔

نیفختہ اب ہما کے سامنے اس موضوع کی تین روایتیں ہیں جن کا مضمون

یہ ہے۔ کتاب اللہ۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ۔ کتاب اللہ و سنتی اہل بیت۔ کتاب اللہ والی روایات تو بلا جملہ متفق علیہ زمرہ دی گئی ہیں۔ اسی لئے سیدنا فاروق اعظمؓ نے آنحضرتؐ کی مرض موت کے موقع پر جب دعا کتاب اللہ فرمایا تھا۔ اور حجتہ الامام کے موقع پر آنحضرتؐ نے اپنے طویل خطبہ میں صرف کتاب اللہ کے کلمات ارشاد فرمائے تھے اور یہ خطبہ حدیث کی تمام کتابوں میں تقریباً موجود ہے۔

کتاب اللہ و سنت رسولؐ کی بحث گذشتہ سطور میں گزر چکی ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ سنت رسولؐ کے کلمات اگر حضرت یا حضرت اہل بیت کے لفظ سے کہے گئے ہیں۔ اس تحریر فقہی سے ثابت ہوتا ہے کہ باتیں وہی ہیں۔ یعنی کتاب اللہ، کتاب اللہ و سنت رسولؐ تو بلا اختلاف مسلم ہیں مگر حضرت اور اہل بیت کی پیوند کاری۔ ایجاد بندہ اور تحریر فی الحدیث ہے۔

یہ بھی تسلیم کہ حضرت اور اہل بیت کے کلمات بھی صحیح ہیں تو ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ یہ لفظ اس مضمون کی ترجمانی کرتے ہیں جو راسخ کی طرف سے

پیش کیا جاتا ہے یا نہیں۔

قرآن سنتِ عمرت اور اہل بیت کی امر و نہی

- ۱۔ قرآن کریم (کتاب اللہ) جو اپنے شروع میں ذالکتاب و کتاب لا یریب فیہ کے دعوے سے اقوامِ عالم اور مذاہبِ عالم کے سامنے نہ صرف اپنی سچائی اور اہمیت کا اعلان بلکہ پہنچ کر چھپے اس پر مزید تنصیحی گفتگو کی ضرورت نہیں۔
- ۲۔ سنتِ رسولؐ : لغت میں سنت کے معنی ہیں "طریقہ" اور "راستہ" کے لیکن شرعی اصطلاح میں یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر بولا جاتا ہے۔ یعنی وہ اعمال جن کی آنحضرتؐ نے نہ صرف خود پابندی کی۔ یادہ کام جو بار بار آپؐ نے کئے۔ بلکہ اپنے متبعین سے بھی پیا ہی۔ اسلامی شریعت میں قرآن کے بعد سنت کا مقام ہے۔ حضور قرآن کے شارح اور مفسر تھے اور اس پر عمل کر کے دکھانا آپؐ کا فرض قرار دیا گیا تھا۔ پس جو کچھ آپؐ نے کیا ہمارے لئے اس پر عمل کرنے کے لئے قرآن مجید میں بار بار تاکید دی گئی ہے۔ مثلاً

و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول، من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ۔ بنی عابہ اسلام
کی سنت پر عمل کرنے سے ہی ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مدعی ہو سکتے ہیں۔
ادبِ بنی عابہ اسلام کی سنت پر عمل کرنے سے ہی اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو سکتا ہے۔

عترت : بلا اختلاف تمام علمائے اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ
عترت کے معنی ہیں قریبی رشتہ دار، بیٹے، بیٹیاں اور اس ضمن میں ان کی
تمام اولادیں بھی شامل ہیں۔ چنانچہ شورشِ پستی کہتے ہیں :

عترۃ الرجل اهل بيته و درہمہ الاولاد و اولادہم

العترۃ علی انی کثیرۃ بینہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بقولہ اہل بیتی لیعلمنا فیہ الاراد بذلک نفسہ وعصابۃ
الادنین وازواجہ انتی والمراد بالانخذ بہم التمسک
محبتم ومحافظہ عروتہم والعمل بدویۃہم والاعتقاد
علی مقالہم وهو لا ینافی اخذ الفقہ من غیرہم۔
لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالجورم بما یمس
اقتدی یقتراہتد یقتد۔ ولقولہ تعالیٰ فاستلوا اہل
الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ وقال ابن الماکہ التمسک
بالکتاب العمل بما ینہ وهو لا یتعار باوامر اللہ و
الانتہا عن فواہید ومعنی التمسک بالعترۃ محبتہم
والاقتداء بہم و سیرۃہم ونرا الذیہ جمال الیقین
اذ لم یکن مخالفا للذین قلت فی اطلالہ صلی اللہ
علیہ وسلم اشعار بان یکون عن عترۃ فی الحقیقہ
لا یکون ہدیہ وسیرۃ الامطابقتہ للشرعیۃ و
الطریقۃ (مرقاۃ بحوالہ حاشیہ ترمذی)

ترجمہ کسی آدمی کا عزت اس کے گھر والے اور قریبی رشتہ دار
ہوتے ہیں۔ اور عزت کا استعمال بہت سی قسموں پہ ہے جسے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرل سے اپنے گھر والوں کو بیان فرمایا ہے تاکہ
معلوم ہو جائے کہ آپ نے اس کے نزدیک اپنی نسل اور اپنے قریبی رشتہ داروں
اور اپنی ازواج کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور اس سے یہ مراد لی ہے کہ ان دینی
گھروں رشتہ داروں اور ازواج کے ساتھ تمسک کیا جائے۔ ان سے
محبت کی جائے اور ان کی عزتوں کی حفاظت کی جائے اور ان کی روایت
پر عمل کیا جائے ان کی باتوں پر بھروسہ کیا جائے اور یہ امر اس بات کے

نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کی باتوں کو حاصل کیا جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جن کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لو اور ابن ملک نے کہا ہے کہ کتاب اللہ سے تمسک رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنا اللہ کے احکام کے مطابق حکم بخانا اور منہیات سے منع کرنا اور عزت سے تمسک کا مطلب یہ ہے ان سے محبت کرنا، ان کی ہدایت پر چلنا اور ان کی سیرت اختیار کرنا سید جمال الدین نے اس بات کو زیادہ کیلئے کہ جبکہ ان کے کام دین کے مخالف نہ ہوں۔

آگے چل کر آپ دیکھیں گے کہ تمسک بالعزت کے کاذب مدعیوں کے کردار کا تاریخ کیا نقشہ پیش کرتی ہے۔

اہل بیت عزت کی طرح اہل بیت کا لفظ آج بھی ہزاروں جگہ لاکھوں اور کروڑوں افراد کے ذہنوں کو شعلہ پر دھندلایا ہوا ہے جسے متاثر کر کے حقائق کی سمجھ سے بہت دور لے جا چکا ہے۔

اس لحاظ سے کہ اس لفظ کو تادیلات کی چرخہ پر چڑھا کر ذہنی ورزشوں کا اکھاڑ بنایا جائے۔ لفظ اہل بیت میں کوئی ندرت یا عجیب پن نہیں۔ لفظ اہل بیت سے معنی بالکل واضح اور صاف ہیں۔ "یعنی گھر کے لوگ" گھر کے لوگوں میں ہم ہی افراد شمار کیے جاسکتے ہیں جو صاحب خانہ کے گھر میں موجود ہوں۔ جو بیٹیاں شادی کے بعد اپنے ہونے والے شوہروں کے ہاں منتقل ہو جائیں وہ اہل بیت میں شمار نہیں کی جاسکتیں۔ وہ بیٹے جو والدین سے الگ ہو کر اپنے طور پر قیام پذیر ہو جائیں۔ وہ بھی اس زمرے میں نہیں آتے۔ البتہ عزت میں شامل ہیں۔ اس لحاظ سے اُجھات المؤمنین ہی نبی علیہ السلام کی اہل البیت ہیں اور قرآن بھی اس بات پر شاہد ہے۔ چنانچہ سورہ احزاب کی آیت ۴۲ تا ۴۴ کا ترجمہ مقبول جہ شیعہ

کی زبان سے سینے :

”اے نبی کی عورتو! اگر تم پر میزجاری کرو تو تم اور عورتوں کی مانند نہیں ہو
پس دبی زبان سے باتیں نہ کیا کرو۔ کہ وہ شخص جس کے دل میں روگ ہے
کسی طرح کا علاج کرے اور نیک ریحی شک سے بچی ہوئی باتیں کیا کرو۔
اور اپنے گھروں میں عزت و وقار سے، بیٹھی رہو اور تم جاہلیت کا سا
بناؤ سنگار کرنے باہر نہ بھلا کرو اور نماز پڑھا کرو۔ اور زکوٰۃ دیا کرو
اور برابر: اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔

اے اہل بیت صوائے اس کے نہیں ہے کہ خدایہ چاہتا ہے کہ
تم سے ہر قسم کے جس کو دور کر دے۔ اور تم کو ایسا پاک کر دے جیسا کہ
پاک کرنے کا حق ہے اور تمہارے گھروں میں خدا کی آیتیں اور حکمت
کی باتیں جو پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو۔ بے شک خدا تعالیٰ
بڑا باریک بین (راہ) خبردار ہے۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی انواع مطہرت کو خطاب
فرمایا ہے اور تقریباً تمام صیغے جمع مونث حاضر کے استعمال فرمائے ہیں اور یہ سب تفسیر
گویا لفظ اہل بیت کی ہے۔ لفظ اہل اوائل اصل میں ایک ہی معنوں میں استعمال
ہوتا ہے۔ چنانچہ نزل الابرار میں علامہ محمد صدیق حسن خاں لکھتے ہیں یہی معنویہ اور
بصریوں کے نزدیک آل اصل میں اہل تھا۔ پس ہم کو حمزہ کے ساتھ تبدیل کیا گیا۔
تو آل بن گیا۔ آل البی میں اختلاف چار اقوال پر کیا گیا ہے۔

۱۔ آل امام شافعی کے نزدیک وہ ہے کہ جس پر وہ مرتہ حرام کیا گیا ہے اور
اس میں تین قول ہیں۔ اول بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں۔ اور ایک
روایت میں امام احمد نے بھی یہی کہا ہے۔

(۱) محض بنو ہاشم : یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور ایک روایت میں
امام احمد نے بھی کہا ہے۔ بنو ہاشم اور وہ جن کا سلسلہ پیدای غالب بن فہر تک

تک۔ جائے پس اس میں ہر مطلب بنو امیہ اور بنو ذوقل بھی شامل ہیں اور یہ قول اصحاب امام کا ہے۔

- ۲- آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول پاک کی ذریت اور بیبیاں ہیں۔ اور علماء نے کہا ہے کہ آل اور اہل برابر ہیں اور وہ بیبیاں اور ذریت ہیں۔
- ۳- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نابعدار ہیں قیامت تک۔ اور یہ قول جابر بن عبد اللہ ثوری اور بعض شوافع سے روایت کیا گیا ہے۔ نووی نے شرح مسلم میں اور زہری نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور اختیار کیا ہے۔

۴- نبی علیہ السلام کی اُمت کے متقی اور پرہیزگار لوگ:

آل کے معنی میں اولاد، ذریت، طبع، اہل خانہ، اہل قرابت اور اہل دین سب اس میں آجاتے ہیں۔ قرآن مجید میں آل ابراہیم، آل عمران سے مراد ان کے گھر کے لوگ ہیں اور آل بمعنی طبع کی وضاحت اس حدیث سے ہوئی ہے من سلاک علی طریق فہو الی "جو میرے طریقے پر چلا۔ وہ میری آل ہے"۔

چند صحابہ کرام کو بھی آپؐ نے "مناہل البیت" کی بشارت سے مفتور فرمایا جیسے سید سلمان فارسیؓ وغیرہ اور اس سے بھی یہی امر دفع ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کے پچھے متبع بھی اہل البیت ہیں شامل ہیں۔

الغرض ان تقریبات کی روشنی میں تمام بزرگایا، اصنام، ائمہ، متبع سنت رسولؐ اور آپؐ کی ذریت یعنی سیدہ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ، تہمؓ، عبداللہؓ، ابراہیمؓ اور اولاد سیدہ زینبؓ اور سیدہ فاطمہؓ وغیرہ تا قیامت قیامت

نازل آل ہیں اسی طرح نازلے ائمہین آپ کی آل دینیہ متداخل آل ہیں کیونکہ آپ
 قریب احواط امت سیوی و بیان شاری ان حضرت کی اہل بیت کی اہل بیت ہے غرضیکہ
 تمام امت محمدی میں سے جو متبع سنت اور پابند شریعت ہیں اس نسبت میں شامل ہیں۔
 چنانچہ امام محمد بن علی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ آل محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم ہوا الذین یول امرہم الیہ من کان امرہما لیدرشد و
 اکمل کافرا ہما لال۔

یعنی آل محمد کی وہ لوگ ہیں کہ رجوع کوے امران کا آنحضرت کی
 طرف پس من لوگوں کے ائمہ آنحضرت کی طرف ہر جہاں واد شد
 رجوع کریں گے۔ آنحضرت کے امر میں تابع رہیں گے یقیناً
 وہی لوگ آپ کی آل ہوں گے۔
 درمنثور میں ہے :

اخرج ابن مردويه عن انس مراهطاً من الانصار
 يا رسول الله كيف الصلوة عليك قال قولوا اللهم صل
 على محمد وآل محمد كما صليت على ابراهيم وعلی
 آل ابراهيم فقال فتی من الانصار يا رسول الله من
 آل محمد قال كل مؤمن

ترجمہ : ابن مردویہ نے حضرت انس سے کہا ہے کہ ایک گروہ انصار
 نے آنحضرت سے کیفیت صلوٰۃ پوچھی، آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ
 صلی علی محمد و آل محمد و علی ابراہیم و علی آل ابراہیم
 و علی آل ابراہیم پس انصار کے ایک جوان نے کہا یا رسول اللہ
 آل محمد کون ہیں آنحضرت نے فرمایا "کل مؤمن"
 جو لوگ آئیے تکبیر سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
 بہت بڑی غلطی پر ہیں۔ چنانکہ اہل تہذیب وادب میں تمام بے معرفت ازواج النبی

صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس پر بقول شیعہ اصحاب آراں کہ ادعا کو ہی تسلیم کر لیا جائے تب بھی بات نہیں بنتی۔ وہ تو کہتے ہیں کہ سیدنا عیاض، سیدہ فاطمہؓ، حضرت حسینؓ معصوم تھے۔ پھر معصوم اور ان کی دوبارہ من الرجس سے تعبیر عجیب و غریب قسم کی باتیں ہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب | یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے یعنی پھر کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ، علیؓ، حسین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لے کر فرمایا، اللہم لھولاء اہل بیتک فادھب عنہم الرجس و طہرہم تطہیراً یعنی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں پس مٹا کر ان سے آلودگی، باقی اللہ پاک کر ان کو پاک کرنا۔

چونکہ آیت تطہیر میں مخاطب صرف ازواج مطہرات سے تھا پس نبی علیہ السلام نے اس امر کے خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے اہل و عیال کو اہل بیت سے خارج سمجھ گئیں اور ان کی تطہیر و تکویم میں کمی کریں لہذا اظہار شرف اور ادخال اہل بیت کے لئے نبی علیہ السلام نے ان کو بایں طہر یا دفرمایا اور لوگوں کو سنا دیا کہ یہ لوگ بھی میرے اہل بیت میں شامل ہیں۔

آیت تطہیر کے متعلق ابن بابی حاتم اور ابن عباسؓ کو فکر میرے ذہنیت کرتے ہیں اور انہوں نے ابن عباسؓ سے اخراج کیا ہے کہ فرمایا ابن عباسؓ نے کہ تحقیق یہ آیت ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔

ابن مودبیہ نے سعید بن جبیر کے طریق سے نکالا ہے کہ فرمایا ابن عباسؓ نے کہ یہ آیت نبی علیہ السلام کی طرف سے نازل ہوئی نیز جب نبی صائم نے انہما ہولاء اہل بیتک کما توأم المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ مجھ کو بھی اس چادر میں اس دعا میں شریک فرمائیے تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ انت علی نبیر و انت علی مکانک۔ (تو بتری پیہ اور تیرا مکان پیہ) یعنی

تو قرآن ہی گھر کے لوگوں میں شامل ہے۔

تفسیر احمدی اور بیاری میں ہے۔ تخصیص الشیعتنا اهل البیت
بغایۃ اثر اور خاص کرنا شیعوں کا اہل بیت کو ساتھ حضرت خاتمہ علیؑ اور حسینؑ
کے اور حجت پکڑنی راتھ اس آیت کے اور اجماع کرنا ان کا ضعیف ہے۔ کیونکہ قبل
آیت اور بعد آیت کے مناسب نہیں اور حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ
چار بھی اہل بیت سے ہیں نہ کہ ان چار کے سوا اور کوئی اہل بیت سے نہیں۔

نقل عن منصور لما تریدی و معوانہ عام للانواع والاولاد
جملہ غیر مختص باحد معما (تفسیر احمدی)

منصور تریدی سے منقول ہے کہ یہ آیت ظہیر عام ہے انواع اور
اولاد جمیع کے لئے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مختص نہیں؟

اہل بیت کے حق میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوة میں

ذات فیصل بحث کی ہے۔

چنانچہ کہتے ہیں۔ بیت تین قسم کے ہوتے ہیں۔ بیت نسب، بیت سکونت
بیت دلالت پس اولاد عبدالمطلب اہل بیت نسبی ہے۔ ازواج مطہرات اہل بیت سکونت
اور اولاد آپ کی اہل بیت دلالت ہے۔ اہل بیت سے صرف ازواج مطہرات کے لئے
حضرت ابراہیمؑ کا قصہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ جب ان کے گھر
میں حضرت لوطؑ کی قرآن کو چھک کرنے کی خبر پہنچی اور حضرت اسماعیلؑ، اسحقؑ
اور یعقوبؑ کی پیدائش کی بشارت لیٹ پر حضرت سارہؑ نے تجوہ کا اظہار کیا
تو فرشتوں نے کہا:

اتجبین من امر اللہ رحمت اللہ علیکم و بركاتہ علیکم

اہل البیت اللہ حبیباً مجید (سورہ ہود)

جب فرشتوں نے یہ بشارت سنائی اس وقت حضرت ابراہیمؑ
کے گھر کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں تھا۔ صرف حضرت سارہ تھیں۔

ایک نکتہ سید ہاشم کی شہادت کے بعد یہود اور مجوس کے مخبر ہی گرد کے ہاتھ میں خلافت بنو امیہ کے خلاف ایک کامیاب حربہ آگیا تھا۔

ان لوگوں نے امویوں کے ساتھ تمام امت کے خلاف جہوت و غلویت میں زہراؑ گلستا شروع کر دیا۔ اس بہتان طرازی، افترا پر دازی، اندیشہ و کمر کے سلسلہ کا دورِ اوّل بنو امیہ کی خلافت کے خاتمہ پر ختم ہوا۔ بنو عباسؑ کی خلافت کے تصور کی تعبیر ہی بنو امیہ کی خلافت کے کھنڈ روں پر ہوئی تھی۔ اب فاطمیوں کی اس کارِ الٰہی میں عباسی بھی شامل ہو گئے۔ اس دورِ ثانی میں اگر فاطمی بار بار خلافت عباسیہ کے خلاف خروج نہ کرتے تو ان دونوں کی بنو امیہ کے خلاف مشترکہ کاروائیوں سے بنو امیہ اور ان کا ساتھ دینے والوں کا نام ہی تاریخی صفحات میں اول و آخر ملتا۔ ترین لوگوں میں ہوتا۔ گویا ان کے درمیان چونکہ معاشرت کی خلیجیں روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئیں۔ اس لئے بنو امیہ کی خلافت کا سنہری دور کسی نہ کسی ضمن میں تاریخی صفحات پر رہ گیا۔ نام نہاد مجسمین اہل بیتؑ کے بعد اس بات کا پرچار جاری رکھا کہ اہل بیت صرف علیؑ، فاطمہؑ اور ان کی اولاد ہیں یہ پید چکنڈہ ذہنوں کو متاثر نہ کرنا چاہیاد گیا۔ اور صدیوں بعد نظم و ضبط کا کام شروع ہوا۔

شیعوں کے ہاں تو اہل بیتؑ سے مراد صرف فاطمہؑ اور ان کی اولاد ہے۔ جو اہل سنت گزرتا گیا ایک طرز پر پختہ کی بنا پر عراق، اہل سنت و جماعت بھی جنہیں اپنی اہل تاریخی پس منظر کا علم نہیں تھا متاثر ہوتے چلے گئے۔ انہیں یہ بات یکسر محسوس ہوتی چلی گئی کہ نبی علیہ السلامؐ کو اپنی چار بیٹیوں سے ایک جیسی محبت تھی۔ سیدہ زینبؑ بنی امیہؑ نے نبی علیہ السلامؐ کے تمام بیٹیوں سے بڑی محبت اور سیدنا ابوالعاصؑ بن ریح کے نکاح میں تھیں ان سے آپ کی دو اولادیں ہوئیں۔ سیدنا علیؑ بن ابوالعاصؑ جو نیم مکہ کے روز بنی علیہ السلامؐ کے روایت سے اور انہی علیؑ نے کعبہ کی تصویریں مٹائیں اور بیت گرائے تھے۔ ناموں کے اشتباہ سے بعد کے لوگوں نے علیؑ بن ابوالعاصؑ کو علیؑ بن ابوطالب

شیعہ مذہب کی مشہور کتاب بیلا العیون میں مرزوم ہے کہ نبی علیہ السلام امام
نماز کے وقت کندھے پر بٹھائے ہوئے ہوتے تھے۔ سیدنا ابو العاصؓ کے متعلق
مسخ التواریخ میں ہے کہ نبی علیہ السلام جب شعب بنو ہاشم سے بعد میں شعی
پر و پیگندہ نے شعب ابوطالب بنایا میں جب پناہ گزین تھے تو آپؐ غار
اونٹ پر بار کر کے شعب میں ہانک دیتے تھے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کرتے تھے کہ ابو العاصؓ نے امامادی کا حق ادا کر دیا۔

نسخ التاریخ فارسی جلد ۲، ۱۵۸، حیات القلوب محب المومنین

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر لقبول شیعہ حضرات آل داہل بیت۔ رسول مجنوں کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی یا بیٹی کی اولاد ہونا شرائط میں ہے۔ تو نبی علیہ السلام کی باقی اولاد اور والد کی اولاد کیوں اس سعادت سے محروم کی جا رہی ہے۔

کیا فاسق و فاجر بھی اہل بیت میں شمار کئے جاسکتے ہیں؟

نافرمان۔ عاق۔ نامتق۔ فاجر، زانی، شراب خور اور بدکار قسم کے لوگ قرآنی زبان میں آل سے خارج ہیں۔ وہ لوگ اسی وقت آل میں محسوب ہوں گے جب تک توحید اور اتباع سنت پر قائم ہیں۔ اور متبعہ عیادت کفر و مفسدہ نہ ہوں۔ کعبان کے غرق ہونے کے وقت نوح علیہ السلام نے عرض کی یا رب الہا میرا بیٹا ۹ ارشاد ہوا اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اٰہْلِکَ اِنَّہٗ عَلٰی غَیْرِہٖ صَالِحٌ ۝ دتیری آل سے نہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کی عہدت کا راتہ اور حضرت آدم علیہ السلام

کے بیٹے تاہم اہل کے واقعات بھی اس کے نزدیک ہیں اور اس قسم کی مثالوں سے
تفاسیر و احادیث کی کتب سے پسیدوں کا اثر پیش کیے جاسکتے ہیں۔
چنانچہ حضرت رسولؐ کے ضمن میں شارحین نے لکھا ہے کہ ادا لہ یکنی
مخالفاً للبدین (مخالفاً شرع مشکوٰۃ) یعنی اہل بیت سے ٹکڑا، سے پہلے
یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ شریعت کے مخالف نہ ہوں اور اگر وہ لوگ تمسک بالکتاب
کے علی الرغم بدکار ہیں۔ تو وہ آل سے خارج ہیں۔

تمسک بالکتاب بالسنت اور بالعترت کے حامل کون ہیں ؟

احادیث مذکورہ کی روشنی میں اب چھ عنوانات کے تحت ہمیں مطالعہ
کرنا ہو گا۔

- ۱۔ اہل سنت اور قرآن
- ۲۔ اہل سنت اور عترت رسولؐ
- ۳۔ اہل سنت اور قرآن
- ۴۔ شیعہ اور قرآن
- ۵۔ شیعہ اور سنت رسولؐ
- ۶۔ شیعہ اور عترت رسولؐ

۱۔ اہل سنت کے تمام فرقے بلا اختلاف نزول قرآن سے آج تک قرآن کو
واجب التحکیم اور واجب العمل سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ قرآن
میں ایک نقطہ تک کی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس
کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
اس صورت میں اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کا تصور تک مترادف بکفر
ہے۔ مرقاۃ میں ہے کہ تمسک بالکتاب کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کے
تمام احکام پر عمل اور لوہا ہی سے اجتناب کیا جائے۔

۲۔ اہل سنت کے تمام فرقے بلا اختلاف سنت رسولؐ کو قرآن کے بعد
اول ترین مقام دیتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ اپنی بد اعمالیوں
کی وجہ سے تارک سنت ہیں۔ مگر منکر سنت ایک بھی نہیں۔

۳۔ اہل سنت نے عزتِ رسولؐ کا صحیح مقام پہچانتے ہوئے ان کے مجدد و شرف میں کسی قسم کی گستاخی کا ارتکاب کسی زمانہ میں نہیں کیا بلکہ اہل سنت کا ایک فرقہ یعنی بریلوی حنفی تو عزتِ رسولؐ کی محبت میں اس قدر بڑھے ہوئے ہیں۔ جہاں شیعہ کے مزعومہ عقاید اور ان کے عقاید کے درمیان جس بھر بھی فرق نظر نہیں آتا البتہ صاحبِ مرقاة کے اس بات کے قائل ہیں کہ تمسک بالعترت کا یہ مطلب ہے کہ ان کی سیرت اور طریقہ کو اپنایا جائے۔ اور اگر ان کی سیرت اور طریقہ اس قسم کا مجموعہ نہیں زمرۂ عزتِ رسولؐ سے خارج کرنا۔ کا موجب ہے تو ان سے تمسک کے کیا معنی ؟

اور پھر عزت اگر صرف اولادِ فاطمہؑ تک محدود ہے۔ تو اس شاعری یا تکبندی سے بھی اہل سنت کا کوئی واسطہ نہیں مالاںکہ بذیلِ مطلقہ گزشتہ میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ عزت میں سیدنا عباسؓ کی اولاد، جعفر طیارؓ، عیسا علیؑ کی دوسری بیٹیوں سے اولاد تمام عزتِ رسالتؐ میں شامل ہیں اور وہ لوگ خود بھی اس بات کے قائل تھے۔ اسی وجہ سے عباسیوں، علویوں، جعفریوں، فاطمیوں کے درمیان مصالحت و تعلقات تھے یہودیوں فاطمی شہزادیاں عباسی اور اموی شہزادوں کے حوالہ عقد میں تھیں جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئیگی۔

۱۔ شیعہ اور قرآن :

۱۔ شیعہ آج تک قرآن کے متعلق کسی ایک فیصلے پر متفق نہیں ہو سکے جس طرح باقی امور میں یہ لوگ مختلف انجیاں ہیں۔

۱۔ حضرت جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جو قرآن حضرت جبرائیلؑ نے پہلے تھے وہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔ جب کہ موجودہ قرآن

ملہ مزید تفصیل کے بغیر واقعہ کی تالیف حقیقت نہ بہ شیعہ دیکھو۔

- ۶۶۶ آیات پر مشتمل ہے (احول کافی باب الزاد ص ۷۷)
- ۲۔ تحریر قرآن پر دولت کرنے والی معایات متواتر ہیں (فصل الخطاب ص ۷۷)
- ۳۔ یہ قرآن کچھ دہی ہے کچھ دلا ہوا ہے (شمسی مفسر کا شی کا مقدمہ)
- ۴۔ محمد یعقوب کلینی متوفی ۳۶۹ھ لکھتا ہے قرآن کی آیات ۷۷۷۷ تھیں۔ اس قرآن کی آیات ۷۷۷۷ ہیں (صافی)
- ۵۔ امام جعفر صادق نے فرمایا اے ابو محمد ہمارے پاس ایک جامعہ ہے تجھے معلوم ہے وہ جامعہ کیا ہے۔ میں نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں وہ جامعہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ قرآن ہے جو مترکز لمبا ہے (احول کافی ص ۷۷)
- ۶۔ اسی اصول کافی میں لکھا ہے کہ اس کی موٹائی اونٹ کی ران کے برابر ہے (ص ۷۷)
- ۷۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے ہاں ایک صحیفہ فاطمہ ہے اور تم جانتے ہو وہ صحیفہ فاطمہ کیا ہے۔ فرمایا وہ ایک قرآن ہے جس میں تمہارے قرآن سے سہ گنا زیادتی ہے۔ اور خدا کی قسم اس میں تمہارے اس قرآن کا ایک حرف بھی نہیں (احول کافی ص ۷۷)

۲۔ سنت رسول اور شیعہ :

شیعوں کا سنت رسول پر عمل کرنا تو درکنار انہیں لفظ سنت سے ہی چڑ ہے۔ دایمی صفا چٹ اور مر نچھیں دماز، تہ بند زمین پر گھسٹا جا رہا ہے حقہ یا سگریٹ ہاتھ میں۔ کسی نے کان چھدوائے ہوئے ہیں۔ کسی نے سر چوٹی رکھی ہوئی ہے۔ کسی نے لہجے کے کرٹے پہن رکھے ہیں کسی نے سیاہ لباس پہن رکھا ہے۔ کسی کا جامہ مریخ ہے، کوئی زرد پوش ہے

عن یونس عن بعض اصحابہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ علی اللہ قال تغبض بید علی اللہ و یحرمنا فضلہ (فروع کافی ج ۲ ص ۷۷۷) ہاں حاشیہ

بجے اور کوئی ٹیلی پریشن ہے۔ ماتم ہو رہے ہیں مجلسیں گرم ہیں مرثیہ خوانی
 مہور ہی ہے مگر نماز کے نفرت ہے۔ بھنگ، چرس، انیون، کام بخار، شراب
 کے قدر پل رہے ہیں۔ علی حیدر کے نعرے لگ رہے ہیں۔ کہیں گتے، بٹیر
 مرغ اور مینڈے لڑائے جا رہے ہیں۔ واڑھی رکھنا تو درکنار واڑھی کھنے
 والوں کی سانس اٹائی جا رہی ہے۔ نماز پڑھنے والوں کو طعنے دیئے جا رہے
 ہیں۔ کہ ایسے ہی لوگ قاتلین جیلن میں شامل تھے۔ میں نے اٹھ دن سہ ماہ
 زندگی میں صرف ایک شب یہ نیم عالم کے منہ پر واڑھی دیکھی ہے۔ حالانکہ سیکولر ورجن ہند
 اور ہزاروں عالم دیکھے ہوں مگر سب کے سب واڑھی منہ سے اور واڑھی نہ کرنے
 والے دیکھے۔

ابن قیثم (شیخ) امام جعفر صادق کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا بقدر قبضہ رکھنا اور اس
 سے نادم کو کٹا دینا چاہیئے۔ مگر کچھوں کے متعلق بیٹے :- عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شارب من الخمر ان یأخذ من الشراب حتی
 یتأخر الا لاس۔

عن علی بن ابی جعفر عن ابی الحسن علیہ السلام قال قال رسول اللہ عن قس
 الشراب من السنة قال فخرہ ان ہوا حارینہ کا مقہوم یہ ہے کہ مگر کچھیں کٹا
 ڈالنا چاہئیں یہاں تک کہ ہر منٹ نظر کرنے لگیں اور جو شخص دیکھوں کو بڑھاتا ہے اس
 کے متعلق ارشاد ہے : عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لا یطوّل احدکم شاربہ فان الشاربین یخذوا
 محباً بیریہ ر فروع کافی ج ۲ ص ۲۰۰

امثالی ترجمہ اصول کبان میں ہے کہ ایک دفعہ سینا علی فرات سے نمازدان
 کے لشکر پر رشیہ اس خطاب پر غور کریں (فرات بن حنف نے پوچھا اے امیر مومنین
 بنی مردان کا لشکر کیسا ہے اس روایت کے نقل کرنے والے عسقلانی اور ابن عسقلانی
 ۵ دوسرے ایڈیشن کی طباعت کے وقت راقم کی عمر تقریباً ۱۸ سال ہو چکی ہے۔

۳۔ عزتِ رسول اور شہید :

اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ عزتِ رسول سے مراد نبی علیہ السلام کے خاندان کی تمام اولاد ہے۔ مگر شیعوں کا موقف اس باب میں بغیر کسی ثبوت کے منفرد اور الگ ہے یہ لوگ مولائے حسینؑ کی اولاد کے کسی کہ عزتِ رسول میں شامل نہیں سمجھتے ان کا یہ موقف انہی کی کتابوں کی روشنی میں نبی علیہ السلام کی ایذا دہی پر منتج ہوتا ہے۔ مگر انہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں اور لطف یہ کہ اکثر موقعوں پر یہ لوگ حسینؑ کی اولاد کو بھی بخشتے نظر نہیں آتے۔

- ۴۔ فتنہ کے لحاظ سے عزتِ رسول سے شریعت کی اولین مستحق نبی علیہ السلام کے چچا سیدنا عباسؑ کی اولاد ہے۔ ان کے متعلق شیعہ کہتے ہیں:
- من كان هذا، اعمى فهو في الاخرة اعمى؛ یعنی جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔ اس سے مراد عباسؑ اور ان کا بیٹا علیؑ ہے۔
- ۵۔ حیات القرب

واقعہ حاشیہ ص ۲۴: کہ اندھے کو اتنا بھی علم نہیں کہ سیدنا علیؑ ۳۰ میں شہید ہوئے اور امیر المؤمنین مولانا کے ہاتھ پر پیرے ستروال بعد ۶۵ھ میں معیت کی گئی گویا ستر سال بعد پیدا ہونے والے لشکر کو علیؑ مخاطب فرما رہے ہیں۔ فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو وارثی مسئلے میں اہل روکھیل پر لڑتے ہیں پس وہ لوگ حدیث کے لحاظ سے مسخ ہو گئے۔

۱۔ الشافی ترجمہ اصول کافی صفحہ ۴۳۴، ۴۳۵

۲۔ اقول: اب دیکھنا یہ ہے کہ مروجہ زائد میں بقول سیدنا علیؑ مفسرین نے شیعہ میں اہمیت میں شیعوں کا بڑے بڑے بڑا جھگڑا ہے آج دافعی تراش ہے علیؑ کی اہمیت دیکھو اور عباسؑ کی اہمیت اور دیکھیں پر لڑتے ہیں ہر طرف لوہار تھک چکے ہیں اس روایت سے یہ بھی لازم ہوا کہ دافعی منہ بجا ہو جب کہ شیعہ اہمیت بڑا دافعی ہے۔ اور ان کی روایت میں ان کا نہ پر خفیہ ان کے لیے ہیں۔

- ۲۔ عباس دلازماتھے (حیات القلوب)
- ۳۔ حضرت عباسؓ اور حضرت عقیلؓ یعنی بہادر علیؓ ذیلِ خوار تھے، (محتاج طبری)
- ۴۔ زبید بن علی (زین العابدین) یحییٰ بن زبید۔ ابراہیم بن موسیٰ (کاظم) جعفر بن موسیٰ (کاظم) کذاب تھے۔
- ۵۔ جعفر بن علی (نقی) حسن عسکری کا بھائی کذاب تھا۔
- ۶۔ حسن ابن حسن مثنیٰ اور اس کا لڑکا عبد اللہ الحنفی اور اس کا لڑکا مرتداور کافر تھے۔
- ۷۔ ابراہیم بن عبد اللہ، زکریا بن محمد، باقر، محمد بن عبد اللہ بن حسین بن الحسن محمد بن قائم بن الحسن یحییٰ بن عمر کافر و مرتد تھے۔
- ۸۔ سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ ام کلثومؓ کو نبی علیہ السلام کی بیٹیاں تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ شیعہ مذہب کی بیسیوں کتب میں انہیں بیٹیاں تسلیم کیا گیا ہے۔ تفصیل آگے ملے گی۔
- نبی علیہ السلام کے صاحبزادگان یحییٰ بن علیؓ کی جنت الفدک میں کوسھار گئے۔ اگر ان میں سے کوئی زندہ رہتا تو اس کو اور اس کی اولاد کو بھی یہ لوگ نہ بخشے جیسا کہ انہوں نے سیدہ زینبؓ کی بیٹی سیدہ ام کلثومؓ کا ذکر اپنی کتب میں جہاں بھی کیا ضمنا کیا۔ حالانکہ سیدہ فاطمہؓ نے وفات کے وقت سیدنا علیؓ کو وصیت کی تھی کہ میرے سونے کے بعد میری بہن زینبؓ کی بیٹی ام کلثومؓ سے نکاح کرنا بعد میرے بیٹوں پر میری طرح ہر بان ہے سیدہ زینبؓ کے بیٹے کاظم علیؓ تھا۔

۱۔ جعفر بن یزیدؓ اس لئے سزا دیا گیا کہ اس نے کہا تھا حسن عسکری دلازموت ہو گیا ہے

سیدنا علیؑ اور شیعہ ————— پہلا رُخ

ان کی کتب کی بددستی میں اگر سیدنا علیؑ کی سیرت کا خاکہ مرتب کیا جائے تو کچھ اس قسم کی صورت نظر آتی ہے۔

۱۔ تمام عمر مغلوب و مفلوج رہے۔

۲۔ نبی اکرمؐ وفات کے بعد سب ان کے دشمن ہو گئے اصد قرآن یکہ خاندن ہو گئے۔

۳۔ انہیں نبیؐ نے اپنے بعد خلیفہ بلا فضل نامزد کیا۔ مگر نبیؐ کی وفات کے بعد کسی نے سوائے تین آدمیوں کے ان کی تصدیق نہ کی۔

۴۔ حصول خلافت کے لئے اپنی زوجہ کو گدھے پر سوا کر کے ایک ایک کا مدد خانہ کشکشا یا کر کسی نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ (صورت حیدریہ)

۵۔ ان کی گردن میں رسی ڈال کر گھسیٹا گیا۔ اور ان سے ہر جہر بیت لی گئی۔

۶۔ آپ کے سامنے آپ کی زوجہ کو گڑھے میں پٹیا گیا۔ ان پر مدد دان گرا کے ان کا حمل ساقط کیا گیا۔ اور آپ خادوش رہے۔

۷۔ قرآن کو پارہ پارہ ہوتے دیکھا۔ قرآن کو جلتے دیکھا مگر کچھ نہ کہہ سکے۔

۸۔ گنجی کی اُمت کو گمراہ ہوتے دیکھا۔ مگر ہدایت نہ کر سکے۔

۹۔ کفر کو از سر نو ابھرتے دیکھا مگر خاموش رہے۔

۱۰۔ جماعت کو مدد و افزاد ترقی دیکھی مگر کسی کو روک نہ سکے (محل کا فی کتاب الحجۃ)

۱۱۔ ان کے سامنے شوشوں سے عورتیں چھینی گئیں۔ نبی اکرمؐ کی عطا کردہ صفایا ضبط کی گئیں۔ مگر آپ اپنے عہد خلافت میں کبھی واپس نہ آ سکے (کالی کتاب اللہ ص ۱۰۷)

۱۲۔ ان کی زوجہ پر اس قدر ظلم ہونے لگا کہ آپ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ تم نسل اس جنس کے

جرم میں ہو پسند نہیں ہو کر بیٹھے ہو اور خاندانوں کی مانند گھر میں بھاگ آئے ہو۔ بعد

اس کے کہلیروں کو تک پہنچا ہوا نامزد نمودن کے مغلوب ہوئے ہو۔ کا شش

ترجمہ حق ایتھین ۱۹۹۲ء

۱۲۔ آپ کی زندگی کا اپنے گھریلو بچوں پر بالہ بزرگوار کے غم میں رونے نہ دیا۔

اور بیرین قصہ و پیش رکھنے پر مجبور ہو گئی (تاریخ الامم و ملوک)

اس کے علاوہ آپ کی بہت پر آپ کے شیروں نے جو حملے کئے

ان کی نہرت بھی طویل ہے :

۱۴۔ آپ کو جعفر طیار کی جہشہ سے وٹی ہوئی لونڈی کے زانو پر سر رکھ کر دیتے

۱۵۔ یمن سے مال غنیمت لاتے ہوئے راستہ میں ایک لوٹدی سے ہم بستری کی۔

۱۶۔ نکلنے کے وقت پیدو عہد ہوا تھا کہ گھر کا کام سیدہ فاطمہ کریں گی اور باہر کا

۱۷۔ جویریہ دفتر ابو جہل سے نکاح کا ارادہ کیا۔ حالانکہ سیدہ فاطمہؓ

قطع نظر یہی چواری تفصیلات کے اس مقام پر صرف اس قدر کہنا

کافی ہو گا کہ بقول شیعوں کے آپ نے خلفائے ثلاثہ کا پچیس سالہ زور گریاں مقول
فاجروں اور کافروں کی حکومت میں گزارا۔ اور آپ ان کو راہِ راست پر نہ لاسکے بلکہ
ہر طرح سے ان کی اطاعت کرتے رہے۔ حالانکہ قرآن کا صاف حکم ہے: اِنَّ
الَّذِيْنَ تَوْفَّقْنٰهُمُ الْمَلَائِكَةُ الخ یعنی جو لوگ اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں
جب فرشتے ان کی مدد میں تعین کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم کس دین میں تھے اور
کہتے ہیں کہ ہم اسس کہ ہیں کہ زور اور عاجز تھے تو فرشتے جواب میں کہتے ہیں
اَلَمْ تَكُنْ مِنْ اٰرَافِ الْمَثَلٰتِ (اللہ واسعتہ کیا نہ میں اللہ کی اتنی فراخ نہ تھی کہ تم ہجرت کو کہاد

کہیں پہلے جانتے ان نونوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بڑی جگہ ہے۔ ہاں گو کمرہ طہیثیں اور بچے جو تہہ سے منحدر ہیں۔ اور انہیں کوئی براہ نظر نہیں آتی۔
 یہ مذہب بھی عجیب و غریب ہے کہ پچھلے صحابہ کرام پر برا اور انہیں کا اثر مافی
 اور مرتد، مشرک اور ظالم غرضیکہ بُرائی کا جو لفظ انہیں یاد کیا ان کی ذاتوں پر
 چسپاں کیا۔ صرف ابوطالب کی اولاد بھی قبیح گمان کی طرف بھی متوجہ ہونے سے
 نہ رہے۔ ان کو بھی رگید کر رکھ دیا۔ اور حوران کی بدزبان سے بچ گئے ان میں سے
 کسی کو مسجد میں شہید کیا۔ کسی کو زخمی کیا۔ کسی کو تلواروں کی دھار پر رکھ کر ختم
 کیا۔ اور ان میں سے جو باقی بچے انہیں عجیب عجیب ٹھٹھے دے کر کسی کو ہمدنی
 بنایا کسی کو لہسن زکیہ کا خطاب دے کر قتل کر دیا۔ کسی کو اتنی جرات دلائی کہ وہ
 وہ مسجد نبوی اور حرم کعبہ میں لواطت نہا، شراب خوردی، ہلوٹ مار، قتل عام کے
 جرموں کا مرتکب ہو کر مرے۔ یہ تمام کھیل ان کی اپنی سیلج سے کھیلے گئے کسی سستی
 سے اس قسم کی حرکات کا صدور نہیں ہوا۔

نظریہ امامت کی روشنی میں علیؑ — دوسرا رخ

دوازده ائمہ معلوم عن الخطایہیں۔ اولوالامر ہیں۔ کائنات کے رب ہیں
 ماکان و مایکون کا علم رکھتے ہیں۔ قوہ من نور اللہ ہیں۔ نظام کائنات کے مالک
 ہیں۔ ان کے اور امت کا منکر فاسق ہے ناجبر ہے اور کافر ہے۔ قیامت میں
 ہی ساتی کوثر بوں گے وہی شافع محشر ہوں گے اور ائمہ کا مقام انبیاء سے
 بھی بلند ہے۔

است احمد۔ نہ کیا ہے اپنے بازو کو بلند
 تب تو ادبچا ہے نبوت سے امامت کا معیار
 سیدنا علیؑ کی شان میں کہا گیا ہے :

- ۱۔ در صورت پیوند جہاں بود علی بود
تا نقش زمین بود زباں بود علی بود
ابھی کائنات کا تصور بھی نہ تھا مگر علی موجود تھے۔ زمین و اسمان کا نشان
بھی نہ تھا مگر علی موجود تھے۔
- ۲۔ ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
ہم عابد و ہم معبود و معبود علی بود
علی ازل بھی ہیں آخر بھی ظاہر بھی باطن بھی عبادت کرنے والے عبادت گاہ
اور جس کی عبادت کی جائے وہ علی ہیں۔
- ۳۔ ہم آدم ہم شیث و ہم ادریس و ہم یوش
ہم یونس و ہم یوسف ہم ہود علی بود
”آدم شیث ادریس اور ابوب ایوسف اور ہود تمام علی ہی تھے۔“
- ۴۔ ہارون ولایت پس از موسیٰ و عمران
واللہ علی بود علی بود
ہارون موسیٰ و عمران ان کی ولایت اور نبوت خدا کی قسم یہ علی ہی تھے علی ہی تھے
- ۵۔ ایں کفر نباشد سنن کفر نہ این است
تا ہست علی باشد و تا بود علی بود
یہ کفر نہیں اور نہ ہی یہ کہنا کفر ہے جب کائنات موجود نہ تھی تب بھی
علی موجود تھے اور جب کائنات موجود نہ ہوئی تب بھی علی ہوں گے۔
- ۶۔ موسیٰ و عیسیٰ و ید جیفہ و نبوت
در مصر بافرعون کہ بنمود علی بود
موسیٰ عیسیٰ ید جیفہ اور نبوت جس نے مصر میں فرعون کو معجزات
دکھائے وہ علی ہی تھے۔
- ۷۔ جبریل کہا مذہب خالق یحیوں در پیش محمد شد و تقدیر علی بود

خالق کائنات کی طرف پیغامِ نبوت لے کر آئے ان کا اواز علی کے پاس
آنے کا تھا مگر محمد کے پاس پہنچ گئے۔

۸۔ ہر چند کہ نظرِ کورم دیدم حقیقت

از سرود جہاں قسمہ و قسمہ علی بود

میں نے جس کا غور کیا اللہ حقیقت سے دیکھا تو یہی معلوم ہوا کہ دونوں کا
جہاں کا نسب اور قلعہ علی ہی تھے۔

علی کہتے ہیں میں ولی اللہ ہوں متصرف فی العالم ہوں میں اول المخلوق
ہوں میں صاحبِ ہجرات و کرامت و کشف الہامات ہوں۔ میں نورِ خدا ہے رسولِ ہوں
میں معصوم ہوں میں عالمِ عالم لدنی ہوں میں صاحبِ وحی ہوں۔ میں محبوبِ خدا ہوں میں
باری جن و انس ہوں۔ میں لسان اللہ ہوں۔ میں اللہ کا ہاتھ ہوں۔ میں اللہ کی
بولتی بھی ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کے اقتداء ہمت کا استیعاب ممکن ہے۔ اور نہ ہی اس کی بہت سی
تفصیل کی چنداں ضرورت۔ بتانا صرف اس قدر مطلوب ہے کہ امامت کا شیعوں
کے بان کیا مقام ہے اور جو کچھ سیدنا علی کے متعلق بیان کیا گیا ہے یہ صرف ان
کی ذات تک محدود نہیں بلکہ دوازدہ ائمہ سب کے سب انہی صفات کے حامل ہیں۔
اب سیدنا علی کا تیسرا رخ شیعوں کی زبانی ملاحظہ ہو۔

سیدنا علیؑ اور ان کے شیعہ ————— تیسرا رخ

شخصیت کا یہ دعویٰ کہ اہل سنت و عترت کی تعلیم نہیں کرتے سراسر لغو اور بیوقوفانہ
ہے یہ لوگ جو دن رات محمد و آل محمدؑ کی محبت کے نشی ہیں ان کو ان کے ردِ حالی
مرد یعنی مجوس و یہود تو یہاں تک کی کھنکی چھٹی دے گئے ہیں کہ جس کو چاہو اور جس وقت

۱۔ ترکِ بری ۲۔ خلافت الیہ سبلہ سرمٰ طبع لاہور ۱۳۴۲ھ

۱۔ جو بچہ چاہو کہہ لو۔ تمہارے ایمان میں فرق نہیں آئے گا۔ چنانچہ سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک منسوب کیا گیا ہے کہ :-

ان علیاً علیہ السلام قال علی منبر کوفہ یا ایہا الناس صدعونی
إلی شئ فصدنی (اصول کافی ص ۱۲۸)

ترجمہ: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ لوگ تمہیں میری دشت، ہزاروں کی دعوت دی
میں نے کسی چیز پر عمل نہ کیا۔

چونکہ یہ رتبہ حبیب علیؑ کی آیتیں اسلام کی بیخ کنی کی طرح ڈال پٹتے
اور حبیب علیؑ کی آیتیں بعض مادیہ کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ لہذا اس سخت مقام سے اُترنے کے لئے
آپؑ نے بھی کہہ کر کیسے بڑا کہا جائے۔ لہذا اس سخت مقام سے اُترنے کے لئے
مصنف اصول کافی نے یہ حدیث لکھ ڈالی۔ اور اس کا عملی ثبوت بھی فراہم کر دیا یعنی
ردہ دستین علیؑ کو کا فر اور گنہگار کہنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مجبور ہو کر آپؑ کو گناہ
یعنی اگر تم اس پر اصرار کرتے ہو کہ میں نے خطا کی اور میں گمراہ ہو گیا
تو میری گمراہی۔ کہ سبب سے عام طور پر نسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں
گمراہ کہتے ہو۔ اور میری خطا کا مواخذہ ان سے کیوں کرتے ہو اور میرے
گناہوں کے سبب سے ان کو کافر کیوں کہتے ہو۔

ترجمہ نوح: "بدعتہ قسم اول ص ۲ بحوالہ انجم لکھنؤ نمبر جلد ۱ صفحہ ۱۱"

اب آج کے پانچ شیخ اشقی نے بلند معبر حضرت محمدؐ باترے روایت کی ہے۔
ایک روز حضرت حسنؑ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے تھے ایک شیعہ سواہ آیا کہ اے
سفیان بن ابی لیثی کہتے تھے اس نے کہا۔ اسلام علیکم یا مذلالمونین
اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تم پر سلام ہو۔ (جلال یعقوب ص ۱۲۴)
حضرتؑ کو تشبیہ کرنے والا ابن ابی شیبہ تھا۔ حضرت حسنؑ کو ابن ابی نجر
نے زخمی کیا۔ جائے نماز کے گھسیٹ کر باہر نکالا۔ حضرت حسینؑ کو لپیٹا گیا۔ پس

جلال یعقوب جلد ۱ ص ۱۲۴

بزرگوار عراقی امام حسینؑ سے بیعت کی اور جنہوں نے بیعت کی تھی انہوں نے بن
نمشیہ حضرت حسینؑ پر کھینچا اور ہنوز بیعت ہونے امام حسینؑ ان کی گردنوں میں تھی کہ
امام حسینؑ کو شہید کر دیا۔ (جلد ۱۱ البیرون اندلج ص ۲۶۷)

ان بد بختوں نے حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ کیساتھ سیدہ فاطمہؑ
کو بھی نہیں بخشا پس جب لڑائی شروع ہوئی تو حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ سے کہا
حضرت نے بیان کیا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا میرا آپ کا اختیار ہے لیکن زمانہ و پیش
نہی ہیں کہ علیؑ بزرگ، حکم اور بلند دست ہے اور بندہ ہائے استخوان پر آگاہی نہ
سکے باغیہ! آنکھیں بڑی اور بدیشہ خندہ دہاں ہیں اور نعلیں ہیں۔ بھاجوز
بہارت تکتے ہوئے میرے ہمکاراں میں کانپ رہا ہے شیعہ دوزخ و آگ میں اور انصاری بدو
پتا علیؑ کا میدان الفاویں کھنجا ہے حضرت علیؑ بعد مہم کا ننگ بھانگندی بد نہایت
یک ہنگام غلیظانہ دھڑکیں پٹیاں پڑ کر آئیں بڑی داڑھی اور جڑواں تھا تھا۔

مقالہ ۱۱۱ ص ۲۰۰ سطر ۲۰

سُورۃ ابراہیم یا کاکان و آیا یون ابر سیدنا علیؑ — چوتھا سُر

شیعیت بڑے دھڑکے اس بات کی مدعی ہے کہ امام وقت کو اکان
و مکیون کا علم ہوتا ہے اور وہ اپنی موت سے پہلے اپنے جانشین کے اہل نص
کر جاتا ہے شیعیت کی دنیا میں سیدنا علیؑ امام اول تھے منصوص امام تھے ماکان
و مکیون کا علم رکھتے تھے۔ بلکہ بعض شیعہ تو اس بات کے مدعی ہیں کہ جب
کی طرف سے دھی لے کر حضرت علیؑ کی طرف آئے تھے کہ بھول کر محمدؐ کی طرف
آگئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں اللہ کا ارادہ حضرت علیؑ پر دھی
نازل کرنے کا تھا۔ مگر اُسے بلا ہو گیا۔ یہ وہ طرح اپنے مقام پر طویل وقت پامنا
ہے۔ فی الحال صرف ان ماحول کو ذہن میں حاضر رکھتے کہ سیدنا علیؑ کو اکان و مکیون
کیون کا علم تھا تو آپ کو باغیوں اور قاتلین عثمانؓ سے بیعت لیتے وقت یہ کیوں

معلوم نہ ہوا کہ میل پہل ایک لاکھ مسلمانوں کے قتل عام کا سبب بن جائے گا۔ جیل اور
مصیبت کی جنگیں پیش آئیں گی۔ میں اپنے ایشیہ کے تمام شہر کیا جاؤں گا۔ میں جس
حسرت کے لئے نفس کر رہا ہوں وہ تمام حقوق امت معاویہ کے سپرد کر دے گا۔ میں مدینہ
چھوڑ کر کوفہ کو دارالخلافہ بنا رہا ہوں اور وہی کوئی حسن کو یا نذل المؤمنین کہہ کر غائب
کریں گے۔ انہیں زنجی، پائی گئے ان کے نیچے سے جائے نماز گسیٹ لیں گے ان کے
گتہ سے چادر اتار لیں گے۔ اور پھرتی کو زنجیوں کو خطوط لکھ کر بلائیں گے پہلے
اسلم کو شہید کریں گے پھر حسین کو بھوکا پیاسا اور پاؤں پا کراریں گے پھر رب سے اہم
یہ کہ وہی رسول اور منہ بس لام ہوئے۔ آپ نے تمہیں کا فیصلہ تسلیم کر لیا۔ مگر
جب نبیاء ہر اتوا آپ نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ایک کثیر گروہ آپ کے شیعوں
کا اٹک ہو کر خوارج کے نام سے ایک مدت تک مسلمانوں کے لئے بلائے عظیم بنا رہا۔
جن کے خلاف آپ کو تلوار اٹھانا پڑی۔ غرضیکہ شخصیت کی یہ بانہی گری اگرچہ کسی حد
تک ایک صحیح الاحوال اور اچھے خاصے انسان کو یا مغل بنانے کے لئے شاید ایک مایاب
حرکت ہو سکتا ہو مگر اس نظریہ کو جس پہلو سے دیکھیں سیدنا علی کی تقیض کے سوا
کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔

سیدنا علی اور اہل سنت

اہل سنت۔ اجماعت کا ایمان ہے کہ سیدنا علی کی مستورد صفات ذات ان
نعمیات اور معجزات سے پاک ہے۔ ہم انہیں نہ ہی خالق لوح و قلم مانتے ہیں اور نہ ہی
اس طرح بے کسی ابلے لہسی، عاجزی، لاچارگی اور مجبوری کی حالت میں مدینہ کی گلیوں
میں گھسیٹے جانے کا تصور تک کر سکتے ہیں۔
جن لوگوں کے ہاں دادا کے بہنہ خانے اور آتش کے فارق غلام نہ نظر آتا

نہ ہموک پر اس کے افغان شیعہ تاریخوں کا چرہ ہے در نہ دس محرم کی بیو سیدنا حسین نے
غصہ فرمایا۔ یعنی پل کی کوئی تست یا کن نہ تھی۔

گزرے سماں پر میند خاک ہوئے۔ اور جن لوگوں کا اسلام طوط فاروقی کا مہربان منت ہے وہی لوگ آج اپنے آپ کے لم میں لہکان ہو کر اسی حسن عظم کی پوشنام طرازی کے لئے سیدنا علی کی ذات گرامی کی آڑ لے کر سامنے آئے تو وہ قطعاً یہ بھول گئے کہ ہم نے کیا نیکو کام لیاں دیئے بدنام کرنے بڑا بھلا کھنے بہتان مافہ کا نشانہ بنانے کے لئے جو طریق اختیار کیا ہے۔ وہ بالواسطہ سیدنا علیؑ کی ذات کی تحقیق پر منع ہوتا ہے۔ انہوں نے اگر سیدنا علیؑ کو وہی بنایا یا دوازدہ ائمہ اور چہار صد معصوم کی اختراع کو راجع دیا۔ تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں تھا کہ خاندان رسالت کی آڑ میں کھڑے ہو کر ہم بلا رنگ ٹوک لاس نسبت پر سنگ باری کر سکیں اور جب وہ پودے طور پر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے یعنی ہزاروں فرزند ان توحید کے طلب و زدن کو اپنی تضحیٰ سحر کاری سے مسحور کر چکے تو فوراً رخ بدل کر علیؑ اور ان کی اولاد پر حملہ آور ہو گئے۔ آج تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہدِ عادل ہیں کہ ان لوگوں کے تیرن کا بہت صرف اُدمات المزینین، صحابہ کرام اور تابعین ہی نہیں بلکہ انہوں نے طاقت سے پر علیؑ کو بخشنا، حسن کو نہ حسینؑ کو معاف کیا نہ ان کی اولاد کو۔ ان اسلام دشمن عناصر کی چوکھی عیار بیک وقت کئی محاذوں پر برسرِ پیکار نظر آتی ہے کہیں تیمور لنگ کی شکل میں وہ عیسائیوں کی مدد کرنے کی صورت میں بائبیل سے دست درگریاں نظر آتے ہیں۔ کہیں نصیر الدین طوسی اور ابن حلقی کے وجود میں بغداد کی تباہی کے کتا دھرتا بن رہے ہیں۔ کہیں ادوہ کے نواب وزیر سعادت علی خاں کی صورت میں نادر شاہ دہلوی سے مدلی کے قتل عالم کا سبب بنے۔ اور جب اپنے پاؤں مضبوط کر لئے تو اچھوت، چھوتیاں، المیہ کی پیدا نشی اور علیؑ فاطمہؑ کے نکاح کے ناکہ چالنے شروع کر دیئے کہیں اسماعیل صلی کے رُہپ میں مسلمانوں کے قتل عام میں ہتھمک دکھائی رہے ہیں کہیں ابن بن کے ہرنپ میں اپنے فداؤں کے ذریعہ عالم اسلام کے لئے پیغامِ موت بنے ہوئے ہیں۔ کہیں خلافتِ مصر کے چرلے میں فاطمیت کا نقاب ادریس کر الوہیت کے مدعی ہو کر مسلمانوں کے قتل

مکڑ بستہ ہیں اور کسی مقام پر اپنا ہم کارڈی کی سونٹ میں سرٹوں کا حق نہ لے سکتے تھے۔
 ہوش احمد شاہ اہلما سے بہرہ ریا ہیں۔ اور کہیں جگہ صادق دکنی اور غلام علی لنگرٹ
 کے وجود میں سقوط میسور کی افسانہ کا بار اٹھاتے ہوئے ہیں اور کہیں شریعت کے
 بن کر انگو پتہ دس کے سامنے جبین نیاز جھلکتے تڑکان احوار کی مٹھیاں میں غباری کا فخر
 گھونپتے رکھائی ہے ہے ہیں۔ کوئی کمان تک گھومتا جائے اور کس کس کا شمار کرے
 اس زمانہ ہمہ آفتاب است۔ اور سن آتے اب اللہ و مقرر کی پیٹریا پکارے۔ زین الدین
 کے اذان و تار ب کو مسموم کی ہے ہیں۔ گو کہ کتاب اللہ سے ان کا سلوک انہی میں کیا رہا
 اور اب کیا ہے۔ جو لوگ صحیح منوں میں مقرر رسول کے نہرت میں آتے ہیں ان کے
 ساتھ انہوں نے کیا کیا۔ حضرت شیخ عہد القادر بیلائی کی فاطمیت کے ہی منکر ہو گئے
 خواجہ چشتی، خواجہ بھیری کا ان دلوں میں کیا مقام ہے۔

جن دماغہ الہی کے یہ جب میں ان میں سے پہلے تین اماموں کے ساتھ جو کچھ
 انہوں نے کیا وہ ایک عالم پر آشکارا ہے۔ باقی آٹھ کے ساتھ جو کچھ انہوں نے کیا وہ
 بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہم اگر بغور دیکھیں تو ان کے وہ مرحومہ اللہ عالم نہت سے
 تبلیغ و ارشاد، ارشد و ہدایت اور اصلاح و ہدایت میں کسی باندہ مقام پر نظر نہیں آتے
 بلکہ ان کی نسبت ان کے دوسرے ہم عصر اثر ہر قسم کے فاضل کے لیے نظر آتے
 ہیں۔ ان کے ائمہ سب اپنی ربوبیت اور ائوبیت میں ہی شاید مگن ہے۔
 اور بارہویں امام یا فاجب ابھی تک ۲۱۲ مومنوں کے انتظار میں کسی غار میں پھپھے
 بیٹھے ہیں۔ مومنین ناپسند اور امام فاجب !

توبہ پر اور رہا ہوتے

گدہ مشہد صفات میں قرآن سنت رسول کے متعلق ایمانی
 سے خاک کے سے آپ کسی حد تک ان کے حقیقی مفرد سے واقف نہ ہو سکتے۔
 مگر ان تفسیر بی بجٹ سے پہلے اسلام کے نقطہ کے یعنی توحید اور رسالت کے

صحیح مقام و تصور کی طرف بھی نشاندہی ضروری ہے۔
 شیعہ مذہب نے جس طرح قرآن، سنت اور فطرت کے باب میں اہل سنت سے اختلاف کیا اسی طرح توحید و رسالت کے باب میں بھی ان کے نظریات بالکل الگ ہیں۔

المسندت اور توحید

اللہ تعالیٰ ازلی وابدی ہے اس کے لئے ابتداء اور انتہا نہیں وہ آغاز و انجام اور شروع و ختم سے پاک ہے۔ وہ ہمیشہ ہر وقت ہمیشہ رہے گا۔ وہ نہ مرے گا نہ فنا ہوگا۔ اس کا نہ جسم ہے اور نہ وہ جسمانی ہے اس کی ذات کے سوا تمام چیزیں بلاشبہ برابر اور ذلیل ہو جائیں گی۔ وہ ذات برحق کے غیر سوا اور نقصان سے پاک ہے۔ اللہ کی کوئی اولاد نہیں نہ اس کی باپ یا بہن اور نہ اس کا پاپ یا گناہ۔ وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے بلکہ سب کو کھلاتا ہے۔ اللہ کی کوئی اولاد نہیں۔ نہ تو وہ کسی میں حلول کرتا ہے اور نہ کوئی غیر اس میں حلول کرتا ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس کے کوئی پیا ہوا۔ نہ وہ سوتا ہے نہ اُسے نیند آتا ہے نہ اُس کو کھانا اور نہ اُس کے لئے کسی غیر سے متعلقہ نہیں اس کا ان کوئی شے نہیں وہ زندہ ہے اور تا ابد زندہ رہے گا تمام مخلوق اس کے محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی اس کا متبادل نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ کسی چیز سے عاجز ہو سکتا ہے وہ ہر چیز کو پناہ دے سکتا ہے کسی کو پناہ

لے ہوا الاول والاخر کی ہر شے حالاً الا وجهہ ۱۲ سبحان اللہ ۱۳ سورہ
 اخلاص۔ ولہ تکن لہ صاحبہ ۱۴ سورہ اخلاص وہو یطعمہ ولا یطعمہ ۱۵ سورہ اخلاص۔
 لا تاخذہ منۃ ولا نوم۔ لی وکملتہ شئی الحی الیم ۱۶ سورہ یونس وہو فی کل شئی قدیر وہو
 یحیی و یموت علیہ ۱۷ ولا یوتئ وفاقہ احد ۱۸ قل لا یعلم من فی السموت ولا رزق
 الا عندہ ۱۹ ان شرک لظلم عظیم ان اللہ لا یغفر لیشراک و یغفر ما دون ذلک

کی ضرورت نہیں۔ وہ ہر کسی کے پاس کو چھڑا سکتا ہے۔ معاف کر سکتا ہے۔ اس کے پکڑے کو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ اس کی پکڑ اور گرفت کی طرح کسی کی پکڑ اور گرفت نہیں۔ طیب کا علم صرف وہی جانتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی گرفت نہ ہی یاد رہا غیب نہیں جانتا۔ اس کی ذات محدث سے پاک ہے۔

جس طرح اللہ کی ذات ازلی وابدی ہے اسی طرح اس کی صفات بھی ازلی وابدی ہیں۔ حیات۔ علم۔ کلام۔ ابداء۔ قدرت۔ عین۔ بصیرت۔ کون اس کی ذاتی۔ ذاتی۔ میں۔ ربوبیت۔ ابداء۔ احیاء۔ انبیت۔ حضرت اور رحمانیت۔ اس کی اہل صفات ہیں اس کی ذاتی اور کلی صفات ہیں کوئی بھی اس کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ جس کی ذات اور صفات ہیں کسی غیر کو حقہ دار سمجھنے والے اور کہنے والے کو مشرک کہا گیا۔ اور شرک کو ظلم عظیم کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا گیا ہے شرک کے علاوہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمام گناہ بخش دے گا۔

اہل سنت اور رسالت

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد رسول پر ایمان لانا لازمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام پیغمبروں کے ذریعہ ہی بندوں تک پہنچتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول اس انسان کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے احکام پہنچانے پر مامور ہوا ہو۔ نبوت یا رسالت کسی چیز میں نہیں بلکہ وہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں میں سے جسے چاہا منصب رسالت پر فائز کر دیا۔ تمام پیغمبروں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ان کے نام سب کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ حضرت کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اہل بیت کے بعد ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر اور نبی ہیں۔ خدا نے انہیں وحی ہائے نبوت بخشا۔ ان پر قرآن نازل کیا اور اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے منصب رسالت عطا فرمایا۔ آپ کی بعثت پر تمام ممالک ایمان آگئے ہیں

اور شریعتیں منسوخ ہو گئیں اور حضرت قرآن اور اہل القرآن یعنی سنت ہی تاقیامت جلیل
 اور ذریعہ نجات ہیں۔ نام انبیاء بنی نور انسان سے ہوتے ہیں کسی پیغمبر کی بشریت سے
 انکار رسالت کے انکار پرست مذہب ہے۔ صاارسلنا من قبلنا الذی لا رجاء الا لہ فیہ
 قل سبحان ربی ہل کنت الا بشر اذ سنو لا۔ قل انما انا بشر مثکم مبعوث فیہم ان یشعروا
 اور نبی عیالہ السلام کی بشریت کے گواہ ہیں۔
 صحیح مسلم میں ہے فیہم ان یشعروا انما انا بشر ابولہ
 ان یشعروا ربی فلا یجیب۔

ترجمہ : یاد رکھو میں ایک بشر ہوں۔ قریب ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار
 کا فرشتہ (عزرائیل) آئے پھر میں ہوس کو قبران کریوں۔
 نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے بے حساب جوارات دیئے آپ کہہ دیں جب غنہ ہی معراج
 ہوا۔ آپ کی اچھی لکھی شہادت سے چاند شوق ہوا۔ آپ کی نگلیوں سے ہانی کے چستے پھوٹ
 نکلے! اللہ تعالیٰ نے جو چاہا آپ کی ذلت مقدس سے ظہور پذیر ہوا۔ آپ کی رسالت
 کا منکر کا قرا اور آپ کی سنت کا نازک فاسق اور ناجر ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور
 صفات میں آپ کو راہی بھی گھسنے والا مشرک ہے۔

شیعہ اور توحید

مگر شیعہ مذہب کا لٹریچر اس قسم کے تضادات سے بھر پڑا ہے کہ دوازد امام
 مائمن و مایکون کا علم رکھتے ہیں۔ وہ اس وقت بھی ہمارے افعال و کردار کے نگران
 ہیں۔ وہ رب السموات والارض، رب اللوح، بقلم اور غرض کہ رب ہیں۔
 آدم کا غیر ان کے ہاتھوں سے گوندھا گیا۔ وہ انبی اور ابھی ہیں۔ وہ نہ زندہ نہ مرے
 نہ جلا العیون۔ تمام کتب میں یہ متفق ہیں۔ جن الم کو یہ معام نہیں کہ جسے کیا پہنچ رہے
 وہ مخلوق میں اللہ کی محبت میں (حب) کا لفظ ۱۵۸۸ جلاء طبعین ص ۲۰
 جلاء العیون ۲۵۰ ج ۲ جلاء طبعین ص ۲۰ ج ۲

موت پر قدرت رکھنے ہیں۔ مغفرت اور رحمانیت کے مالک ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کے خیالات نہایت گھٹیا اور فرسودہ ہیں وہ بھول چوک سے بری نہیں اکثر اس سے غلطیوں کا صدور ہوتا رہا اور وہ اکثر اپنے ادا سے بدلتا رہا۔

رسالت کے متعلق شیعہ مذہب کے نظریات

شیعہ مذہب میں آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و رسل کر بلا کے گرد چکر کاٹتے نظر آتے ہیں ان کا کام شیعہ کتب میں کہیں تبلیغ ارشاد کی صورت میں نظر نہیں آتا۔ اور نبی اکرم کی رسالت کے متعلق اگر ایک خاکہ ترتیب دیا جائے تو کچھ اس قسم کا مفہوم سامنے آتا ہے کہ ملک عرب کے شہر مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا جسے پیدا ہوتے ہی اپنے نبی ہونے کا علم تھا وہ تیس سال تک اپنے وہی کے انتظار میں اکیس سال کی عمر میں اس کے چچا کے گھر اس کا وہی پیدا ہوا۔ جس نے پیدا ہوتے ہی قرآن پڑھا اور اس پر ایمان لایا۔ چالیس سال کی عمر میں اس نے اپنی نبوت کا اعلان کیا اور لوگ اس پر ایمان لانے لگے مگر وہ سب منافق مشرک، جت، طاغوت، بے حیا اور منکر تھے۔ ان کی تالیف قلب کے لئے نبی نے اپنی بیٹیوں تک انہیں دیں۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ وہ ساری زندگی جھپٹا چلا تار رہا۔ کہ میں نے تمہیں جو دین سکھایا ہے یہ صرف اس لئے سکھایا ہے کہ تم میرے رشتہ مابعد یعنی بیٹی کی اولاد سے محبت مکھنا میرے بعد میرے چچا زاد کو جو میرا داماد بھی ہے میری جگہ اس سلطنت کا سربراہ بنانا۔ جو میں نے بڑی محنت اور تکلیف سے تیار کی ہے۔ مگر اس

۱۔ جلاء البیرون ص ۲۶۲ ۲۔ جلاء البیرون ص ۲۶۵ ۳۔ اصول کافی ص ۱۲۲ ۴۔ مشہور شیعہ تصانیف ج ۱ ص ۱۲۲

۵۔ صفائی کی تحقیق کے مطابق بعثت نبوی کے وقت سیدنا علیؑ کی عمر ۱۲ سال تھی۔ طالب حقیق جعفر اور علیؑ کی عمر ۱۵ میں دس سال کا فرق تھا (مقالہ الطالبین ص ۱۲۰ سطر ۱۲) سیدنا جعفر ۴۴ سال کی عمر میں ہجری ۳۰ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے (مقالہ الطالبین ص ۱۲۰ سطر ۱۲) اس لحاظ سے غزوہ موتہ کے وقت سیدنا علیؑ ۴۴ سال کے تھے۔

۶۔ بعثت نبوی سے ۲۱ سال بعد غزوہ موتہ ہوا اس صحت میں بعثت نبوی کے وقت ہجرت کی عمر ۱۲ سال ہوئی ۷۔ جلاء البیرون ص ۲۶۲ ۸۔ قبل قرین المیثاق ص ۵۱۲-۵۱۱-۵۱۰-۵۰۹-۵۰۸-۵۰۷-۵۰۶-۵۰۵-۵۰۴-۵۰۳-۵۰۲-۵۰۱-۵۰۰-۴۹۹-۴۹۸-۴۹۷-۴۹۶-۴۹۵-۴۹۴-۴۹۳-۴۹۲-۴۹۱-۴۹۰-۴۸۹-۴۸۸-۴۸۷-۴۸۶-۴۸۵-۴۸۴-۴۸۳-۴۸۲-۴۸۱-۴۸۰-۴۷۹-۴۷۸-۴۷۷-۴۷۶-۴۷۵-۴۷۴-۴۷۳-۴۷۲-۴۷۱-۴۷۰-۴۶۹-۴۶۸-۴۶۷-۴۶۶-۴۶۵-۴۶۴-۴۶۳-۴۶۲-۴۶۱-۴۶۰-۴۵۹-۴۵۸-۴۵۷-۴۵۶-۴۵۵-۴۵۴-۴۵۳-۴۵۲-۴۵۱-۴۵۰-۴۴۹-۴۴۸-۴۴۷-۴۴۶-۴۴۵-۴۴۴-۴۴۳-۴۴۲-۴۴۱-۴۴۰-۴۳۹-۴۳۸-۴۳۷-۴۳۶-۴۳۵-۴۳۴-۴۳۳-۴۳۲-۴۳۱-۴۳۰-۴۲۹-۴۲۸-۴۲۷-۴۲۶-۴۲۵-۴۲۴-۴۲۳-۴۲۲-۴۲۱-۴۲۰-۴۱۹-۴۱۸-۴۱۷-۴۱۶-۴۱۵-۴۱۴-۴۱۳-۴۱۲-۴۱۱-۴۱۰-۴۰۹-۴۰۸-۴۰۷-۴۰۶-۴۰۵-۴۰۴-۴۰۳-۴۰۲-۴۰۱-۴۰۰-۳۹۹-۳۹۸-۳۹۷-۳۹۶-۳۹۵-۳۹۴-۳۹۳-۳۹۲-۳۹۱-۳۹۰-۳۸۹-۳۸۸-۳۸۷-۳۸۶-۳۸۵-۳۸۴-۳۸۳-۳۸۲-۳۸۱-۳۸۰-۳۷۹-۳۷۸-۳۷۷-۳۷۶-۳۷۵-۳۷۴-۳۷۳-۳۷۲-۳۷۱-۳۷۰-۳۶۹-۳۶۸-۳۶۷-۳۶۶-۳۶۵-۳۶۴-۳۶۳-۳۶۲-۳۶۱-۳۶۰-۳۵۹-۳۵۸-۳۵۷-۳۵۶-۳۵۵-۳۵۴-۳۵۳-۳۵۲-۳۵۱-۳۵۰-۳۴۹-۳۴۸-۳۴۷-۳۴۶-۳۴۵-۳۴۴-۳۴۳-۳۴۲-۳۴۱-۳۴۰-۳۳۹-۳۳۸-۳۳۷-۳۳۶-۳۳۵-۳۳۴-۳۳۳-۳۳۲-۳۳۱-۳۳۰-۳۲۹-۳۲۸-۳۲۷-۳۲۶-۳۲۵-۳۲۴-۳۲۳-۳۲۲-۳۲۱-۳۲۰-۳۱۹-۳۱۸-۳۱۷-۳۱۶-۳۱۵-۳۱۴-۳۱۳-۳۱۲-۳۱۱-۳۱۰-۳۰۹-۳۰۸-۳۰۷-۳۰۶-۳۰۵-۳۰۴-۳۰۳-۳۰۲-۳۰۱-۳۰۰-۲۹۹-۲۹۸-۲۹۷-۲۹۶-۲۹۵-۲۹۴-۲۹۳-۲۹۲-۲۹۱-۲۹۰-۲۸۹-۲۸۸-۲۸۷-۲۸۶-۲۸۵-۲۸۴-۲۸۳-۲۸۲-۲۸۱-۲۸۰-۲۷۹-۲۷۸-۲۷۷-۲۷۶-۲۷۵-۲۷۴-۲۷۳-۲۷۲-۲۷۱-۲۷۰-۲۶۹-۲۶۸-۲۶۷-۲۶۶-۲۶۵-۲۶۴-۲۶۳-۲۶۲-۲۶۱-۲۶۰-۲۵۹-۲۵۸-۲۵۷-۲۵۶-۲۵۵-۲۵۴-۲۵۳-۲۵۲-۲۵۱-۲۵۰-۲۴۹-۲۴۸-۲۴۷-۲۴۶-۲۴۵-۲۴۴-۲۴۳-۲۴۲-۲۴۱-۲۴۰-۲۳۹-۲۳۸-۲۳۷-۲۳۶-۲۳۵-۲۳۴-۲۳۳-۲۳۲-۲۳۱-۲۳۰-۲۲۹-۲۲۸-۲۲۷-۲۲۶-۲۲۵-۲۲۴-۲۲۳-۲۲۲-۲۲۱-۲۲۰-۲۱۹-۲۱۸-۲۱۷-۲۱۶-۲۱۵-۲۱۴-۲۱۳-۲۱۲-۲۱۱-۲۱۰-۲۰۹-۲۰۸-۲۰۷-۲۰۶-۲۰۵-۲۰۴-۲۰۳-۲۰۲-۲۰۱-۲۰۰-۱۹۹-۱۹۸-۱۹۷-۱۹۶-۱۹۵-۱۹۴-۱۹۳-۱۹۲-۱۹۱-۱۹۰-۱۸۹-۱۸۸-۱۸۷-۱۸۶-۱۸۵-۱۸۴-۱۸۳-۱۸۲-۱۸۱-۱۸۰-۱۷۹-۱۷۸-۱۷۷-۱۷۶-۱۷۵-۱۷۴-۱۷۳-۱۷۲-۱۷۱-۱۷۰-۱۶۹-۱۶۸-۱۶۷-۱۶۶-۱۶۵-۱۶۴-۱۶۳-۱۶۲-۱۶۱-۱۶۰-۱۵۹-۱۵۸-۱۵۷-۱۵۶-۱۵۵-۱۵۴-۱۵۳-۱۵۲-۱۵۱-۱۵۰-۱۴۹-۱۴۸-۱۴۷-۱۴۶-۱۴۵-۱۴۴-۱۴۳-۱۴۲-۱۴۱-۱۴۰-۱۳۹-۱۳۸-۱۳۷-۱۳۶-۱۳۵-۱۳۴-۱۳۳-۱۳۲-۱۳۱-۱۳۰-۱۲۹-۱۲۸-۱۲۷-۱۲۶-۱۲۵-۱۲۴-۱۲۳-۱۲۲-۱۲۱-۱۲۰-۱۱۹-۱۱۸-۱۱۷-۱۱۶-۱۱۵-۱۱۴-۱۱۳-۱۱۲-۱۱۱-۱۱۰-۱۰۹-۱۰۸-۱۰۷-۱۰۶-۱۰۵-۱۰۴-۱۰۳-۱۰۲-۱۰۱-۱۰۰-۹۹-۹۸-۹۷-۹۶-۹۵-۹۴-۹۳-۹۲-۹۱-۹۰-۸۹-۸۸-۸۷-۸۶-۸۵-۸۴-۸۳-۸۲-۸۱-۸۰-۷۹-۷۸-۷۷-۷۶-۷۵-۷۴-۷۳-۷۲-۷۱-۷۰-۶۹-۶۸-۶۷-۶۶-۶۵-۶۴-۶۳-۶۲-۶۱-۶۰-۵۹-۵۸-۵۷-۵۶-۵۵-۵۴-۵۳-۵۲-۵۱-۵۰-۴۹-۴۸-۴۷-۴۶-۴۵-۴۴-۴۳-۴۲-۴۱-۴۰-۳۹-۳۸-۳۷-۳۶-۳۵-۳۴-۳۳-۳۲-۳۱-۳۰-۲۹-۲۸-۲۷-۲۶-۲۵-۲۴-۲۳-۲۲-۲۱-۲۰-۱۹-۱۸-۱۷-۱۶-۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۱-۱۰-۹-۸-۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱-۰

نقیہ المقل فی احوال الرجال۔ کلید منظرہ ص ۱۷۷ حیات القلوب ص ۱۷۷

کے مرنے کے بعد سب اس کے حکم سے مغرور ہو گئے۔ اس بنی کی تمام عورتیں ماری زندگی اس کے لئے وبال جان بنی رہیں اور جب وہ مر گیا تو اس کے اصحاب نے جو سب منافق تھے اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ جن میں سے دو اس کے سر پر تھے اور ایک داماد تھا۔ اور اس کے دھڑ کو ٹھکانا دیا۔

اس بنی نے قرآن نامی کتاب پیش کی اسے ان لوگوں نے جلا دیا اور اس میں رد بدل کر کے اس کی آل کے متعلق جو حکم تھے وہ تمام اس میں سے نکال کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیا۔ اس کی لڑکی کو مار مار کر اس کا حمل گرا دیا اور جس غرض کے لئے اس بنی نے تیس سال فائدہ کشتی کر کے جنگیں لڑ کر ایک سلطنت کی بنیاد رکھی تھی۔ وہ اس کے دشمن لے اڑے۔ اس کا خدا بھی جس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ تیرے مرنے کے بعد یہ سلطنت تیری اولاد کا حق ہے۔ عاجز آکر خاموش ہو گیا۔ اور مرنے کے بعد بھی وہ بنی اپنے منافق ساتھیوں سے چھٹکارا نہ حاصل کر سکا۔ بلکہ ان میں سے جو سب سے بڑے کافر یعنی جبت اور طاغوت تھے انہیں اس کے پہلو میں دفن کیا گیا گویا بنی کو جہنمیوں سے مر کر بھی چھٹکارا نہ مل سکا۔

ثبیت کی تبلیغی سرگرمیاں

گزشتہ سطور میں آل اور عزت کا مفہوم متین اور واضح ہو چکا ہے اس سلسلہ میں اس مقام پر عبدالمطلب کی اولاد میں سے چند ایک کے سرسری سے تذکرہ سے بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ ایسی ایسی جلیل القدر بستیوں کے ناموں سے بھی کوئی واقف نہیں مگر شہرت، عزت، ناموری اور مشہوری صرف سیدنا علیؑ اور ان کی اولاد میں سے صرف چند کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے۔ ثبیوں کے لئے تو یہ ان کے مذہبی شمار میں سے ہے۔ مگر انوس ہے ان جہلاء سنیوں پر جو حال جہۃ و دستاوی ہیں۔ اور سجادہ نشینان خانقاہ ارشاد بھی یکنہ نکھیں بند کر کے ایک ہی ہانک ٹھٹھے جا رہے ہیں اور ہر شاعر، ہر خطیب، ہر واعظ، ہر پیکر، ہر ازیب، ہر صحافی، ہر مصنف

ہر مورث کی علمیت و فضیلت کی تان ملی اور اولاد ملی میں سے صرف چند کے ذکر پر جا کر ٹوٹتی ہے غضبِ قریب ہے کہ اولاد ملی میں سے بھی جو عجب علم و فضل کے چورخ و رشید و ہدایت کے میدانِ عزم و ثبات کے کرد و کار تھے بھول کر بھی یہ لوگ ان کے نام نہیں لیتے گویا کہ شیعیت کی مجلسیں اور غیر محسوس تبلیغی سرگرمیوں نے سب کو بے اثر اور بصیرت پر جہالت بے خبری، بے خبری اور بے علمی کی پٹیاں چڑھا دی ہیں۔
 فضیلت کی تبلیغی سرگرمیوں کا گاتھو کا بے غلیب صدرِ مجلسین صحابہؓ نے کیا خوب تجزیہ کیا ہے :

لکھتے ہیں : نابہب کے وارثے ہیں اگر کسی نے منظم تشیع کے فن سے کما حقہ فائدہ اٹھایا ہے تو وہ اہل تشیع ہیں۔ ہمیں اس فن کا انا کا جائزے تو بالآخر نہ ہو گا جن حضرات نے ابتدا میں شیعہ تبلیغی تقریباتِ منسوبہ بند کی ہے وہ کسی طرح بھی کسی فطین ذہن GENIUS سے کم نہیں۔ ان ذہین حضرات نے اپنی ذہنی عقائد و افکار کی تشریح کے لئے جس طرح دُر منسوبہ بندی کی اور جس طرح اس میں تسلسل اور تکرار کے پہلو پر زور دیا اس کی داد نہ دینا بے انصافی ہوگی۔ شیعہ افکار کی صورت انگیز کامیابی بیشتر اس تعلیم اور تشریح کی مرہونِ منت ہے۔ ذرا غور کیجئے۔

امن کیلیوں کے سال کا آغاز کیا جاتا ہے۔ مجلسِ استقبالِ محرم سے تبلیغی کام شروع ہوتا ہے۔ محرم کے مہینے میں تبلیغی مجالس اور جلوسوں کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ پھر سال بھر طرح طرح کے عنوانات سے بے شمار تبلیغی تقریبات کے مواقع پیدا کئے جاتے ہیں۔ مردانہ مجالس عزاء کے علاوہ زنانہ مجالس عزاء بچکانہ مجالس عزاء۔ سالانہ مجالس عزاء۔ مجالسِ حلیم۔ محافلِ میلاد، حضرت علیؓ حضرت رضاؓ اور دیگر ائمہ محافلِ مسالہ جیسی مشاعرے۔ منقبتِ اہلِ محبت کے مشاعرے شیعینہ عیدِ مباحلہ عیدِ قدیمہ کوٹڑوں کا ختم۔ امامِ غیب کی ولادت کی یاد میں کنارِ مادی پر شبِ بیداری کی مجالسِ بکثرت منعقد کی جاتی ہیں۔ ان مجالس میں فضائل و مناقبِ اہلِ بیت۔ فضائل و مناقبِ ائمہ۔ موزِ خوانی۔ لوحِ خوانی مرثیہ خوانی منتخب۔

[illegible]

عبد المطلب

عبد المطلب کے پندرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ پندرہ بیٹیوں میں سے صرف چھ کی اولاد کے متعلق یہاں سرسری سا ذکر کیا جاتا ہے۔
 زبیرؓ حادثہ عکرة۔ عباسؓ۔ عبد اللہؓ اور ابو طالب۔ ان چھ کی اولاد کو حقیقت میں تاریخ اسلام کا اگر دوسرا نام کہا جائے تو بجا ہے مگر آج ان چھ کی اولاد میں سے صیدنا علیؓ کی اولاد میں سے ہمارے صرف چند کے سوا کسی کی تاریخ ہمارے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ بلکہ ان کو مرتبہ انسانیت سے بلند کر کے مرتبہ اومیت تک پہنچا دیا گیا ہے اور باقی تمام کو مرتبہ نبی اولاد بنی سے گریا خوار سمجھ لیا گیا ہے۔

۱۔ زبیر بن عبد المطلب

آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں مشہور شیعہ مصنف شریح ابن ابی الحدید میں لکھتا ہے: فلما انزل یزید بن عبد المطلب فکان اشرف قریش وجوہہا لیکن زبیر تو قریش کے معزز باوقار سرداروں میں سے تھے۔ "قدیم ترین مورخین میں سے ابو جعفر محمد بن حبیب متوفی ۳۷۵ھ نے الحکام من قریش ثم من بنی ہاشم کے عنوان کے تحت اپنی مشہور تالیف کتاب البحر میں لکھا ہے کہ بنی ہاشم میں سے عبد المطلب کے بعد زبیر خاندان کے سردار ہوئے تاہم زبیر کے بعد ابو طالب سردار ہوئے۔ بنی امیہ میں سے حرب بن امیہ سردار تھے اور ان کے مرنے کے بعد ابو سفیان بن حرب سردار ہوئے۔ زبیر اپنے والد کے رمی تھے طبقات کبیر، طبقات ابن سعد حصہ اول ۱۲۵ء زبیر علیہ السلام کے باقیوں میں سے تھے اور عرب فجار میں ابوسلمی خاندان کے سردار کی حیثیت شریک جنگ تھے۔ ہومن فقیان قریش یعنی وہ قریش کے جوانمردوں میں سے تھے مگر کتاب البحر ۱۲۵ء زبیر اور عبد اللہؓ کی ماں کا نام فاطمہ تھا۔ چنانچہ دولت عمدة الطالب لکھتا ہے: وفا طمہ ہذا ام عبد اللہ بن عبد المطلب والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کی اولاد تھا۔

غیر الزمیر بن عبدالمطلب رعمۃ اللہ علیہ ستر آقاؑ اب عقل کیسے باد رکھ سکتے ہیں کہ
 تیا کی موجودگی میں جو ہمہ قسم کے فضائل کا حامل ہوا سے نظر انداز کر کے ایک محتاج اور
 سوتیلے تایا کو نبی علیہ السلام کا فضیل بنایا جاتا۔ زبیرؓ نے رحیم کریم اور انصاف پرور
 تھے شرح ابن ابی الحدید کا رافضی مولف لکھتا ہے کہ ایک ماہ خواہ کی دلا خواہی کے لئے
 کعبہ میں پہنچے تو تمام بنو عبدالمطلب آپ کی معاونت کے لئے شمشیر کعبہ میں پہنچ
 گئے۔ والضحہ بنو عبدالمطلب الی الزبیر وقفوا علی بلب ابیہم بلید یہم میوفہم
 ترجمہ: یہ وصف صرف زبیرؓ کے حاصل ہے کہ ان کی وفات پر نبی علیہ السلام کی بھوپھی
 یعنی زبیرؓ کی بہن نے آپؐ پر درویشیہ کیا۔ سوائے زبیرؓ کے مرثیہ کے ان سے
 کوئی کلام منقول نہیں ہے

بکی زبیر اخیرا اذا فات ان
 تو روئے نیک ذات پر زبیر
 کنت علی ذی کرم باکیہ
 (ان پر رونمے) یہ بات جاتی رہی کہ کسی کریم پر رفا
 لو نفضۃ الاساض مالتھا
 یا زین کسی کریم و شریف کو پھینک دیتی تریں مروت نہ کرتی
 او اصعبت خاشعہ عاریہ
 (یہ زین کسی کے رونے پر) بہ حال اندنگ ہو جاتی تب بھی میں پلٹ نہ رتی

چند اور اشعار کا ترجمہ

”اگر میرے جی میں تو یہ بات تھی کہ میں مرنے والوں کو چھوڑ دوں اور ان کے
 پیچھے کوئی مرثیہ نہ کہوں۔“
 مگر زبیرؓ کے مرنے کو میں ایسے بھول جاؤں اس کے رونے پر صبر نہ کر سکتی کیڑا
 میں نے اپنے سب بھائیوں میں (زبیرؓ کو قریب تر پایا)۔“

اُن میں اپنے منہ سے اس کے مرثیہ کے شعر کہتی تو آنسو بہہ کر میری پسلیوں کو چور کر دیتے یہ سیدہ صفیہؓ وہی ہیں جو سیدنا حمزہؓ کی مسخ شدہ لاش پہ پھنس اور خاموش چنچلحات کھڑی رہ کر واپس لوٹ گئیں۔ سیدہ صفیہؓ کی زندگی میں ان کے کتنے بچاؤں کی موت ہوئی اور وہ سب کے سب جو افراد، دلیر، بہادر اور ذی مرتبہ تھے مگر آپؐ نے کسی کا مرثیہ نہ کہا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ میرا اپنے تمام بھائیوں میں کریم تر رحیم تر اور شجاع تر تھے۔ حالانکہ ابوطالب بھی آپؐ کے سامنے مرا۔ نبی علیہ السلامؐ زبیر کی وفات کے وقت خود کفیل ہو چکے تھے مگر یارِ انِ طریقت آج زبیر کا نام ہی بھول گئے اور ابوطالب کو آپؐ کا کفیل بنا کر پیش کرنے میں دن رات ہنگام ہوئے حادہ ہے ہیں۔ ابوطالب کے تفصیلی حالات اپنے مقام پر آئیں گے یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ عبدالمطلب نے اپنی وفات کے وقت نبی علیہ السلامؐ کی کفالت کی ذمہ داری زبیر کے سپرد کی تھی۔ زبیر ایک مالدار شخص تھے اور ان کی عالی مرتبی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ عبدالمطلب نے آپکو ہی اپنا وصی مقرر فرمایا تھا۔ زبیر کے بڑے بیٹے کا نام عبداللہ تھا۔ نبی علیہ السلامؐ کو آپؐ سے بہت محبت تھی۔ حضرت عبداللہؓ کو آپؐ ابنِ علی و جی کے کلمات سے مخاطب فرمایا کرتے تھے جنابِ اجنابین میں بعدِ خلافت صدیقی خلعت شہادت سرفراز ہوئے۔ لاش کے گزہ کافروں کی لاش کا ڈھیر تھا ازرقانی، الاستیعاب)

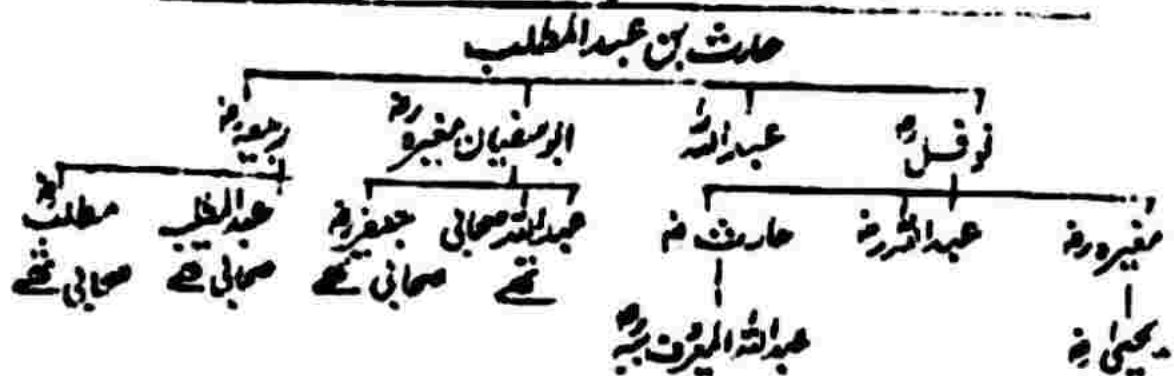
الکامل للمبرور جلد اول صفحہ ۲۱۰۔ نیز ۴۰۰ میں ہے۔ — قال ابو العباس حثابی
مسعود بن بشر قال حدثني محمد بن الزبير عبد المطلب رسول الله صلى الله عليه
وسلم فكساها حلة واقعدا لي جانباً ثم قال انه ابن امي وكان ابو يوحنا
الزبير اخو عبد الله بن عبد المطلب)

ابو العباس نے کہا مجھ سے مسعود بن بشر نے بیان کیا اور وہ محمد بن حزبؓ کے بیان کرتا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلبؓ نبی علیہ السلامؐ کے پاس آئے۔ نبی علیہ السلامؐ نے فرمایا یہ میری ماں کا بیٹا ہے اور اس کے والد محمدؓ پر نفقت کرتے تھے (زبیر عبد اللہ بن عبد المطلب کے بھائی تھے) زبیر جیسے شفیق چچا کی بجائے ابوطالب کو کہنے کیلئے

زہیر کے دوسرے بیٹے کا نام طہر تھا۔ (ابن ابی الحدید کے ذرا کے مطابق وہ بڑے خوش طبع اور زندہ دل نوجوان تھے۔

بنی علیہ السلام نے اپنے اس عجیب بھائی کے نام پر ہی اپنے ایک صاحبزادے کا نام ظاہر رکھا اور سیدہ حفصہؓ نے اپنے بھائی کے نام پر اپنے بیٹے کا نام زبیر رکھا اور ان کی کنیت ابو ظاہر رکھی شیعیت کے سیدہ کارویں نے متذکرہ کو آج کے سلطان احمد نگر کے ناموں کو اس طرح فطرتاً سے کیچکے ہیں اور تمام زور صرف ابو ظالب اور اس کی اولاد میں سے صرف چند ایک پر صرف کیا جا رہا ہے۔

۲۔ حارث بن عبد المطلب کے چاروں بیٹے صحابی تھے



۱۔ فوفلؑ۔ جگ خندق کے واقع پر سلمان ہوئے جگ خنین کے واقع پر تین ہزار نیزے پیش کئے۔ ۲۵ھ میں وفات پائی (الاستیعابؑ)

مغیرہ بن نوفل حضرت عثمانؓ کی خلافت کے وقت مدینہ کے قاضی تھے۔
شہادت علیؓ کے وقت ان کے ہمراہ تھے۔ اور ابن الحکم کو آپ نے ہی گرفتار کیا
تھا۔ بعد ازاں علیؓ کی شہادت کے بعد سیدہ امامہ بنت زینبؓ دختر نبی علیہ السلام
سے نکاح کیا۔ اس نکاح سے یکھٹی پیدا ہوئی۔

عبداللہ بن نوفل : حضرت عمرؓ کے زمانہ میں حاکم کوفہ تھے۔ چہرہ کسی حد تک نبی علیہ السلام سے مشابہت رکھتا تھا۔

حارث بن نوفل : حضرت عمرؓ نے مکہ کی گدزی پر تعینات فرمایا۔ آخر میں
بصرہ چلے گئے۔ آپ کی جدائیت شلن کا اعلان اس بات سے کیا جاسکتا ہے
کہ امیرِ یمن کے مرنے کے بعد بصرہ کے لوگ انہیں اپنا امیر بنانا چاہتے تھے۔
سلسلہ میں انتقال ہوا۔

۲۔ عبداللہ بن حارث : حیاتِ نبویؐ میں انتقال فرمایا۔ نبی علیہ السلام
نے سعید کے خطاب سے مفتخر فرمایا تھا۔

۳۔ ربیعہ بن حارث : یہ وہی ربیعہ ہیں جن کا نام حجۃ الوداع کے
خطبہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آج ربیعہ بن حارث کا مطالبہ
خون معاف کرتا ہوں۔ ربیعہ کے ایک بیٹے کو عالم شیرخوارگی میں دشمنوں
نے شہید کر دیا تھا۔ یہاں اہم ترین قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام
نے بحیثیت ولی الدم کے یہ ارشاد فرمایا۔ اور یہ امر اس بات پر دلالت
کرتا ہے کہ وہ سب اصحابِ عمرتِ رسولؐ میں سے تھے۔ سلسلہ
میں انتقال فرمایا۔

عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث دمشق منتقل ہو گئے تھے۔ اور وہیں اپنا
مکان بنا لیا تھا۔ وفات کے وقت خلیفہ وقت یعنی امیرِ یمن کو بلا کر
اپنا وہی مقرر کیا۔ اور امیر نے اس وصیت کو قبول کیا۔ البدایہ ۲۷۲

لاستجاب حجة الانساب ابن خرم حلا

۴۔ ابوسفیان مغیرہ بن الحارث : نبی علیہ السلام کے رضاعی بھائی
بھی تھے۔ انہوں نے بھی علیہ سعیدؓ کا دودھ پیا تھا۔ عرب کے مشہور
شعراء میں سے تھے۔ جنگِ حنین کے موقع پر نبی علیہ السلام کے خیمہ
کی جاگ آپ ہی کے ہاتھ میں تھی۔ ایک لمحہ بھی رکابِ نبویؐ سے الگ نہ
ہوئے۔ نبی علیہ السلام کی وفات پر بڑا پروردگارِ حق کا

ارقت خبات لیلی لا یزال ——— دلیل فی المصیبة فیہ طول

میں جاگ رہا ہوں اور رات ختم ہی ہونے میں نہیں آتی ہاں مصیبت زدہ کی لڑتے ہی ہوتی ہے۔

فاسعد فی البکاء و ذاک صانا

اصیب المساكين به قليل

میں بے اختیار رہا ہوں اور یہ تو اس مصیبت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جو مسلمانوں کو پہنچی ہے

لقد عظمت مصیبتنا و جلّت

عشیة قیل قد قبض الرسول

اس روز ہماری مصیبتوں کی کچھ انتہا نہ رہ گئی جب رُک کھڑے کہ رسول اللہ علیہ السلام

یہ مرتبہ بڑا طویل ہے جس کے آخری شعر کا ترجمہ ہے :

”اے سفیان! تیرے باپ (یعنی نبی علیہ السلام) کی قبر ہر قبر کی سید ہے

اور اس قبر میں نوع انسان کا سرور خدا کا رسول آ صودہ ہے۔“

نبی علیہ السلام نے آپ کے متعلق متعدد ارشاد فرمائے :

ابو سفیان ہشتی جوانوں

ابوسفیان بن الحارث من

میں سے ہے۔

شاب اهل الجنة

ابوسفیان، بہادران ہشتی کا مڑ رہے

سید فتيان اهل الجنة

ابوسفیان میرے اہل میں اچھا ہے

ابوسفیان خیر اہلی

ابوسفیان میرے اچھے اہل میں سے ہے۔

ابوسفیان من خیر اہلی

یہ غلامت بھی نبی علیہ السلام نے آپ کی شان میں فرمائے تھے کُل الصید

فی جوف القمرا اُرد میں اس کا مفہوم لیں اور کیا جاسکتا ہے۔ باقی کے

پاؤں میں سب کا پاؤں۔ (الاستیعاب)

سیدنا معاویہؓ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ (بحوالہ حقہ للعالمین ج ۱)

اور بظن یہ ہے کہ ان سب کی اولاد جاری ہے۔

۳۔ سیدنا عباسؓ

سیدنا عباسؓ

فضل بن عبد اللہ عیسیٰ مہدی قثم عبد الرحمن عون حارث تمام کثیر ام حبیب
ام کلثوم ام حسن حسین محمد

عباسؓ : بنی علیہ السلام آپ کی نہایت عزت و حرمت فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے ہذا علی و خرابی یہ میرے چچا ہیں اور باب کے برابر ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں بنی علیہ السلام کے ساتھ موجود تھے۔ غزوہ حنین میں ابو صفیان بن حارث اور آپ برابر ملتزم رکاب بنی علیہ السلام رہے۔ آج ابوطالب کے متعلق تو جانتے ہیں کہ اس نے بنی علیہ السلام کا برابر ساتھ دیا۔ مگر ان لوگوں کی نظروں سے یہ حقیقت کس طرح اوجھل ہو سکتی ہے کہ بیعت عقبہ ثانیہ میں باوجود اس بات کے کہ عباسؓ ابھی اسلام نہیں لائے تھے بنی علیہ السلام کے ساتھ موجود تھے۔

۱۔ فضل بن عباسؓ : غزوہ حنین میں شریک تھے۔ بنی علیہ السلام کے غسل میں شامل تھے۔ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر پانی ڈالا۔ اتنے تھے۔ آپ کی بیٹی ام کلثومؓ کا پہلا نکاح سیدنا حسنؓ سے ہوا اور دوسرا ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ ہوا۔

۲۔ عباسؓ بن عباسؓ : جزامت اور ربی امت کے لقب سے ملقب ہیں۔ بنی علیہ السلام نے فرمایا:

اللہم عند الحکمة و تقاویل القرآن ایک حدیث میں دعا کے الفاظ اس طرح ہیں اللہم بارک فیہ و انثر منہ واجعلہ من عبادک الصالحین

مسنوق کے قول کے مطابق سب سے حسین سب سے فیض اور سب سے بڑھ کر عالم تھے۔

حضرت علیؑ نے حاکم بصرہ مقرر کیا۔ جبل جنین میں مدہ بیٹوں کے علیؑ کے ساتھ تھے۔ حاکم بصرہ بھی رہے۔ آخری عمر میں آنکھیں جاتی رہی تھیں۔

علوم شعر و نساب اور آیام عرب و قائع عرب، حدیث، فقہ اور تفسیر میں امام تھے خلفائے عباسیہ آپ کی اولاد میں سے تھے۔ ڈیڑھ ہزار سے حدیثوں کے راوی ہیں۔ (کتاب الفضل جلد ۴۔ ابن حزم ص ۱۳۸)

۳۔ حبیب اللہ۔ سیدنا علیؑ نے حاکم یمن بنایا۔ دوبارہ امیر حج کے زرائع انجام دیئے۔ اجود الناس مشہور تھے۔

۴۔ معبد : ۳۵ ہجری میں بعد خلافت عثمانی افریقہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

۵۔ قثم : عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ اور قثم کہیں رہے تھے کہ نبی علیہ السلام کا دہاں سے گزر ہوا اور قثم کو اپنے چچے سوار کر لیا۔ اور مائے لے دعا فرمائی۔ حضرت علیؑ کے زمانے میں حاکم مکہ رہے۔ سعید بن عثمان کے ساتھ سمرقند کے جہاد میں شہید ہوئے۔ سب سے آخر میں نبی علیہ السلام سے یہی الگ ہوئے تھے۔

۶۔ کثیر : فقیہ، ذکی اور فاضل تھے۔

۷۔ تمام : بڑے بہادر اور حملہ آور تھے۔ حاکم مدینہ رہے۔ اولاد کا سلسلہ جاری ہے۔

۸۔ عبد الرحمن : اپنے بھائی معبد کے ساتھ افریقہ میں شہید ہوئے۔

۹۔ ام حبیب : کا نکاح ام المؤمنین ام سلمہؓ کے بھائی اسود بن سفیان عبد اللہ مخزومی سے ہوا۔



۴۔ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ

سیدنا حمزہؓ

ام الفضل امامہ عمارہ یحییٰ

سیدنا حمزہؓ: نبی علیہ السلام کے رضاعی بھائی بھی تھے امیر المؤمنین اور
اسد اللہ و رسولہ اور فہید اعظم کے القاب سے لقب تھے اور احد کی جنگ
میں وحشی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سیدنا امامہؓ کے حق خصانت کی بابت زید اور جعفر طیارؓ اور علیؓ نے
اپنے اپنے دلائل نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے نبی علیہ السلام
نے جعفر کے حق میں فیصلہ دیا۔

امامہؓ کا نکاح ام المؤمنین ام سلمہؓ کے فرزند سلمہؓ کے ساتھ ہوا۔ گویا
ام حبیب بنت عباس ام المؤمنین سیدہ ام سلمہؓ کے بھائی کے نکاح میں
اور امامہ بنت حمزہؓ آپ کے نکاح میں آئیں۔

فلا غر کیجئے۔ ان امات المؤمنینؓ کے حق میں جو بدباطن اور لہجہ حیا
لوگ بکواس کرتے ہیں ان کا مقام نبی علیہ السلام کے حضور میں کتنا بلند
تھا کہ آپ اپنی بہنوں کے نکاح ان کے بھائیوں اور بیٹوں سے فرما
رہے ہیں۔

۵۔ عمات النبیؐ

ام حکیمؓ: عبداللہ، ابوطالب اور زبیر کی حقیقی بہن تھیں ان کا بیٹا
عامر فتح مکہ کے روز مسلمان ہوا۔ عامر کا بیٹا عبداللہ سیدنا عثمانؓ

کے زمانہ میں خراسان کا گورنر تھا۔ بیٹی کا نام اردوی تھا۔ جو سیدنا عثمانؓ کی والدہ تھیں۔ اس شہتہ سے سیدنا عثمانؓ فری علیہ السلام کے بھانجے تھے۔
(رزقانی الاستیعاب)

۶۔ عجمہ

عجمہ
 ام المؤمنین زینب ام حبیبہ حمہ عبد اللہ

ام المؤمنین سیدہ زینبؓ کا پہلا نکاح زیدؓ سے ہوا۔ زیدؓ آنا ذکر وہ غلام تھے۔ طلاق ہو جانے پر نبی علیہ السلام نے نکاح فرمایا۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

ام حبیبہ : عبدالرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں۔
 حمہ : پہلا نکاح مصعب بن عمر سے دوسرا نکاح طلحہ بن عبد اللہ سے ہوا۔ محمد اور عمران دو بیٹے تھے۔
 عبد اللہ : جنگ احد میں شہید ہو کر اپنے ماموں حمزہؓ سید الشہداء کے ساتھ مدفون ہوئے۔

۷۔ عاتکہ : بمعنی طاہرہ : انہوں نے جنگ بدر سے پہلے خواب دیکھا کہ ایک سوار نے کوہ بوقریس سے ایک پتھر پھینکا۔ جو رکن کعبہ پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور بنو زہرہ کے علاوہ اس کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا کسی نہ کسی کے گھر میں جاگرا۔ جنگ بدر میں بنو زہرہ شامل نہ تھے۔ اس خواب پر کفار نے خوب ہنسی اڑائی۔ مگر بدر کے واقعہ نے ان کی ہنسی کی مٹی پلید کر دی۔

۸۔ صفیہ : سیدنا حمزہؓ کی سگی بہن تھیں۔ پہلا نکاح عاصم بن

عرب اور مدبر عوام بن خویلد سے ہوا۔ جو اُم المؤمنین خدیجہ کے بھائی تھے۔

صفحہ

سائب بن

زبیر بن

۱۔ زبیر کا نام اپنے باپ کے دسی زبیر کے نام پر رکھا۔ زبیر کے حالات گذشتہ
سطح میں بیان ہو چکے ہیں۔ زبیر بن عوام بن ابی علیہ السلام کے چھ پھیر بھائی
اور اُم المؤمنین صدیقہ کائنات کے بہنوئی تھے۔ یعنی اسماء بنت عبدالمطلب کا
زبیر کے نکاح میں تھیں اس رشتہ سے زبیر بنی علیہ السلام کے ہم زبوت
بھی تھے سادہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ عبد اللہ بن زبیر بڑے شجاع
اور بڑے نابغے۔ آپ نے ہی سیدنا حسین کی سٹ جہاد کے بعد
خلافت کا دعویٰ کیا تھا۔

۲۔ سائب بن بدر و خندق اور جنگ عمام میں شامل تھے۔ حضرت صفیہ
نے جنگ خندق میں ایک یہودی کو قتل کیا۔ سیدنا حمزہ کی خندہ شدہ
لاش پر چند منٹ خاموش کھڑی رہ کر واپس لوٹ گئیں۔ زبیر بن عبدالمطلب
کے مرنے پر نیک بھلا پڑ درو مرثیہ کہا تھا۔

۳۔ جیلے کا نام ابوسلمہ عبد اللہ تھا جو اُم المؤمنین ام سلمہ کے پہلے
شوہر تھے ابوسلمہ کا اسلام لانے والوں میں گیارہواں نمبر ہے۔ امامہ بنت حمزہ
آپ کے بیٹے کے نکاح میں تھیں۔

۱۰۔ ادوی ابی علیہ السلام کی حقیقی پھوپھی تھیں ان کے بیٹے نے ماں کو
اپنے مسلمان ہونے کی خبر سنائی تو آپ نے فرمایا تیرے لئے تیرے ماں کا بیٹا
سب سے بڑھ کر خدمت اور مدد کا حقدار ہے۔ بخدا اگر عورتوں کو مردوں جیسی
طاقت ہوتی تو ہم ان کا بچاؤ کرتیں۔ ابی علیہ السلام کی توصیف میں آپ کے چند
شعر بھی منقول ہیں۔

۱۱۔ عابد مناف (ابوطالب) ابوطالب کے خالق یہ بات تو اتر کی حد تک صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ آخر تک اس پر قائم رہا۔ زبیر کے مرنے کے بعد خانہ ان کا سردار ہوا۔ مولانا شریعہ ابن ابی الحدید کے قول کے مطابق نہایت غریب تھا۔ قریش کا زبیر عیسیٰ شمس تجارت تھا۔ مگر ابوطالب چونکہ لنگڑا تھا اس لئے دور دراز ملکوں کا سفر کرنے سے معذور تھا (المعارف ابن قتیبہ ص ۲۵) گھر پر خوشبودار بن کر گذر کرتا تھا۔ اس کی مفلسی کی وجہ سے جعفر کی تربیت سیدنا عباس نے اپنے ذمے لی۔ اور سیدنا علیؑ کی کفالت کا زبیر نبی علیہ السلام نے اٹھایا۔

مقاتل الطالبین کی روایت کے مطابق طالب کی پرورش سیدنا عباس نے کی۔ سیدنا جعفر کی پرورش سیدنا حمزہ نے کی اور سیدنا علیؑ کی پرورش حضرت نبی علیہ السلام نے فرمائی۔ یہاں ابوطالب کے تفصیلی حالات لکھنے کی ضرورت نہیں۔ صوفیہ باب انصاف سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو شخص اپنی اولاد کی پرورش اور تربیت سے بھی معذور ہو وہ یتیم کیسے ہو سکتا تھا۔ کیا عید المطلب جیسے مدبر اہم اور عقلمند آدمی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ میں اپنے بھی زبیر کو کریموں جو شجاع ہے جو آدمی ہے، جو لڑکے۔ دولت مند ہے اور اسے چھوڑ کر یتیم پوتے کو ایک مفلس اور تلاش بیٹے کے سپرد کر رہا ہوں۔ اگر زندگی میں ابوطالب نے ہی علیہ السلام کا ساتھ دیا تو وہ نسلی عصبیت کی بنا پر تھا نہ کہ کسی محبت کی بنا پر۔ محبت کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اُمّ ہانی کا رشتہ طلب کیا تو ابوطالب نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ کہ شریفوں کا رشتہ شرف سے ہو کہ اہل اسلام ہانی کا نکاح میرے کانفر سے کر دیا۔ جو مودی رسول پاری کا سر نہ تھا۔ بحالت کفر فی النار ہوا۔ تاریخ کے اس فقرہ پر خود غور کریں کہ اس کا تجزیہ کرنا بہت مشکل ہے۔ کار شدہ شرف سے ہوتا ہے یعنی شے جتنے کے مقابلہ میں دوسرے نماز ایسے ایک فرد کو بیٹھی دے دی اور اس کے مقابلہ میں اس جتنے کو شریف بھی نہ سمجھا۔ جو تمام قوم میں امین اور صادق کے نام سے مشہور ہو چکا تھا۔ پھر اس

بجائے کافیل ابوطالب کو سمجھنا کتنی بڑی جہالت ہے۔

عبد مناف (ابوطالب) کی اولاد

طالب	حفیل	جعفر	علی
ہر میں کفایت ہراد تھا بوجہ بعض آیات بد میں سلسلہ اولیاء کے انہوں میں سے تھا ابوطالب بنی ہاشمی کی وجہ سے طالب وہ نامور رہے پہلے امتیاز بعلین صفحہ ۶۷	کنیت البرزخ نقش	سیدنا حمزہ نے اپنی کفایت میں نے کرپہ روش کی مقاتل طالبین صفحہ ۶۷	ابن ابی طالب کے وقت عمر تین سال بھی گیا کہ کسی دوسرے مقام پر الفرج اسمانی کے نزل کو نقل کیا گیا ہے

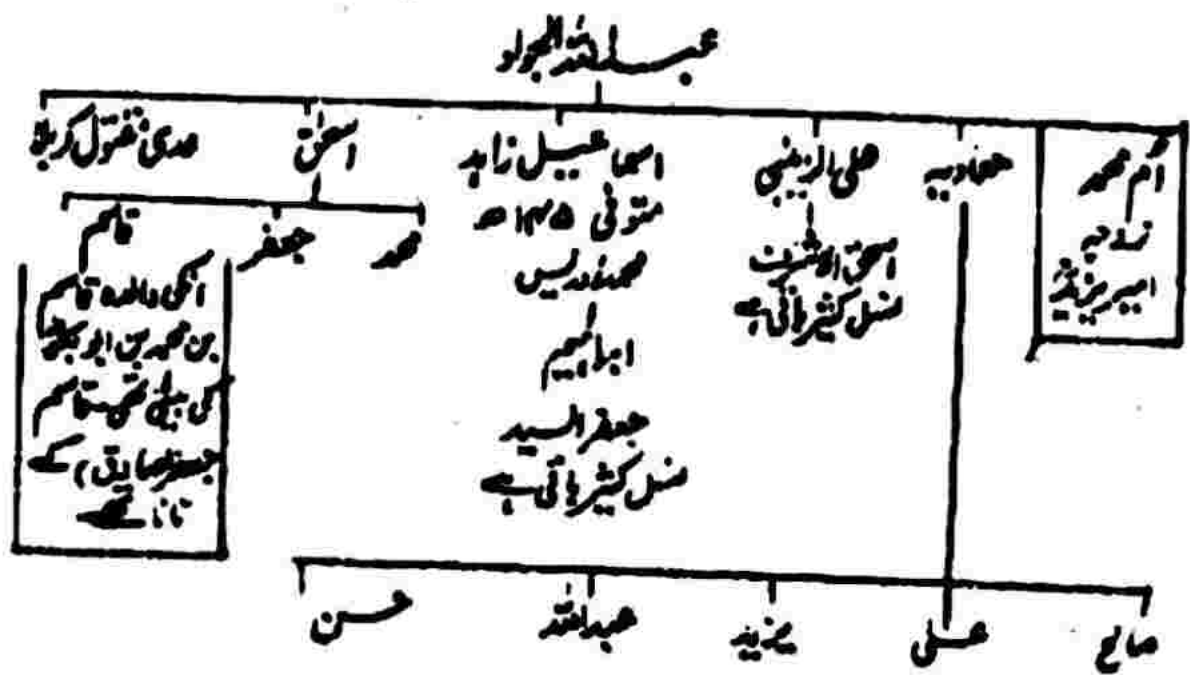
ابو الفرج اسمانی نے اُمّ ہانی کا نام نہیں لکھا صرف اس قدر
لکھا ہے کہ چار سال بھائی ایک دوسرے سے دس دس سال
چھوٹے تھے۔

سیدنا جعفر سیدنا علی سے دس سال بڑے تھے۔ ہجرت حبشہ میں مہاجرین کے
نائب تھے۔ نجاشی کے سامنے صداقت اسلام پر ذوق پر کی تمام کتب سیر و معازی میں
وجود ہے۔ خیبر کے وقت پیدا ہوئے۔ بنی علیہ اسلام نے فرمایا مجھے فتح خیبر کی
زیادہ خوشی ہے یا جعفر طیار بنے حبشہ واپس آنے کی رہا بہ غزوہ موتہ بخاری
۸ھ میں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے اور طیار کہلائے۔ آپ کے مقتول ایک بارشی "سیر" نے
فرمایا: شہیت خلق و خلقی۔ اے جعفر تم ہیرت و صحت میں مجھے مشابہت
رکھتے ہو۔

جعفر طیار بن ابوطالب

سیدنا امیر المومنین	عون	محمد صفر حمید	حسین	عبد اللہ صفر	محمد کعبہ
آپ نے امیر بنیہ کو قتل کیا اور کہہ کر مخاطب کیا کی حکم پر	مسلم	ام کلثوم بنت نویس بنت علی کے طور پر	تاقم	عبد اللہ	تاقم

کی حکم پر

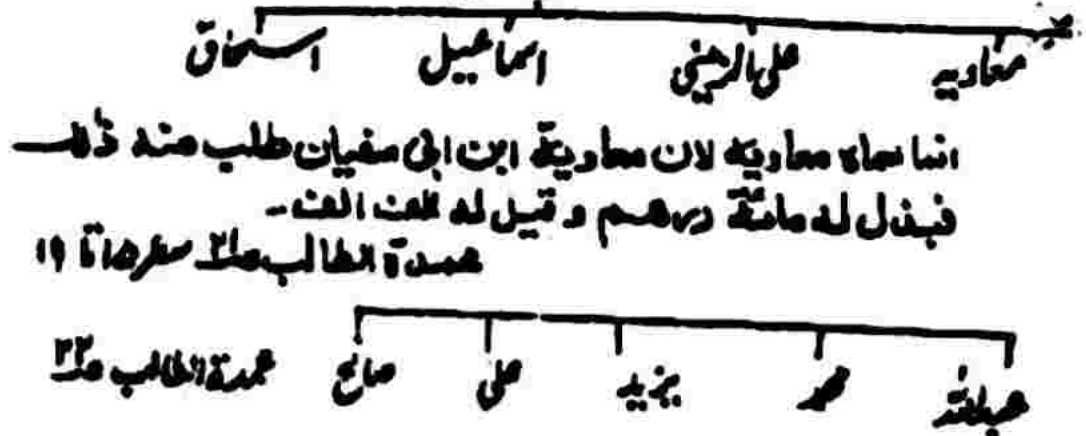


قابل توجہ :

سیدنا جعفر کی اولاد میں دو بزرگوں کے نام معاویہ اور ایک کا نام یزدی تھا۔
 یزدی بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر طیب اس کے لئے دیکھیے: مقاتل الطالبیین ۲۶۹-۲۸۰
 ۲۶۰ - (عمدة الطالب ص ۲۱)

جعفر بن

عبد اللہ



عبد اللہ کا جنہ ایک روایت کے مطابق سیمان بن عبد اللہ کے لئے اپنے ایام
 خلافت میں پڑھایا۔ اہل بلاء میں وطن کیا۔

اور دوسری روایت کے مطابق ۸ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے اور ان کی نماز جنازہ ابان بن عثمان بن عفان نے پڑھائی اور بقیع میں دفن ہوئے عمدۃ الطالب^۲ عبد اللہ نے بقول مقاتل مطالبین صفحہ ۱۶۹ مسئلہ میں خروج کیا اور اپنے بھائی علی کا مطر کا ریزہ کو شیراز کا، علی کو کرمان کا، صالح کو قم کا گورز بنایا۔
مقاتل الطالبین صفحہ ۱۶۷ سطر ۸ تا ۱۰۔

عبد اللہ کے باپ معاویہ کا نام اس کے باپ عبد اللہ نے سیدنا معاویہ کے کہنے پر معاویہ رکھا تھا۔ عمدۃ الطالب^۲ حضرت امیر معاویہ نے اپنے بیٹے امیر یزید کو فرمایا۔ اہل مدینہ کے ساتھ عزت و تکریم سے پیش آنا۔ امیر یزید نے دیانت کیا۔ ابا جان آپ کے دوست کون ہیں تو امیر معاویہ نے فرمایا۔ عبد اللہ بن جعفر چنانچہ جب عبد اللہ بن جعفر و مشق پیچھے۔ تو امیر یزید نے ان کے وظیفہ میں چار لاکھ کا اضافہ کر کے دس لاکھ کر دیا عبد اللہ بن جعفر نے ان سے کہا۔ فداک ابی و اخی و اللہ ما قلتھا لاجد قبل

(انساب الاشراف بلندی جلد ۴ صفحہ ۴)

میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ کی قسم یہ الفاظ میں نے آپ سے پہلے کسی کے لئے نہیں کہے۔ بلاذری آگے چل کر لکھتا ہے کہ امیر یزید کے کسی مشیر نے کہا کہ آپ عبد اللہ بن جعفر کا اس قدر دے رہے ہیں تو امیر یزید نے فرمایا۔ ہاں میں اس قدر دے رہا ہوں۔ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ اپنا مال تقسیم کر دیتے ہیں۔ انہیں دینا گریبا اہل مدینہ کو دینا ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ عبد اللہ جب اس قدر مال لے کر روانہ ہوئے تو انہوں نے دو کو ہائی آدمیوں کو لے کر ہوئی قطار دیکھی۔ عبد اللہ اس لوگے اور ان میں سے تین اونٹ طلب کئے۔ امیر یزید نے وہ تمام اونٹ جن کی تعداد چار سو تھی۔ سیدنا عبد اللہ کو دینے کا حکم دے دیا۔ سیدنا عبد اللہ امیر یزید کی فیاضی سے اس قدر متاثر تھے کہ وہ بر ملا کہا کرتے تھے کیا تم مجھے ان ریزہ بن معاویہ کے برابر

میں اچھی رائے رکھنے پر طاقت کرتے ہو۔ (الہدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۲۰)۔
 سیدنا عبداللہؓ سیدنا حسینؓ کے بہنوئی تھے اور سیدنا حسینؓ کی مکہ سے روانگی
 کے وقت انہوں نے سیدہ زینبؓ کو بھائی کے ساتھ جانے سے منع کیا مگر وہ نہ کیوں۔
 تو آپ نے اپنا لڑکا علیؓ ان سے لے لیا۔ اور انہیں طلاق دے دی۔ تاریخوں میں
 وہی لڑکا علیؓ ابن ابی بنی کے نام سے مشہور ہوا۔

عبداللہ بن جعفر کے پوتے کا نام بھی عبداللہ تھا۔ ابو الفرج اصفہانی لکھتا
 ہے۔ مستطہرا باطنۃ السوء۔ (مقاتل الطالبین ص ۱۱۲ سطر ۲)
 عبداللہ بن معاویہ کے چار بھائی تھے۔ یزید۔ علی، صالح، حسن۔ جن کو عبداللہؓ
 نے اپنے خروج کے زمانہ میں اسطخر، شیراز اور کرمان کا عامل بنایا تھا۔

(مقاتل الطالبین ص ۱۱۲ سطر ۹-۱۱) (۱۶۸)
 ان کے صاحبزادے معاویہ بن یزید کے عزیز دوست تھے (از علامہ الزرکلی ص ۱۶۸)
 ص ۱۶۸ میں ان کا ایک شعر ہے۔

إذا مرق الإخوان بالغیب ورہم

نسید اخوان العفا یزید

لوگوں نے بغیر دیکھے ان لوگوں کی آپس کی محبت کو توڑ پھوڑ دیا۔
 حالانکہ یزیدؓ تو اخوان العفا یعنی صاحب صدق لوگوں کے
 سرور تھے۔

عقیل بن البرطالب

محمد شہید کربلا شہر زینب العنقری بنت علی	محمد شہید کربلا	عبدالرحمان شہید کربلا	عبداللہ شہید کربلا	اسلم شہید کربلا
عبداللہ	قاسم شہید کربلا	عبدالرحمان شہید کربلا	عبداللہ شہید کربلا	اسلم شہید کربلا
محمد بن ابو محمد عبداللہ	عقیل	ابراہیم	علی	قاسم الجوی
اسلم	عبداللہ	احمد	قاسم	قاسم الجوی

عقیلؑ: جعفرؑ دس سال بڑے تھے۔ ابو یزید کفایت تھی۔ بنی علیہ السلام

نے ان کو نہرایا تھا :

ابو یزید میں تم سے مدد نہ محبت کہتا

یا ابا یزید انی اُحبک حبیب

میں ایک تو بہت قربت دوم اس

حب القربا اہلک وحب الہما کنت

لے کر مجھے معلوم ہے کہ یہ جوچی کو تم سے محبت تھی۔

اجلہ من حب علی ایاک

ابو طالب کا ورثہ طالب اور عقیل نے سنبھالا تھا رصیح بخاری بڑا بیت ترمذی مولانا ابن

سیدنا علی بیٹے ۱۵۔ بیٹیاں ۱۰

نام اہلیہ	بیٹے	بیٹیاں
۱۔ سیدہ فاطمہ	حسن حسین	زینب کلثوم
۲۔ ام البنین بنت حرام	عمر۔ عباس جعفر عبید اللہ	
	عثمان رقیل طالب	
۳۔ لیلیٰ بنت سہیل	عبید اللہ ابو بکر	
۴۔ اسماء بنت عیس	عون۔ یحییٰ	

۱۔ مولوی مقبول احمد اپنے منہ جم قرآن کے حاشیہ پر قل لمن فی ایدیکم من الاسوی الخ کے تحت
 لکھتا ہے کہ یہ بیت عقیل بنوفل ابن حاتم اور عباس کی شان میں نازل ہوئی غرض کہ مولانا جیب
 آنحضرتؐ کی اگر حضراتی کا علم ہوا تو علیؑ کو دیانت حال کیلئے بھیجا نہ دے دیں اگر انکی گرفتاری کے متعلق
 بیان کیا تو حضرتؐ خود تشریف لے گئے اور فرمایا ابو یزید عقیل ہمارا جہل تو ہوا گیا جیل نہ جوا بدایا اچھا ہوا۔۔۔
 آخر میں لکھتا ہے کہ آل مشرک تو ظہیر دیکھنا تو ہم گئے مگر عباس بنوفل عقیل سمان ہر گز را حاشیہ قرآن
 ترجمہ مقبول احمدؑ ابو طالب کے انھوں نے کہ وہ سے اکی پرش عباس بنوفل علیؑ سے دس سال بڑے تھے علیؑ
 عند خلافت میں ان سے اب بڑے میر صاحب کے پاس چلے گئے اور جعفر عقیل میں ان کے ساتھ تھے
 (عندہ اللہ) مگر کتابہ لکھا ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۱۰۰ شیعیت نے ان سے انکار اذاجہ فرما کر انہیں
 یعنی تم نہیں نکاح رکھتے۔ نبی کی بیویوں سے اب اس کے ہمیشہ کیلئے ماننا چاہئے کہ ہم نہ نبی کی بیویوں کی بیگ
 ہیں۔ پھر جس صورت میں تھے نبی کے نکاح میں اگر انکی کے لئے حلال ہو گئیں تو اس کی پہلی امت کے لئے
 کیلئے حلال ہو گئی۔ ملاحظہ ہو فقہر الحسن کا خط صدیہ جاتی رسول ص ۱۰۰ اب تالیف ہو رہی ہے کہ کیا علیؑ
 اہمیتی نہیں تھے؟ اگر اہمیتی تھے تو نبی نے ان کی بیویوں کی اصا گرتی نہیں تھے تو انہوں نے اپنی بیٹیاں
 کن کو دیں؟ یہی شہادت و ثبوت غفران لکھتے محمد

- ۵۔ امامہ بنت ابراہیم { محمد - اوسط
از یمن سیدہ زینب
۶۔ خولہ بنت جعفر محمد بن الحنفیہ
۷۔ ام سعید بنت عروہ بن مسعود
۸۔ ام جعیبہ بنت جعیہ عمر
۹۔ میمنا بنت ابراہیم القیس
سیدہ علی کے بیٹوں میں ایک کا نام ابو بکر د کے نام پر ابو بکر کا نام
عنان تھا۔ رعمہ انساب فی نسل ابی طالب
دختران جواری : ام ہانی - میمونہ - زینب الصغری - ام الصغری
فاطمہ - امامہ - خدیجہ ام اکرام - ام سلمہ - جمانہ - نفیثہ - ام جندبہ
کتبہ الطبری جز ۲ ص ۲۰۳

سیدنا حسن

عام کتب تواریخ و سیر میں حضرت حسنین کی عمریں حضور خاتم النبیین
کی ولادت کے وقت آٹھ سات یا چھ سال بیان کی جاتی ہیں جو جو جہد میں نہیں
میں نے سیدنا حسن کی ولادت کے متعلق اپنی تالیف حسن بن علی میں تفصیلی
بحث کی ہے۔ سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ سیدنا علی کا سیدہ فاطمہ
سے نکاح کب ہوا۔

جنگ احد شوال ۳ ہجری میں ہوئی۔ انکسار و اللہ عنہا ...
بعد واقعہ احد (کراتی بحوالہ حاشیہ بخاری جلد ۳ صفحہ ۵۳)
یعنی حضور خاتم النبیین نے حضرت سیدہ کا نکاح احد کے واقعہ کے بعد
کیا۔ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے۔ یہ مزاجت باسعادت خیر ۲۱ بادعہ کہ

ہوئی (جلد العیون اردو جلد ۱ صفحہ ۱۶۶) اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدہ
فاطمہ ح ۴ ہجری ماہ محرم کے آخری عشرہ میں ہوا۔ اسی بات پر مجلسی کے قول
نے اطلالیہ حضرت سیدہ کے بطن سے چار اولادیں ہوئیں۔ سیدہ ام کلثوم، سیدہ حسنہ
بہنا، حسین اور سیدہ زینب ص ۱۷۱ ذیل روایت کے الفاظ پر غور فرمائیے۔

جب سیدنا علیؑ نے دختر ابراہیم سے نکاح کا ارادہ فرمایا اور حضرت سیدہ مہنوم
میں زور خاتم المعصومین نے فرمایا: اے دختر گرمی اے فاطمہ! اٹھو، جناب
فی محمدؐ نہیں۔ جناب رسول خداؐ نے امام حسنؑ کو اور فاطمہؑ نے امام حسینؑ کو اٹھایا اور ام کلثوم
کا ہاتھ پکڑنے مسجد میں تشریف لائے (جلد العیون اردو جلد ۱ صفحہ ۲۱۰ پہلی سطر)
مذہبات کے اس قول سے تسلیم کرنا پڑے گا کہ ام کلثوم سب سے بڑی تھیں اس لئے
ان کی اٹھائی پکڑی گئی۔ سیدہ حسنہ ان سے چھوٹے تھے کہ حضور خاتم المعصومین نے نہیں
اٹھایا اور سیدہ حسین سب سے چھوٹے تھے اس لئے ان نے اٹھایا۔

مشہور شیعہ نساب احمد بن علی بن حسین متوفی ۸ ہجری اپنی مایہ نازات لیلیٰ عمہ اطلالیہ
میں لکھتا ہے: ان الحسن بن علی ولد لثلاث من الهجرة وتوفی سنة اثنين و خمسين
و عمره ثمان واربعون (عمدة الطالب صفحہ ۵۸ سطر ۱۳)

یعنی سیدہ حسن ۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۵۲ ہجری میں ۴۰ سال کی عمر میں فوت
ہوئے اگر ۵۲ ہجری میں آپ کی عمر ۴۰ سال تھی تو ولادت ۱۲ ہجری میں ماننا پڑے گی۔
آگے چل کر کہتا ہے: ولد الحسن بن علی بالمدينة قبل وقعة بدر
بسنعة عشر لوماوات باندینة تسعة واربعین من البصرة۔

یعنی سیدہ حسن ۱۹ ہجری (۲ ہجری) سے ۱۰ دن پہلے مدینہ میں پیدا ہوئے اور ۵۲ ہجری
میں فوت ہوئے۔ مزید یہ کہ اس نے متعدد افعال نقل کئے ہیں۔ یعنی سیدہ حسن کی پیدائش
کو صحیح بخاری کسی نے منہوم نہیں

مشہور شیعہ مؤرخ ابن العفرج انصاری کہتا ہے کہ سیدہ فاطمہ قبل نبوت کعبہ کی تعمیر
کے وقت سیدہ زینب کے قاتل ثعلبہ بن صفحہ ۸۸ سطر ۱۴

سیدنا حسن ۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۵۰ ہجری میں فوت ہوئے (مقابل اللطیفین)۔
 اگر ۵۰ ہجری میں ۲۱ سال کی عمر میں فوت ہوئے تو آپ کی ولادت ۲ ہجری کرسمس کرنا پڑتی۔
 اب مشہور شیعہ مؤرخ طاہر مجلسی جس کے نام کے ساتھ خاتم المفسرین، رئیس المحدثین حضرت
 علامہ کے سلبقے اور نلیہ الرحمۃ دارالندول کے لائق ہیں سیدنا حسینؑ کے تعلق کا یہ ہے۔
 وفات کے وقت سیدنا حسینؑ کی عمر ۴۰-۴۱-۴۲-۴۳ سال تھی۔

(جلد العیون اردو جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ آخری سطر ۲۰۸ پہلی سطر)

اور یہ بات متفقہ طور پر تسلیم کی جا چکی ہے کہ سیدنا حسینؑ کی شہادت ۶۱ ہجری میں
 ہوئی۔ اب نور علیؑ بات یہ ہے کہ اگر شہادت کے وقت آپ کی عمر ۴۰ سال تھی تو ولادت
 ۲۱ ہجری کو ہوئی۔ اگر عمر ۴۲ سال تھی۔

تو ولادت ۵۱ ہجری کو ہوئی۔ علی بن القیاسؑ کی عمر ۴۲ سال تھی تو ولادت ۱۳ ہجری کو
 ہوئی۔ بہر حال یہ معترض ہے کہ نہ سمجھانے کا۔ اسی جلد العیون میں مرقوم ہے کہ
 حسینؑ ران چپ قاطع سے پیدا ہوئے (صفحہ ۳۰۹ سطر ۳) شیعہ مذہب کی کتب سے
 اس قسم کے متضاد اور متناقض واقعات پیش کرنے کے لئے دفتر دار کا یہیں
 اس مقام پر بتانا صرف اس قدر مطلوب ہے کہ حضرات حسینؑ کی عمر میں حضور
 خاتم المعصومینؑ کی وفات کے وقت کیا تھیں۔ یہ فیصلہ بھی ہم بلا استہدائے علمی پر
 چھوڑتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ :

بند معبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ اہماء بنت عیسیٰ نے کہا کہ جب
 امام حسنؑ متولد ہوئے میں ان کی دایہ تھیں۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ ان کے لئے
 : اور کمالے اہماء! میرے فرزند کو لاؤ۔ امام حسنؑ کو میں جامہ زرد میں لپیٹ
 کر لائی جب ساتواں دن گذرا۔ حضورؐ نے دوا بلوگو سفند عقیقہ میں
 ذبح کئے اور اہماء بنت عیسیٰ کو ایک ران عطا فرمائی۔ (جلد العیون صفحہ ۴۴ ج اول)
 اس مقام پر ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ اہماء کون تھیں جنہیں سیدنا حسنؑ کی دایہ
 ہونے کا فخر حاصل ہوا۔

سیدہ اسماءؓ، سیدنا علیؓ کے بلے بھائی سیدنا جعفرؓ کی زوجہ تھیں۔ سیدنا جعفرؓ
حضورِ ناقم المعصومینؑ کے ارشاد کے مطابق مکہ سے ہجرت فرما کر حبشہ تشریف لے
گئے تھے۔ سیدنا جعفرؓ کے متعلق عمدۃ الطالب میں ہے:

و قد حُتَنَ هاجِرُ الحِشَّةِ فِيمَنْ مَهَا جَرَالِيهَا وَ رَجَع
مِنْهَا فَوَصَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ فَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَدْرِي
بَابِي هُمَا أَشَدُّ فَرَحًا لِفَتْحِ خَيْبَرٍ أَمْ بِقَدْرِهِمْ جَعْفَرٌ رَفِيعُ الْمِرْثَلِ
سَيِّدُنَا جَعْفَرٌ هَجَرَتْ كُرَّكَ حَبَشَةَ مَلَكًا - اور فتحِ خیبر کے موقع پر حضور
اکرمؐ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ مجھے خیبر کی فتح سے زیادہ خوشی پہنچے
یا جعفرؓ کے حبشہ سے واپس آنے کی۔

اب ہم چند صفحات کے لئے شیعہ مذہب کی کتب سے ہٹ کر اہل سنت کی
کتب کو سامنے لاتے ہیں:

امام ابو ربیع اشعری فرماتے ہیں۔ جب ہمارا قافلہ حبشہ پہنچا تو وہاں ہمیں
جعفرؓ بن ابی طالبؓ ملے۔ ہم ان کے پاس رہے۔ پھر ہم سب اکٹھے بیانہ ہوئے۔
اور حضورِ نبی اکرمؐ کی خدمت میں فتحِ خیبر کے وقت حاضر ہوئے اسماء بنت عمیسؓ

۱۔ اسماء بنت عمیسؓ بڑی صاحبِ ذہانت اور نہایت حسین و جمیل اور نندہ دل صحابیہ
تھیں۔ یقیناً باوجود ان کے نکاح میں رہیں سیدنا جعفرؓ کے متعلق وہ خود کتنی ہیں۔
مَا دَلَّكَ مَثَابَا أَطَهَرَ مِنْ جَعْفَرٍ (الغنیۃ صفحہ ۹۵)

جعفرؓ غزوہ ممتہ میں شہید ہو کر جعفر طیارؓ کہلائے۔ نجاشی کے سامنے جعفرؓ میں انداز
ہے اس قدر پیش کیا تھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جعفرؓ آپ کی آٹھ اولادیں ہوئیں
عبد اللہ، حمزہ، محمد اکبر، محمد الاصفی، حمید، حسین، عبد اللہ الاصفی، عبد اللہ اکبر و اسماء
اجملہ اسماء بنت عمیسؓ (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۹ سطر ۲۰-۲۱) (باقی حاشیہ صفحہ اوپر)

نہ ہمارے ساتھ تھیں۔ اُن دنوں سید خضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صمان ہو گئیں۔
بخاری جلد ۴ صفحہ ۶۰۸ ملا فخری نے لکھا ہے کہ بروز پنج خیر جعد کی ایسی
مفتوحہ رقم نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے کسی پر زیادہ خوش ہوں۔ فقیر
پر یا جعفر کی واپسی پر (حیات القلوب جلد ۲ ص ۶۶)

نکاح کا نتیجہ ص ۹۰

سیدہ دہلوی نے جعفر علیہ السلام سے یہ کہنا شروع کیا کہ جبکہ سیدنا سیدتی
کی عمر ۵ سال تھی۔ ان کے محمدی رو کا پیدا ہوا۔ جو تائبین عثمان میں شامل تھا۔
سیدنا صدیق اکبرؓ نے متفق پر یہ اہمات کہ تولد ہے لاریت شیخہ افضل من
ابن مکر (العثمانیہ صفحہ ۹۵) میں نے ابوبکرؓ سے افضل کوئی بڑھا نہیں دیکھا۔ سیدنا
ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد آپ سے سیدنا علیؓ نے ۲۸ سال کی عمر میں نکاح کیا۔ سیدنا علیؓ
سے آپ کی چھ اولادیں ہوئیں۔ سیدنا علیؓ نے ایک دن سیدنا اہمات کے بطن سے پیدا
ہونے والے بچوں کو آپس میں الجھنے دیکھ کر پوچھا تو آپ نے اپنے سابقہ خاوندوں کی
تعریف کرنے کے بعد سیدنا علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ وانت احسبہم لفضل
حدیث قضیتھا۔ ولیدیدو عن علیؓ فی ذلک انکار (العثمانیہ صفحہ ۹۵) سیدنا
علیؓ نے اس مبارک پر انکار کیا نہ احتجاج کیا نہ تفریق کی اور نہ حیرانی کا اظہار۔
معلوم ایسے ہوتا ہے کہ سیدہ عیسیٰؑ اپنی ذاتی خوبیوں اور صاف حسن سیرت اور
حسن صورت کی وجہ سے بہت بلند مقام اور درجہ رکھتی تھیں۔ ورنہ ۶۳ سالہ لڑکے
کی بیوہ ہونے کے بعد ۲۸ سالہ علیؓ کیلئے صاحبہ اور صاف ہمیدہ کا اس سے
نکاح کرنا یہ معنی دارد ۹

ن تصریحات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا حسنؑ کی طاعت
، ہجری کے آخر میں یا ۸۰ ہجری کے شروع ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ جہاں موقع محل کے مطابق جس بات کی ضرورت محسوس
ہوئی، اس بات کو مناسبت کے لحاظ سے تراش لیا۔

بہر حال سیدنا حسنؑ کی ذات والا صفات امت مروجہ کے لئے آئینہ رحمت
تھی۔ آپ قاتلین عثمانؓ اور قاتلین علیؓ کا کردار دیکھ کر یہ اندازہ کر چکے تھے کہ یہ لوگ حقیقت
میں مسلمان نہیں بلکہ یہودیت، مجوسیت اور نصرانیت کے گٹھ جوڑ کا منصوبہ ہیں جب
تک سیدنا امیر مملوکتہ جیسے طاقتور بادشاہ، مدبر، منتظم، صاحب تدبیر و فراست
اور شہادہ سیاست کو تمام مسلم اسلام کا خلیفہ تسلیم نہ کیا گیا یہ بد بخت گمراہ امت
کو چین کا سانس نہیں لینے دے گا۔ گویا آپؑ کی نیک طبعی اللہ ایمانی فراست نے
سیدنا معاویہؓ کے اقرار پر بعیت کر لے امت کو ایک ظلم ابتلا سے ہی بلکہ گمراہی
جس سے بچا لیا۔

مشہور شیعہ مؤرخ ابو نساب احمد بن علی بن حسین مکتا ہے۔ وعن رسول

اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ (حسنؑ) انہی هذا سید و صلح

اللہ بہ بین فطیتوں عظمتیں من المسلمین (حدیث الطائفہ ص ۴۴ سطر ۱۰-۱۱)

فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا یہ پیشا سدا رہے گا، اللہ تعالیٰ

اس کے نزدیک مسلمانوں کے دوڑنے لڑنے کے درمیان صلح کرانے کا مقابل

خود ہاتھ ہے کہ ان میں سے مسلمانوں کا ایک گمراہ آپ کے ساتھ ظالموں

کا دوسرا گمراہ معاویہؓ کے ساتھ تھا۔ آپ کی زبان میں کثرت تھی چنانچہ مشہور

شیعہ مؤرخ ابو الفرج و صنفانی مکتا ہے۔ وکان فی لسان الحسن بن علی

ثقل کالغافۃ (مقاتل الطالیین صفحہ ۴۹ سطر ۱۳)

سیدنا معاویہؓ کے اقرار پر بعیت کرتے وقت بے حساب مال بچھا۔

اور اس کے بعد بھی سالانہ وظیفہ کے علاوہ بے حساب عطاات ملنے

رہتے تھے ہر سال دونوں بھائی ملنا خود خن جاتے اور لمبے پھندے واپس آتے۔
آپ نے بے حساب نگرہ کئے۔

نقاباً قرعہ لکھا ہے کہ امام حسن نے دو صد ہجری میں اور بدولت دیگر تین سو
عورتوں کے نکاح کئے۔ (جلد العیون جلد ۱ ص ۲۷۴) اور جب امام حسن نے
انتقال کیا۔ جمع تین سو حضرت جن کو آپ نے طلاق دی تھی۔ عقب جنازہ
پر سینہ آگئی تھیں (جلد العیون جلد ۱ ص ۲۷۵)

ایک منصف مزاج مورخ جب آپ کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈالتا ہے
تو یوں لکھتا ہے۔ کتب سیر الشرب، صلح کل، دستوں کا دوست، دشمنوں کیلئے
شیفیق امن پسند، صلح جو، اسیا اپنے حال میں مست رہنے والا عظیم انسان ہے۔ وہ دینی
جنگوں سے بے نیل، خود بھی امن پسند، سے تندرستی گزرنے کا خیال محدود مردوں کو بھی امن
پسند رہتا دیکھنا چاہتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ تمام زندگی اپنے آپ کو سیدنا علیؑ کی ہلمیوں سے
ہم آہنگ نہ کر سکے۔ سیدنا ذوالنورینؑ کے معصود ہونے کے وقت آپ
نے اپنے والد کو کہا۔ ابا جان آپ مدینہ سے باہر چل جائیے۔ وہ نہ جاسکتا ہے کہ
قبل عثمانؓ کے حرم میں آپ کو بھی شامل سمجھا جائے۔ سیدنا علیؑ نے جب
قاتلین عثمانؓ کی بیعت قبول فوای تب بھی سیدنا حسنؑ اپنے گزشتہ وہ سیدنا
سے متفق نہ تھے۔ اور جب سیدنا علیؑ شہید ہوئے۔ چھڑ کر کوہ دار الحکومت
بنائے کا ارادہ فوایا۔ تو آپ اس وقت بھی آڑے آئے۔ بلکہ سیدنا علیؑ کے مدینہ
چھڑنے کے چند روز بعد مدینہ سے رخصت ہوئے۔

مگر غور کریں اس ۳۵ سال کی عمر میں اس
کو مدعا رکھنا

یادیں سیر میں لے آپ کے وفات کو بھی ایک مقدمہ بنا دیا ہے۔ شیعہ کہتے ہیں۔
کہ آپ کو آپ کی زوجہ حبیبہ بنت ابی سفیان نے سیدنا امیر معاویہؓ کے ہاتھ

سے نہر دیکر ہلاک کیا تھا تاریخ کا عظیم ترین کذب !
 میر محلویہ خوب جانتے تھے کہ سیدنا حسنؑ فرج و جود و سخاوت زندہ الماں کے
 سامنے ایک دیوا ہے۔ جب حسنؑ رخصت ہوئے تو لکھا اس دیوار میں رخصتہ پڑا۔
 امیر المومنینؑ میر محلویہ کس طرح آپ کو نہر دلا کر ایک گھنٹہ کا دروازہ کھولنا چاہتے
 تھے۔ اللہ پھر سید صالحؑ کو اپنے بھائی کے ہر سال دمشق کا سفر کرتے اور واپس بیٹوں
 قیام کرتے تھے۔ حال کیوں نہر نہیں دیا گیا۔ اور اگر جمعہ نے ہی نہر دیا تھا۔ تو وہ حبشہ
 بن ہیرو تھا جو آپ کا چچا بھی نہ اور نہ بیوی تھا جس کا باپ ہیریو موزی زحواں پوری کا سرفراز
 تھا۔ اور سیدنا علیؑ کے نام بناد دو بخلت میں غلامان کا گھنٹہ تھا۔ سیدنا حسنؑ کے
 سیدنا محلیہ کے ساتھ ہجرت کرنے کے بعد جمعہ کی گودری ہائی رہی۔ اس نے اس برف
 کی وجہ سے نہر دیا ہوگا۔ اللہ یہ بات اس نے بھی قرین قیاس سے کہ قاتلین عثمانؓ مذہب
 سیدنا علیؑ کے پیغم تھے۔ سیدنا حسنؑ کے قلم صلح سے دل پر مشتبہ اور نہیہ
 جو کہ آپ کو غل المومنین کہنے، آپ پر عہدہ کند ہو کر غی کہنے آپ کے کندھے سے چاند
 اور نیچے سے جلنے ناز گیسٹے سے بھی بانہ رہے۔

اوں تو نہر لڑائی کی داستان ہی دہائی ہے چونکہ ۳۱۰ ہجری تک کی
 کسی کتاب میں بہر قاتلہ نہیں۔ سب سے پہلے یہ ابام سعودی متوفی ۲۳۶
 کو ہمد گمراہ نے بھی میں غلطی میں اس کا ذکر کیا۔ کسی راوی کا نام نہیں۔ کوئی سند
 نہیں کوئی حوالہ نہیں بلکہ کہا جاتا ہے کہ کلمات سے نہر غوثی کی یہ داستان تلاش
 ہر پھر یہ تھا اس داستان دہائی کے ہل دہنکے شروع ہو گئے۔

سیدنا حسنؑ کی وفات کے متعلق

۱) تاریخ اقبیس میں ہے ہر فرس ائین درجین یثا) چلیں روز بیمارہ کر
 لت ہوئے (جلد ۲ صفحہ ۳۶۶)

۲) دہری مدت طالت ۲۰۲ بیان کرتا ہے۔ وہ نیا بیٹس کا عارضہ بیان

کرتا ہے۔ جلد ۱ صفحہ ۶۶

۱۳ مشہور شیعہ مؤرخ ابو مناب احمد بن علی بن حسین متوفی ۸۳۸ ہجری
 لکھتا ہے کہ فقی علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امامہ الطالب فی تفسیر)
 آل ابی طالب صفحہ ۴۶ سطر چل سیدنا حسنؑ ہاں ہی بعد چارہ کہلات
 ہوئے۔

۱۴ الاصلہ میں ہے۔ فلما مات (الحسن) وودا برید بموتہ علی
 محلوتہ فقال یا مجتبا عن الحسن مشرب مشربۃ من غسل
 بحمدہ ودمۃ ففحصہ عقبہ (جندل موعا ستجواب صفحہ ۴، ۳ سطر)
 جب سیدنا حسنؑ کی وفات ہوئی تو قاصد نے سیدنا معاویہؓ کو ان
 الفاظ میں خبر پہنچائی۔

بڑی تھرائی کی بات ہے کہ سیدنا حسنؑ نے پیڑ و مہکے پانی میں
 مشہرہ ملا کر پیا اور انتقال کر گئے۔

۱۵ مشہور مشرقی محقق علامہ من کتاب ہے حرم کی زندگی بسر کرنے سے لاغر
 ہو گئے۔

۱۶ دائرة المعارف: سہیمیک عربی نسخہ میں جو انتشارات ہیں تھران
 نے شائع کیا ہے۔ اس میں یہ کلمات ہیں۔

وتوفی الحسن فی المسینہ بنات السقیہ و لعل افراطہ
 فی الملذات ہوالدی عجل بمینہ۔

(صفحہ ۴ سطر ۱۲ کالم)

سیدنا حسنؑ عینہ میں پھیپھڑوں کی مرض سے یا کثرت ہمار سے
 فوت ہوئے۔

۱۷ مشہور محقق لایہ ایم لفائد سن کتاب ہے۔
 سیدنا حسنؑ کی وفات بہ۔

During his period of tarentment in Medina, there is little of actual achievement to relate. Muawiya paid his expenses and he continued his dissipation, the consequence of which he is said to have died of tuberculosis when he was about forty-five of age. Sh

SH1, THE RELIGION PAGE 74 VOLVI, AY
M. DONOLDSON

(سیدنا حسینؑ مدینہ میں طائر نشینی کے دوران کم کامیابی حاصل کی گئی تھی۔ جسے بیان کیا جس کے سیدنا معاویہؓ کے اخراجات ادا کرنے سے تھے۔ سیدنا حسینؑ نے اپنی عیاشی جاری رکھی جس کے نتیجہ میں ان کے منسلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ تپ بوق سے ۴۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔
(Dissipation کے انگلیش مترادفات)۔

SCATTERING, WASTEFUL, WORTHLESS LIVING

اردو میں بن کے معنی، پھیلاؤ، انتشار، پراگندگی، اسراف، فطول غریبی پریشان طبعی، پگندہ دل، عیاشی، اوباشی، بد چینی وغیرہ کے ہیں۔

(۸) دائرة المعارف شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی میں مرقوم ہے۔
الاصحاب اور اخبار الفطول کے مطابق حسن کی موت تبرکاتیں بلکہ کسی اور بدلت سے ہوئی۔ (زبدۂ نقول حسن بن علی ص ۲۵۵ کالم ۱ سطر ۲۸ تا ۳۰) میں کہتا ہوں۔

سیدنا حسینؑ کی وفات کے متعلق یہ چند اقوال آپؑ کی نظروں سے گزرے ہیں۔ بن سب کے پس منظر کی بن ان شیعہ تالیفات کی صدائے بازگشت ہے جو ان لوگوں نے اپنے مزومہ آئمہ سے ہمارے کہیں سیدنا حسینؑ عالم اسلام کے ایک جمیل القند حسن! سلام تھے۔ سیدنا معاویہؓ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کے بعد گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ ہمیں میں اپنی والدہ کے دودھ سے لڑ رہے تھے۔ چنانچہ سیدنا حسینؑ آپؑ سے کم بخت ایک مل چھوٹے تھے۔

مگر طوعلات چندال خوش گمانہ تھے ہر بخش سنبھلا۔ تو والدہ چل نکلیں جوانی
 کے چند دن انکسے گزے مگر محبوب سر سیتہ فوالقہ ترین کی شہادت نے
 ان کے دل پر بڑا اثر کیا اس کے بعد مدینہ سے کوفہ کا سفر جیل و صفین کے معرکے
 سیتنا علی کی شہادت، ساقیوں کی بے وفائیاں، ان سب کے ساتھ کثرت
 ادواہ کی روایات اگر صحیح ہیں تو صحت پر اثر لائی ہے، ان سب طوعلات نے آپ
 کے قلب صافی پر اثر کیا کہ آپ کی صحت پر بڑا اثر لایا۔ آپ کی جہانی کمزوری کو کسی نے
 کثرت جہان کی وجہ سمجھا کسی نے آپ کی گونا گونا گویاں کسی نے نیا بیٹس کہا، ادواہ پاران
 طریقت نے زہر خوانی کہہ کر اپنے بغض باطن کا ثبوت دیا۔
 اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ طویل عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد عام حقیقی
 کو مدد ملے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْبَشَرُ كَلَّا جَعَلْتَنِي

سیدنا حسین

سیتنا حسنی کی ولادت کے متعلق یہ بات پایہ تحقیق تک پہنچ گئی کہ آپ
 حورہ خیبر کے بعد مدینہ بھری کے آخیا، بھری کے شروع میں پیدا ہوئے تھے۔ تو
 لاہلہ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ حسین کی ولادت ۸ بھری کے آخیا، بھری کے شروع
 میں ہوئی، حقائق کے مقابل میں انکل پور نکات کی تشبیہ و تلمیح بے معنی سی
 باتیں ہیں، یہ بعد مسلمات کا دہرہ کہتی ہے کہ سیتنا ہاس علیہن صلوات اللہ علیہم
 کہہ کر فتح مکہ کے بعد مدینہ طرف لائے تھے خوش عید کی آمد تلاش غنی کی بنا پر یہ
 کہہ دیا جائے کہ آپ فتح مکہ سے بہت پہلے اسلام لائے تھے۔ تو اس کا حقیقت سے
 دھکا داسطہ بھی نہیں بہتہ فتح مکہ سے چند روز پہلے تسلیم کر لیا جائے کہ اس کے خواہ
 ابتر بل سکتے ہیں۔

مگر آپ کی زوجہ سیدہ ام الفضلؓ کا مدینہ میں پہنچنا فتح مکہ سے پہلے کسی صحت

میں صبح نہیں۔ یہی سیدہ ام الفضلؓ سیتہ حسینؓ کی دایہ تھیں۔ چنانچہ سیدہ
 ام الفضلؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے صلیت کو ایک بہت بڑا خوب دیکھا ہے اور اس
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلیت کرنے پر عرض کیا کہ آپ کے جسم کا
 ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں ڈالا گیا۔

اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر رونا لگا کر کہہ دیا
 خوب بہت اچھا ہے۔ قاطرہ کے یہاں لڑکا ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے یہاں تو وہ
 میری گود میں رہے گا۔ چنانچہ جب (سیدہ) قاطرہ کے ہاں حضرت حسینؓ پیدا
 ہوئے تو آپ کی بتائی ہوئی تعبیر کے مطابق وہ میری گود میں ٹالیا (مٹکوتا ہوا)۔
 صفحہ ۷۲ مطبوعات ابی سعد جلد ۷ ص ۱۵۹

سیدہ ام عیسیٰؓ اور سیدہ ام الفضلؓ کی ان روایات نے حضرت حسینؓ
 کی ولادت کی صحیح تاریخ کا حقدار مل کر دیا ہے، سیرت و تراجم کی کتب کا طور مطالعہ
 کرنے سے یہ نتائج میں کی زندگی کے کچھ حصہ سامنے آتے ہیں۔

چہارم دور | حضور عالم الصومین کی زندگی کا دورہ آپ نے انسانی تین سال پہلے
 شفیق اللہ صمیم اللہ صاپنی والدہ کی گود میں کھینچے گئے۔

دوسرا دور | سیدہ قاطرہ کی وفات کے بعد سیدہ ام مہر بنت سیدہ زینب بنت
 رسول اللہؐ نے آپ کی قربت کی تلاش کی ایک رشتہ سے آپ کی خالہ زاد اور
 دوسرے رشتہ سے سوتیلی والدہ تھیں۔ سیدہ ام مہرؓ کے سینہ میں آپ نے سیدہ قاطرہ
 کی وصیت کے مطابق نکاح کیا تھا۔

تیسرا دور | خلافت راشدین، حضرت صدیق اکبرؓ، اموی، ظلم اللہ سیتہ زینب بنت
 علیؓ کی خلافت کا دورہ جس میں دونوں بھائی خولسان کے جہاد میں شامل ہوئے۔
 اور سیتہ محمدؓ بن مسعودؓ کی ماری میں افریقہ کے جہاد میں شامل ہوئے۔ افریقہ
 کے جہاد میں آپ کے علاوہ سیتہ بن زبیرؓ، سیتہ بن عمرؓ، سیتہ فضل بن

جہاں ہی مثل تھے

چوتھا دور سینا مسلحی کی نام نہاد خلافت کا دور جس میں آپ اپنے گریہ
قدوس کی مشکلات میں ہمارے کے شریک رہے۔

پانچواں دور سینا معاویہ کی خلافت کا دور جس میں آپ کو خلافت اور خلافت
کے دور پر حساب مل گیا۔ سینا حسن بن علی کے سینا معاویہ
کے اہل بیعت خلافت کے بعد آپ کو کوفہ نے پہلا شروع کر دیا تو آپ نے فرمایا ہم
بیعت کر چکے ہیں۔ اہل قول سے چکے ہیں۔ اس بیعت کوئی نہیں جاسکتا۔
(املاطون مدد جلد ۲ صفحہ ۱۰۳ (قتل حسین مدد مؤرخین، سطر ۱۰۳))

بعض مقامات میں یہ آتا ہے کہ آپ نے فرمایا معاویہ کی یہ کیا ایک منہ بول
دیکھا جائے گا۔ مگر یہ مذہبیت و جوہر مل کر ہے۔ سینا حسن ۴۰ ہجری میں کوفہ کے دور
بہد قسطنطینہ ۴۰ ہجری میں آپ امیر نیریز کی سالاری میں موجود تھے قسطنطینہ پر سب سے
بڑے محلے میں سینا ابن زبیر سینا ابن جہش، سینا ابن عمر سینا ابو ایوب القدری،
اور متعدد دھند کی جہات کو بدلتی رہے

چھٹا دور سینا امیر معاویہ کے بعد امیر نیریز علی بن ابی طالب بنے اور سینا حسین مدینہ
کے گریہ کی جیسے کہ کہ کوفہ کی حالت جو کہ میں صبح میں بیت
کروں گا۔ گمراہی کو مدینہ سے فارم کر کے چلے گئے تھے کہ اپنے تو گئے طہور طہور مدینہ پہنچے
اصحابی معنی ۲۵۱ ہجری کی بانی تھے۔

لے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لول جیش من استقر لغزو من مدینہ

قیصر مغلوہ لہم (بخاری) باب قیل فی قتال الروم

خود صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے جو لوگ سب سے پہلے امیر
کے پہلے وقت میں چلے گئے وہ مغرور ہیں اس لشکر کو امیر نیریز بن امیر معاویہ تھا۔

۵۱ سی میں نے ہر وہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یزید بن معاویہ
علیہم السلام بار خیر الروم (بخاری) پانچواں باب معاویہ بنی امیہ (۱۰۴) میں لکھا ہے
کے صحابی ابی ایوب بن مسعود نے فرمایا کہ اہل بیت بن معاویہ بن ابی ایوب بن مسعود

لما بلغ اهل الكوفة من ذل الحسين مكة وانه لم يبايع لم يزيد
وقد اليه وفد منهم عليهم ابو عبد الله الجعفی و
كتب اليه شيت بن جعفی وسمان بن صرد والمسيب
ابن بحیه ووجوه اهل الكوفة يدعونه الى بيعته
وخلع يزيد . اتفاقا الطالبين ص ۹۵ آخری سطور و ص ۹۶ پہلی سطر
کوہ کا وفد میں حسین کے پاس پہنچا . انہوں نے يزيد کی بیعت توڑ دی مگر ابو
عبد اللہ وفد کا قائد تھا۔ اور یہ وفد شیت بن جعفی ، سیمان بن صرد اور مسیب
نے بھیجا تھا۔ اراکین وفد نے کہا کہ ہم نے يزيد کی بیعت توڑ دی ہے۔ اور آپ
کو اپنی بیعت کے لئے بلایا۔

یعنی کوہ کے لوگ میرا يزيد کی بیعت کے چکے تھے اور اب بیعت توڑ کر
سیدنا حسین کو بلا رہے ہیں۔ اسی معاملہ کو کیا سیدنا حسین نے بھی يزيد کی بیعت
کو چکے تھے یا نہیں۔

(۱) ۵۱، ۵۲، ۵۳ ہجری میں امیر زید امیر الجعفی اور سیدنا حسین بن علی کے لوگوں
یقیناً امیر زید کے ساتھ خانہ میں لو اکرتے رہے ہوتے۔
(۲) تمام شورشیں اس بات پر متفق ہیں کہ حدیث مغرورہ کے مصداق لشکر میں
جہاں سیدنا ابوالجہب انصاریؓ، سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ، سیدنا عبد اللہ
بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ موجود تھے۔ ان کے ساتھ سیدنا حسینؓ
بھی موجود تھے۔

(۳) سیدنا حسینؓ سیدنا حسنؓ کی بیعت میں تھے جب سیدنا حسنؓ نے امیر المومنین امیر
معاویہؓ کی بیعت کی تو اس کا مطلب واضح ہو چکا کہ سیدنا حسنؓ
کے ساتھ پر بیعت کرنے والے تمام لوگوں نے بلاواسطہ امیر المومنین امیر معاویہؓ
کے ہاتھ پر بیعت کر لی چنانچہ یزیدؓ اس وقت کی تختہ ہے۔

Extract from Spanish Islam

BY: REINHART DOZY

"Posterity-ever prone to wax sentimental over the fate of unsuccessful pretenders, and often unmindful of justice. national peace and horrors of, a civil war that is not checked at the outset-has regarded HUSAIN as the victim of an atrocious crime. Persian fanaticism has completed the picture: It has delineated a saint, in the place of a more adventurer carried to destruction by strange mental aberration and almost insane ambition. The great majority of his contemporaries viewed HUSAIN in a very different light: they looked upon him as a man farsown and guilty of high treason seeing that he had taken an oath of fealty to YASID IN MUAWAYA'S LIFE TIME and could not make good his right or title to the Kilehate"

"English Translation page 47"

انقلاب کا اعلان یہ شمار ہوا جسے کردہ کام معمول کی ناکامیوں پر جذبات سے مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات انصاف کوئی اس کی اندیشی غاصد جنگیوں کے ہونے کی اشدت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جماعت میں نہ روک دی گئی ہوں، یہی کیفیت انقلاب کی حسین کے متعلق ہے، وہاں کو ایک قائلانہ جرم کا کشتہ خیال کرتے ہیں۔ ایرانی شہید مقتصد نے اس تصویر میں خود داخل ہوئے۔ (سیدنا حسینؑ) کو ایک معمولی قسمت آزما کے جان لکھی غور و خوض اور غلط فہمی کے قریب قریب خیر معمولی حب مجاہد کے کارکن طاقت کی جانب تیزی سے مدد دیا ہوا ہوا ہوا اللہ کے واسطے میں پیش کیا ہے۔ ان کے ہم معمول میں اکثر و بیشتر ایک دوسری نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ انہیں جہد شکنی اور بغاوت کا تصور دار خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے (سیدنا) معاویہ کی زندگی میں (امیر) نیوٹن کی وسیع پیمانی کی بیعت کی تھی۔ بعد اپنے حق دہری خلافت کو ثابت نہ کر سکتے تھے۔

یہ تبصرہ ایک غیر جانب دار مستشرق محقق کا ہے جو طاقتات کو اپنی رائے میں بیان کرتا ہے اسے اسلام کے کسی فرقہ سے عقیدت ہے نہ کدست۔

مدینہ میں جب سیدنا امیر معاویہؓ کی وفات اور امیر نیوٹن کی چھٹا دور | بیعت کی خبر پہنچی تو کہ نہ مدینہ نے اشراف مدینہ کو امیر نیوٹن کی بیعت کرنے کے لئے کہا۔ تمام مدینہ نے خوشی سے بیعت کر لی۔ سیدنا حسینؑ مدینہ سے فارغ ہوئے۔ مدینہ کے گورنر نے ان کے اس فعل کو ناجائز و کلام حرکت سمجھ کر نظر نواز کر دیا۔ مگر میں آپ کا قیام چار ماہ اور چند دن رہا۔ نہ حکومت کے کسی کلمہ نے آپ کو مجبور اور ناچار آپ نے مدینہ کے خلاف کلمہ کہا۔ آپ کے قیام مکہ کے دوران کو فیوں کے طرز اور طرز ان کا بدلہ کیا۔ کہہ کر کہ یہ سب کچھ دیکھا۔ بعد نظر نواز کرتا۔ آپ نے دریافت حالات کے لئے کوفہ میں اپنے چچا طلحہ بن حنیف کو بھیجا۔ وہاں سے جڑی واصلہ اور حبیب بن ابی اسحاق آپ نے کوفہ کے سفر کا ارادہ پختہ کر لیا۔ جب آپ کے اس ارادہ سے امیرین مکہ اور مدنی ملاقات باخبر ہوئے تو ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق

آپ کو روک کے سڑک سے روکا۔ چنانچہ مشہور شیعہ مؤرخ ابو الفرج اصفہانی لکھتا ہے۔
 "وجاء بید بن جند اللہ بن عباس وقد اجمع دایہ علی الخبیث
 (خوف خروجہ) کہ اگر تم علم لوگ اس سے مراد کہتے ہیں،
 وحققہ فجعل ینا مثلاً فی المقام ویضلم علیہ القول فی دم
 اهل الکوفۃ وقال له اللہ تالی قوم قتلتنا انک
 (نفاق کتل پر غم و کجی اس نفاق پر بھی اکثر علماء ائراض کرتے ہیں) ابانک
 وطنعوا اخالک و مالنا هم الا خالفک، فقال له هذا کتبہم ہی
 و هذا کتاب مسمی ہما جتما عقم. فقال له ابن عباس اما اذ اکت لا بید فاعلا
 فلا تخبرج احدا من ذلک ولا حرک ولا فسادک فخلق ان تقتل و هم
 یقتلون ایک کہتا تھا کہ ابن عباس ان کتابوں کو دیکھو (مقاتلہ کا بیان
 صفحہ ۱۰۹ اسطورہ ۱۷۶)

سیدنا محمد بن عباسؓ کو جب سیدنا حسینؓ کے فوج کا علم ہوا تو آپ سیدنا
 حسینؓ کے پاس پہنچے اور ان سے اپنی کولہ کی برائیاں بیان کیں۔ اور کہا۔ ان لوگوں نے
 میرے باپ کو قتل کیا۔ میرے بھائی کو ذلیل کیا۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ تجھے بھی
 ذلیل کریں گے۔ سیدنا حسینؓ نے یہ باتیں سن کر کوفیوں کے خطوط پیش کئے۔ اور
 کوفیوں کی بیعت سے متعلق مسلم کا خط بھی دکھایا۔ سیدنا ابن عباسؓ نے جب
 سیدنا حسینؓ پر اپنی کسی بات کا اثر نہ دیکھا تو پکپکا کر ضرور تم کو فک کے سڑک کا مادہ کہ
 چمکے ہو تو اپنے لئے، اپنی بیویوں اور دیگر عورتوں میں سے کسی کو ہمارے ساتھ لے کر
 ہو کہ تم قتل ہو جاؤ۔ اور قہار سے قتل ہونے کا منظر تمہارا لہجہ دیکھیں۔ جس طرح
 سیدنا عثمانؓ کے قتل کا منظر ان کی عورتوں نے دیکھا تھا۔ عمرؓ سیدنا حسینؓ
 نے انکار کر دیا۔ مگر کئی نصیحت قبول نہ کی۔

ابو الفرج اصفہانی آگے ہیں کہ لکھتا ہے کہ سیدنا ابن عباسؓ نے یہاں تک
 فرمایا کہ خدا کی قسم اگر مجھے یقین ہو جائے کہ تم اپنے اس مادہ سے مکہ جاؤ گے تو میں

تہا کہ پھر نے اہل بل پڑ لیا یہاں تک کہ لوگ جمع ہو کر منظر دیکھتے۔
 مشہور شیعہ مؤرخ طبری، اللہ اعلم کی روایت سے بیان کرتا ہے کہ
 لما خرج الحسين من مكة الى جنتي مكة كذا كروا نہ ہوئے تو
 عمرو بن سعید عامل مکہ نے اپنے بھائی عیسیٰ بن سعید کی معیت میں چند آدمی
 آپ کو روکنے کے لئے بھیجے مگر آپ نہ روکے (البدایہ والنہایہ طبری
 جلد ۶، صفحہ ۲۲۰)

شیخ الصغیر سیدنا محمد بن عثمان نے جو اس وقت ۵۰ سال کے
 ہوئے تھے جب آپ کے سر کدے کے متعلق ۵۰ قادیان دن کا سفر کر کے راستہ میں
 سیدنا حسین سے جا ملے اور روکنے کی کوشش کی۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۶، صفحہ ۱۶۰)
 سیدنا محمد بن جعفر، جو سیدنا حسین کے بہنوئی یعنی سیدہ زینب کے شوہر تھے
 انہوں نے روکنے کی کوشش کی مگر جب آپ نہ مانے تو انہوں نے سیدہ زینب کو طلاق
 دے دی۔ اور پھر کمالی الزبیدی بن سے چھین لیا۔ (مہرۃ اللغات بن جعفر ۲۳۰ ج ۲، صفحہ ۱۸۱)
 ۱۸۱ء کے ۱۰ ذوالحجہ کو تعلیم کے مقام پر جب آپ کو قتل مسلم کی خبر ملی تو آپ نے
 اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔

سیدنا حسین اور امیر یزید اس مقدمہ کے فریق ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا حسین
 نے مدینہ میں طلاق امیر یزید کے متعلق یا مکہ میں چار ماہ قیام کے بعد کسی موقع پر ہی
 امیر یزید کی کسی بد اعمالی یا بد کرداری کا ذکر نہیں فرمایا۔ اگر سیدنا حسین کی نظروں میں امیر
 یزید بد کردار ہوتے تو اس تقویر سے ہی ہم پر کیسی غلامی پہنچاتی ہے کہ آپ اپنے موقف
 سے رجوع فرمائے گا قصود یک فرحتے، فریقین یعنی شیعہ سنی تمام مہلت کتب میں اس
 کا ذکر ہو رہا ہے کہ آپ نے شیعہ کے مقام پر سیدنا مسلم کے قتل کی خبر سن کر اپنے
 موقف سے رجوع فرمایا تھا۔

آپ کا اپنے موقف سے رجوع فرمنا آپ کی پاکیزگی، یک نفسی اور روح و قلب کی پاکیزگی کا
 جتنا جانتا ثبوت ہے آپ کو معلوم ہو چکا تھا کہ یزید غلام بنی برصفت نہیں بلکہ

نے امیر خدیجہ کی کسی بدکرداری کی وجہ سے یہ اقدام کیا ہوتا تو قطعاً اپنے موقف سے رجوع نہ فرماتے۔ کوئیوں کے جہد و پیمان سے شائر جو کہ آپ نے یہ اقدام کیا مگر جب ان کی بیوقوفی کا یقین ہو گیا تو آپ نے اپنے موقف سے رجوع فرمایا۔ فریقین کی تمام کتب آپ کے موقف سے رجوع کے متعلق شلہ میں چارچہ مشہور شیعہ مجتہد تھو باقر مجلسی لکھتا ہے۔

(۱) آپ مسلم کے قتل کی خبر سن کر متوجہ اولاد عقیل ہوئے، انہوں نے کہا: خدا سو گند ہم واپس نہ جائیں گے، جب تک ان شقیاء سے عوض حضرت مسلم کا نہ لیں۔
(مجلد العین جلد ۱ صفحہ ۲۶۲-۲۶۳)

(۲) ثول عمدہ الطالب لکھتا ہے۔

واقصل بہ خبر قتل مسلم بن عقیل فی الطريق
(آجکے) راستے میں جب مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر ملی

فامادوا الرجوع فاستنزع بنو عقیل من ذالک
تو آپ نے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ پس عقیل کی اولاد مانع
فصارا حلق قارب الکوفة (عمدہ الطالب صفحہ ۱۰۱، سطر ۱۲۴)
ہوئی اور آگے چل پڑے، یہاں تک کہ کوڑے کے قریب پہنچ گئے۔
مشہور شیعہ مؤرخ ابوالفرج اصفہانی لکھتا ہے۔

(۳)

فاسترجع الحسین فقال له بنو عقیل لا ترجع والله
ابدا او تدرک شادنا او نقتل باجمعنا۔

(مقتل الطالبین ص ۱۵۰ سطر ۱۱)

سیدنا حسین نے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ مگر اولاد عقیل نے کہا کہ خدا
کی قسم ہم واپس نہیں ہوں گے یا اپنے مقصد میں کامیاب ہوں
گے یا ہم سب قتل ہو جائیں گے۔

(۴) ابوالفرج اصفہانی سیدنا حسین کے رجوع پر ایک باب بنا دیتا ہے۔

(رجوع الحدیث الی مقتلہ صلوة اللہ علیہ) (و جہاں عمر بن سعد (لعنة اللہ علیہ)
 لکھا تھا: "ماذا تريدني مني؟" الی غیر کم نکلتا ہوں ان ترکوں کو الحق دینے پر) اور
 ارجع من حيث جئت اور امضی الی بعض تغیر المسلمین (مقابل الظالمین
 من غیرہ)

(سیدنا حسینؑ، عمر بن سعدؑ اس کے بعد یہ ملعون ٹولہ امیر عمر بن
 سعد جو سیدنا حسینؑ کے رشتہ میں نانا تھے لعنة اللہ کا کلمہ لکھتا ہے) سے
 مخاطب ہوئے اور پوچھا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں تمہیں اختیار دیتا ہوں۔
 یہ کہ مجھے چھوڑ دو تاکہ میں یزید کے پاس چلا جاؤں یا مجھے واپس جانے دو یا مسلمانوں
 کی بعض سرحدات کی طرف نکل جائے۔ اور اسی قسم کے الفاظ مشہور شیعہ مؤرخ
 مولا سپہر کاشانی لکھتا ہے۔

(۴) حسینؑ بجانب قتلیمان عقیلؑ ٹکرائیں خود
 وہ فرمودہ مسلمؑ گذشتہ، انکوں نے پست
 گفتہ اور اللہ چند کہ تو انیم وہ صب خون
 اور کوشیم یا (انسان شریعت کہ تو شیعہ بنیم
 اُن حضرت مرید ہیں ایشان تن آسانی دستگانی
 نیست (تاریخ الخواریؑ کتاب دوم جلد ۶ ص ۶۸)

۶۸. مہجورہ ایران

(سیدنا حسینؑ، سیدنا عقیلؑ کے بیٹوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا
 مسلم تو قتل ہو گیا۔ اب کہا ما کیا ضرور ہے۔ انہوں نے جواب دیا خدا
 کی قسم ہم سے تو ہو سکا کریں گے۔ اور مسلم کے قتل کا قصاص لینے کی
 کوشش کریں گے۔ مدیا ہم بھی اپنی جہنمی قرآن کریم کے سیدنا حسینؑ
 نے فرمایا ان کے بعد زندگی بے کار ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عقیلؑ کے بیٹے نہایت ہی

عاقبت ناندیشی تھے۔ اور انہوں نے اپنی عاقبت ناندیشی کی وجہ سے سیدنا
 حسینؑ کو پہنچے توقف سے رجوع کرنے پر عمل نہ کرنے دیا۔ گویا اعلیٰ سے آگے
 کا سفر اولاد عقیل کی خوشنودی کی وجہ سے ہوا۔ سیدنا حسینؑ کے یہ کلمات کہ
 ان کے بعد زندگی بیکار ہے۔ اس بات پر ولایت کرتے ہیں، کہ آپ کے سامنے
 کوئی تعمیری پروگرام نہ تھا۔ بلکہ سراسر ایک جلد بانی قسم کا خیال تھا۔ جب اولاد عقیل
 پہنچے عاقبت ناندیشانہ توقف پر ٹٹ گئے تو سیدنا حسینؑ کو مجلس ان کی دہلوانی کے
 لئے پانے واپسی کے ارادہ پر عمل کرنے کا موقع نہ ملا۔

مشہور شیعہ عقیدہ مولا باقرؑ مجلس نے آپ کے رجوع کے متعلق مختلف انداز میں
 متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لئے جلال العیون اردو جلد اول صفحہ نمبر ۲۹
 سطر ۱۲-۱۵، صفحہ نمبر ۲۹ سطر ۲۰-۲۲ دیکھئے۔

حادثہ کربلا کی جو داستان اس وقت دوسرائی جارہی ہے اس کا خالق مشہور
 ہوسے منسل کتاب جو مختلف متونی میں جاری ہے۔ جو عقیل کی عاقبت ناندیشی کے
 جنہات کے باوجود آپ نے کوہِ کارِ راستہ چھوڑ کر دمشق کا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ
 مشہور شیعہ مورخ طبری لکھتا ہے۔

(۱) حسینؑ نے از قعد القرامہ شام کا راستہ اختیار کر لیا تھا۔

(تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ نمبر ۲۲)

(۲) مناسبہ کا شانی لکھتا ہے۔ سیدنا حسینؑ از طریق طبریا و قلاسیرہ راہ
 بحر دینند۔ یہاں پہنچ لڑائی شد۔

(اندرج التواریخ جلد ۶ کتاب دوم ص ۲۲۲)



۱۔ حرم آپ کربلا پہنچے۔ مگر پہلے ہی آپ کے ہوا تھا۔ سیدنا عمر بن سعد
ابن وقاص جو شہر میں سیدنا حسینؑ کے ملاقاتی تھے۔ وہ بھی کربلا پہنچ گئے۔ سیدنا
حسینؑ نے سیدنا عمرؓ کے سامنے تین شرطیں پیش کیں۔ چنانچہ مشہور فیہ
عالم شریف الرضی التوفی ۲۳۶ ہجری لکھتا ہے۔

ماوی انہ علیہ السلام قال	روایت ہے کہ امام حسینؑ علیہ السلام نے
بعمر بن سعد اختاروا منی	عمر بن سعد کے سامنے تین چیزیں رکھیں
لما رجعوا الى المكان الغلب	میں جہاں سے آیا ہوں وہاں لوٹ جاؤں۔
اقلت منه اذان اضعیدی فیہ	دوسرے یہ کہ میں ید کے ساتھ میں اپنا اذان
مینید فہو ابن عقیل یسیر	لے دوں (یعنی اس کی ہیبت کٹوں)۔ وہ
فی رایہ واما اسیر الی التفر	میرے چچا کا رقبہ ہے وہ میرے متعلق اپنی
لشقا السایون فاکون مہجلا من	رائے خود کا تم کہے گا میرے یہ کہ کسی سرور
احمد (کتاب اثنی عشری)	پر وہ ہائیں و طہاں کا باشندہ بن جائے۔

سیدنا حسینؑ کی ان تینوں شرائط سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب کو میرزید
کے کردار کے متعلق کوئی شکایت نہ تھی۔

طرف مرتضیٰ ان اضع ید یزید کا مترادف نہیں۔
بلکہ الامامة والسياسة ابن مشير ۲/۲۰۰، طبرک ۲/۲۰۰، البسایة
والنہایة ۱/۱۰۰، اصحابہ ۲/۲۰۰، شارح معنی مشق ابن عساکر ۲/۲۰۰، ۳/۲۰۰
میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

سیدنا حسینؑ کی ان تینوں شرائط کے پہلے موقف سے بعد کے متعلق
ایک جواد کو دلچسپ اعتراض جب البہار معونی نے اپنی تالیف مغنی میں کیا۔ کہیں
جناب نے تسلیم کر کے پہلے بھائی کی اپنی اور پہلے کعبہ کی جان کیوں نہ بچائی۔
جب البہار معنی کا یہ اعتراض ابو جعفر موسیٰ نے اپنی تالیف تفسیر ثانی
صفحہ ۲۱۱ میں اذکار میں بیان کیا ہے۔

ثم لما عرف عليه ابن
 زهاد الامان فان يباع بيته
 كيف لم يتعجب حقنا الله
 و بما هو من محب من اهل
 وشيعة و حوالية و لمرافق
 بيده الى التهلكة و بيهت
 هذه الخوف سلع اعرف
 الاسباب معاوية فكيف جمع
 بين فعلها

جب ابن زياد نے (حضرت) حسینؑ
 کو اس شرط پر امان دے دی کہ پریدگی
 بیعت کریں تو حسینؑ نے استعجال
 کو نہ کیا اپنی اولیہ اپنے متعلقین کی جانوں کو
 بچا لیتے۔ انہوں نے ترک قیام کر کے ان
 جانوں کو ہلاکت میں کیوں ڈالا۔ حالانکہ
 ان کے بھائی حسنؑ نے ہلا خوف جان بکشت
 (امیر) معاویہؓ کے سپرد کر دی تھی انہوں
 بھائیوں کے فعل کو کس طرح جمع کر سکتے

ہیں۔

شرف مرتضیٰ ابو جعفر موسیٰ نے عبد البہار مقرر کیا یہ اقراض نقل کر کے

اس کا جواب ان الفاظ میں دیا ہے
 لما دلت السبيل الى الحدود
 و الى تحول الكوفة
 منك طريق الشام سائرا
 مخويزين من معاوية
 لعنه عليه السلام بان
 علي بن ابي طالب من ابن
 زياد و اصحابه فصار عليه
 السلام حتى قدم عليه بنو
 بن سعد اختاروا مني اما
 الرجوع الى المكان الذي
 البليت منه اذ ان اضع يدي

جب آں جناب نے، دیکھا کہ مدینہ کو
 رستے کا کوئی طریق نہیں ہے اور نہ کوئی
 داخل ہونے کی کوئی صورت ہے تو شام
 کو روانہ ہوئے کہ مدینہ کے پاس جائیں۔
 شہداء میں مصیبت سے نجات ملے جو ابن
 زیاد اور اس کے ساتھیوں سے ہو رہی
 تھی آپؑ روانہ ہوئے تو مسرور ہوئے
 حضورؐ حکیم ملے کہ سامنے آگیا جیسا کہ
 ذکر ہو چکا ہے۔ اس نے یہ کیے کہا جاسکتا
 ہے کہ آنجناب نے اپنی اولیہ ساتھیوں
 کی جان ہلاکت میں ڈالی حالانکہ یہ ہدایت

علیٰ بدبذیہ فصلان
 حتیٰ لیلاف مایہ اما
 ان یسیر ذلک ابی ثمر
 من ثمر المسلمین یفلون
 رجلا من اهلک
 مالہ و علی ما علیہ
 مرجو ہے کہ آنجناب نے اپنا سوا کو کہا کہ
 یمن میں سے ایک صوبہ قبیلہ کہہ یا تو
 مجھے مدینہ واپس جانے دو یا یثرب کے
 پاس جانے دو کہ میں اپنا تھا اس کے
 اقربین دیدوں گا وہ میرے چا کا بیٹا ہے۔
 وہ میرے حق میں جو رائے قائم کرے۔ سو کہے
 یا اسلامی صوبوں کی طرف جانے دو میں مسلمانوں
 سے بل کر جہاد کروں گا۔ اور ان کے ساتھ
 فتح نقصان میں شریک ہوں گا۔

اس روایت کا صاف اور صحیح مطلب یہ ہے کہ ستین مہینہ کے ساتھ میر
 بنید کی کوئی ہنگامہ نہ تھی جس وجہ سے آپ نے یہ اقدام فرمایا تھا۔ بلکہ آپ کا یہاں مقصد
 حصول خلافت کے لئے تھا جس کو آپ اپنا حق سمجھتے تھے۔
 دوسرے امیر بنو ہاشم کے ہرگز ہونے کی صورت میں سیدنا حسینؑ کا ان واضح یہی
 فی الواقعہ یہاں واضح یہی علی بن ابی طالبؑ فرمایا

اس قصہ سے بھی ہم پر لفظ طاری ہو جاتا
 یہ تو ستین مہینہ فاسلہ نہت رسول اللہؐ ہے کسی عام قریشی کے
 متعلق ہی ایسا قصہ نہیں کیا جاسکتا۔ کہ وہ کسی بڑے حکمران کی بیعت کے
 لئے تیار ہو جاتا۔ مشہور شیعہ مؤرخ بشیر احمد علی کا قتل بھی سن لیں۔

Hussein proposed that the option of three honor-
 able Condition, that he should be allowed to
 return the Madina or be stationed in a front-
 ier Garrison to the against the Turk or safely
 (History of Caravans, Page 25 Lines 15)

(سیدنا حسینؑ نے) کوئی نوع کے کلمہ کے سامنے آمین عزت مند
 مؤثر تین پیش کیں پہلی یہ کہ مجھے عین سادہ پس جانے دیا جائے، دوسری یہ کہ
 مجھے ترکوں کے خلاف (انہی سرحدوں پر جہاد کے لئے جانے دیا جائے۔
 (تیسری یہ کہ) یا مجھے بغاوت یزید کے پاس حاضر ہونے دیا جائے۔
 (۱۵) شرح ہزاس میں صاف طور پر لکھا ہے، مولیٰ الی یزید لا بائعہ میر مجھے
 یزید کے پاس جانے دو کہ میں اس کی بیعت کر لوں۔

گذشتہ سولہ مدنی میں ہم اس نتیجہ پہنچے ہیں کہ سیدنا حسینؑ، امیر یزیدی کی
 دیوبندی کی بیعت کر چکے تھے اس کی مدد میں جہاد کر چکے تھے اس کی مدد
 میں تین بج کر چکے تھے، امیر یزید میر معاویہ سے وکائف اور انعامات
 حاصل کرنے رہے مگر امیر یزید کی بیعت خلافت سے انحراف کے پورے
 کہیں پہنچے اور کہوں کے جانے پر عام کلمہ ہونے لگا جب مسلم بن حقیل کے قتل
 کی خبر ملی تو آپؑ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا یہاں تک کہ کوثر کا دستہ چھوڑ کر
 دمشق کا دستہ اختیار کر لیا اور جب شاپ کر بلا کے مقام پر پہنچے تو امیر مسلم کے
 سامنے تین شرطیں پیش کیں جن میں سے آپؑ کی یہ شرط قبول کر لی گئی کہ مجھے یزید کے
 پاس جانے دیا جائے تاکہ میں اس کے ہاتھ میں لپٹا ہوا دیدوں میرے چاہا
 میں نے وہ جو مناسب سمجھا میرے ساتھ سولہ کہے گا ان حالات کی مدد میں
 میں کوئی مجبوظ الحواس لایا نہ سکتا ہے کہ سرکاری لشکر کے ہاتھوں آپؑ شہید ہوئے۔
 اب سوال یہاں یہ ہے کہ آپؑ کو آخر کس نے شہید کیا بات بالکل واضح ہو چکی
 ہے۔ یعنی جب امیر یزید کو آپؑ کے ہوا آئے تھے آپؑ کے سفر و شوق کا
 یقین ہو گیا تو انہیں ہمارے لشکر آئے لگا کہ اب بلا انتہ پچا مشکل ہے۔ پچا کی طرف
 ایک سری صورت ہے کہ جو مکتوب حضرت کے پاس میں وہ ان سے حاصل
 کئے جائیں مگر حضرت حسینؑ نے مکتوب واپس دینے سے انکار کر دیا وہ لوگ

تعداد میں ششے زیادہ بیان کیے جاتے ہیں۔ ان کے کچھ ساتھی بھی کوڑے پہنچ چکے تھے
 معاملہ چھپتا چھپتی ٹکس پہنچ گیا۔ سیدنا حسینؑ کے ہل بیت میں گنتی کے میں کچھس نوہوں
 تھے کوفیوں نے چند لوات میں انہیں اسطرح جس طرح جلا صلیب کے سرکوں
 میں آتش جنگ بھڑکا کر ہزاروں مسلمانوں کے قتل کا ڈانہ بچایا تھا۔
 سیدنا حسینؑ اللہ ان کے اہلبیت کو شہید کر دیا۔ اس جڑانگ کی آواز جب
 سرکاری نظر کے کانوں میں پہنچی تو وہ دگ بھی پہنچ گئے۔

مگر کھیل ختم ہو چکا تھا۔ کوئی غلاموں نے لوانہ رسول، نسبت جوفالہ فرزند
 علیؑ کا خون بہا کر اس الیتہ حکیم کی سیاد رکھی جو تاقیامت امت مروجہ کے
 ایک جلا گندہ عادیہ ہی گیا۔

گزشتہ سطور میں بیان کیا گیا ہے کہ فروع مقدمہ سیدنا حسینؑ ادا میریہ پڑھتے
 دیکھتا ہے کہ سیدنا حسینؑ کی شہادت کے بعد آپ کے پس ماندگان کس کو مجرم اور
 قاتل قرار دیتے ہیں۔ سرکاری فوجوں کو یا کوفیوں کو، چنانچہ

(۱) سیدنا حسینؑ کا اپنا ارشاد ناخ تومع صفو نمبر ۲۵۴ پر موجود ہے کہ قہدگوں
 نے مجھے قہد ملایا اور قہد ہی یہ سوک کر ہے ہو قہد نہیں میرا ب نہ کرے۔

(۲) قاضی نور اللہ شومتری مجلس المومنین مجلس اقل کے صفو ۲۵۴ پر لکھا ہے کہ کوفیوں
 کا سنی ہونا ظاہر اصل ہے۔

(۳) مقام تہالہ پر سلم کے قتل کی خبر پر فرمایا۔ "قد قتلوا فیعتنا" ہمارے شیعوں

نے ہمیں ذلیل کیا۔ (خلافت العصاب صفو ۴۹)

(۴) ملا ایوب میں ہے کہ تم اور تہا سبے اوپر لعنت اے تہے فطیان
 جفاکدہ" ۱۱

۵ سیدنا علیؑ زین العابدینؑ کو فوجوں کو ظاہر کہ کے فرماتے ہیں تم نے

میرے والد کو بلا یاد ہو کر دیا اور قتل کیا..... تم ہلک ہو گئے۔

(اجتاج طبری طبع پہلان ص ۹۱ سے ترجمہ)

(۶) سیدنا علی (زین العابدین) نے ایک اور مقام پر فرمایا کہنے والے دوتے ہو مگر ہمیں قتل کس نے کیا۔ (ایضاً ص ۱۵۱)

(۷) یہی الفاظ جلد العیون میں موجود ہیں۔

(۸) سیدہ زینب بنت سیدنا علی فرماتی ہیں۔ تم ہمیشہ مذاب میں مبتلا رہو۔
..... کل بنی کو کیا جواب دو گے

”مگر باقر مجلسی نے صفحہ ۵ پر یہ طویل خطبہ نقل کیا ہے۔

(۹) سیدہ فاطمہ بنت سیدنا حسین فرماتی ہیں۔ تم ہمیشہ قذاب میں مبتلا رہو۔
اے کوڑو دلو! اے ہل کر و فریب! تم نے ہمیں کافر سمجھا اور ہمارے قتل کو حلال
جانا (اجتاج طبری ص ۱۵۱ سے مدد کر کے)

(۱۰) سیدہ ام کلثوم بنت سیدنا حسین فرماتی ہیں اے زنان کذہا اے مردوں نے
جسکے مردوں کو قتل کیا اور اہل بیت کو اسیر کیا۔ (جدو العیون)

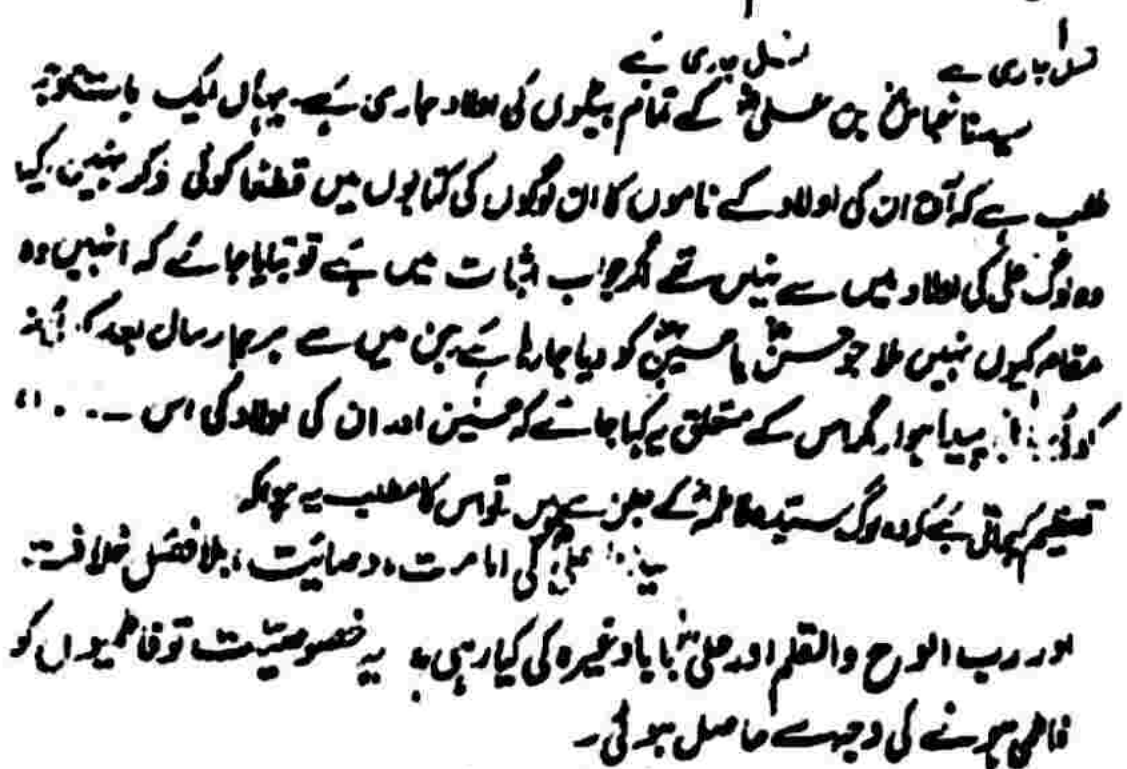
ان تمام تصریحات سے یہ بات پابہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ سیدنا حسین
سے جمع قولیا تھا اور وہ کوفہ کا راستہ چھوڑ کر دمشق کا راستہ اختیار کر کے کربلا کے
مقام پر پہنچ چکے تھے کہ ان کو فتنہ سازوں نے جو کوفہ سے آپ کو ہمراہ لانے تھے۔
اس خوف سے ہلاک کر دیا کہ سیدنا حسین کا امیر زید کے پاس پہنچا رہا ہے
قل احباب سے قبیلوں کی تباہی و بربادی پر منہ بستج ہوگا۔

گویا ان کوڑوں کے ایک متحکم گروہ نے ایک قافلہ کو لوٹ لیا۔ اور اس قافلہ میں
سے جس نے لوگوں سے قافلہ کو بچانے کی کوشش کی وہ قتل ہو گیا۔

سینا فرہ اللہ میں شہید ہو کر تہ الشہداء بن گئے۔
 فرہ مہ میں سینا جعفر از دکھاکر بھی اسلامی پرچم کو سنبھالے رہے۔ لاہور
 طیارہ ہو گئے۔

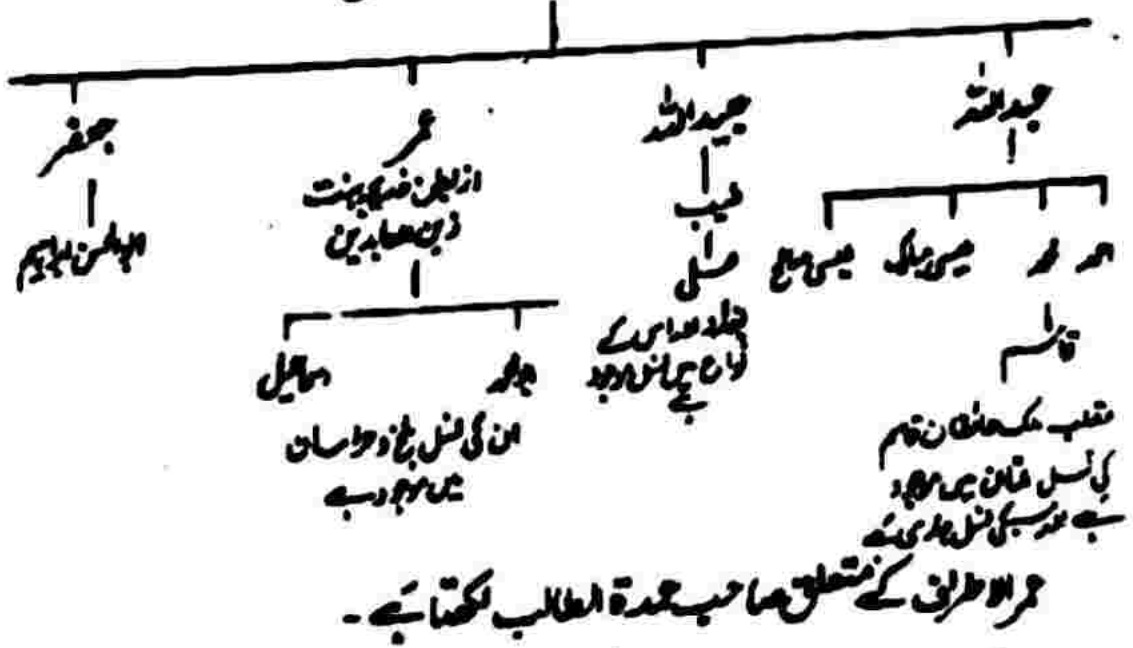
سینا انبیاءِ نہایت شہادت بے رحمی اور شہادت سے سولی پر ہٹا کر تروں
 اللہ بھائیوں کے لچکلی سے شہید ہو کر امام الشہداء ظہرے غفریک کس کس کا
 ذکر کیا جائے۔

سینا نفع اللہ بن کی شہادت حقیقت متعلق سینا حسن کا وہ خوب رہتی دنیا کی
 حیرت انگیز دہلا جاتا ہے گا۔ کہ حضور اکرم جب یہ ان محشر میں اپنے رفیقان خاص حدیثی سے
 ولادہ حق کے ہمراہ کھڑے ہوں گے تو عثمان اپنا کتا ہوا سر اپنی جھیلیوں پر رکھے
 پنہیں گے اور سرے اٹھائے گی۔ یا رسول اللہ میرے قاتلوں سے پوچھیے کہ
 قرقر بن قریظ کے کسی فرہ اللہ نے واقعہ کر کو معمولی سہی اہمیت بھی دی۔ چنانچہ مولا امام
 محمد بن باک ابوحی بن حیدر سے لے کر محمد بن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ فقہ مہمائی میں
 میں کوئی پوری وجود تھا اور فقہ حق میں صاحب الیقینہ میں سے شامل نہ تھا اور جب تبسلا
 فقہ ہوا۔ تو کوئی صاحب عقل لفظ موجود نہ ہوا۔ (مطالعہ ۲) سحر تھا، اگرچہ ماخیزہ میں لکھا ہے۔
 تیسرے فقہ کے وقت صاحب کلام کے وجود سے دنیا لالی ہوئی۔ یعنی ابن قریظ کے مسلمان نے واقعہ
 کر کو انگریزوں کے ہاتھ میں ہی نہیں کیا۔



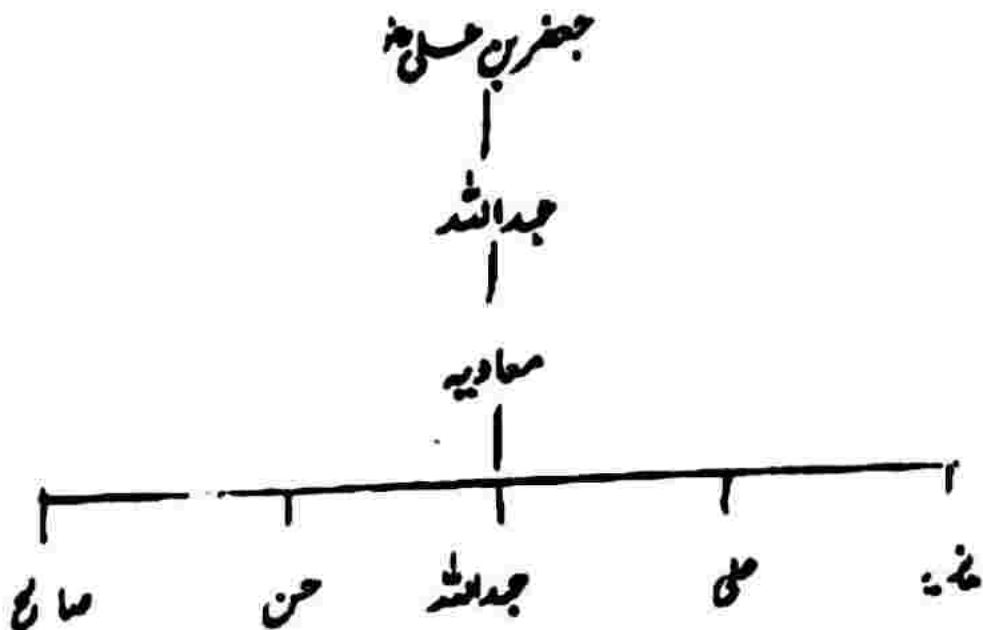
Scanned by CamScanner

عمر الاطراف بن علیؑ



تختلف عمر من انحیہ الحسینؑ والہ ترجمہ عمر اپنے بھائی حسین کے ساتھ کوفہ کے لئے روانہ نہیں ہوا۔ بلکہ حسین نے اسے خروج کے لئے کہا تھا اور جب اسے حسین کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا میں تو ایک محتاط جوان ہوں، اور ان کی محبت سے پرہیز کیا۔ (صفحہ ۲۵، صغیرۃ، ۱۱۱، کلام)

جعفر بن علیؑ بن ابی طالبؑ



عبد اللہ بن معاویہ کان جواد لار سا شاعر دکنہ کان بھی السیرۃ
(مقاتل الطالبین صفحہ ۱۶۰ - ۱۶۱)

عبد اللہ بن معاویہ سنی، شہسوار اور شاعر تھا۔ لیکن حقیقت میں بدفصلت تھا۔

(مقاتل الطالبین صفحہ ۱۶۱، ابن ہشام، مناقب، صفحہ ۱۶۱، ابن ہشام)

عبد اللہ نے امیر المومنین زید بن علی بن ابی طالب کے داماد بن کوفہ میں
فروج کید کو فوج اس وقت عبد اللہ بن عمر مائل تھا۔ فقاتل ابن معاویہ قتلا شہید
عبد اللہ نے سخت جنگ کی۔ (مقاتل الطالبین صفحہ ۱۶۱، صفحہ ۱۶۱) شکست کھائی اور مصافحات
کو ذرا بھر، شہید سے۔ فوج اس انداز میں بنوا پیدا کئے۔ اور اصحاب کو اپنا
مرکزی مقام قرار دیا۔

۱۶۷ء میں خروج کیا ۱۶۹ء میں ابی جعفر منصور کی فوجوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ اور

۱۶۳ء میں مر گیا۔

ان سطور سے بتا صرف یہ مقصود ہے کہ سیتنا جعفر کے پڑوتے کا نام معاویہ
تھا۔ اور پڑوتے کے بیٹے کا نام زید تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دوسری صدی ہجری کے شروع
تک سینا معاویہ زید کے نام پر عدوی جبر کا اپنی اولاد کا نام معاویہ زید رکھتے تھے۔ جو بلاشبہ
نے اپنے خروج کے نادھن کو اصل زید کو شیعہ، علی کو کان اور صالح کو حق کا گورہ بنایا۔
(مقاتل الطالبین صفحہ ۱۶۷، صفحہ ۱۶۷) گویا ۱۶۷ء ہجری میں طالبیوں میں زید پیدا ہوتے
سے۔

محمد بن علی المعروف محمد بن الحنفیہ (۔)

سینا علی کے بیٹے جبرائیل آپ کی تمام اولاد میں سے زید و با صفت اور قوت
و شجاعت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ سینا علی کے شک کے طلبہ و پیرو
کرتے تھے۔ کسی نے "نے پوچھا۔ کیا وہ ہے وہ تبار سے دلدھن محمد حسین کو

جنگ میں نہیں بھیجتے۔ اور آپ کو بھیجتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ حسینؑ ان کی انہیں میں مگر میں ان کے ہاتھ جوں شیعوں کے ایک فرقہ کا عقیدہ ہے کہ علی کے بعد امامت کا مرتبہ ان کو بلا ایک گروہ کہتا ہے کہ حسینؑ کے بعد خلافت ان کو ملی۔ مختار الثقفی جس نے بعد میں خود نبوت کا دعویٰ کیا شروع میں اپنے آپ کو محمد بن الحنفیہ کا مختار بنانا تھا۔ ان کے ایک غلام کا نام کیسان تھا۔ وہ بھی آگے

چل کر ایک فرقہ کا امام کہلایا۔
کیسانہ کہتے ہیں محمد بن الحنفیہ کو وہ دعویٰ پر رخصت ہوا۔ اور لقب قیامت میں امام ہمدی کی صودت میں خودارہوں سمجھے یہ لغویات تو شیعہ دنیا کی پسندوار ہیں۔ سیدنا محمد بن الحنفیہ نے نہ زندگی میں اس قسم کا دعویٰ کیا نہ وہ ایسی لغویات کے قائل تھے۔

شیخ مؤرخ مصنف عمدة الطالب فی مناقب آل ابی طالب اپنی اسی تالیف میں لکھتا ہے محمد بن علیؑ علم و زہد و عبادت و شجاعت میں اپنے زمانے کے ایک بہت ہی بلند شخصیت کے ملک تھے۔ اور اولاد علیؑ میں حسنؑ و حسینؑ کے بعد سب سے افضل تھے (ص ۴۴۳ طبع لکھنؤ)
ایک اور شیخ مؤرخ لکھتا ہے محمد بن علیؑ فلاح و تقویٰ میں نمایاں زہد و عبادت میں ممتاز، علم و فضل میں بلند مرتبہ اور باپ کی شجاعت کے ورثہ تھے جبل و سفین میں ان کے کارناموں نے ان کی شجاعت و بے جگری کی ایسی دھاک بٹھائی کہ اچھے اچھے بہاد آپ کے نام سے کانپ اٹھتے تھے۔ (حوالیہ شیخ ابداؤد ص ۹۶)
مگر اس کے باوجود آپ سے گویا بہت بڑا جرم سرزد ہو گیا آپ نے سیدنا حسینؑ کا ساتھ نہ دیا۔ اور اس سے بڑھ کر آپ سے یہ جرم سرزد ہوا کہ عبداللہ بن میمون نے آپ کو امیر یزیدؑ کی بیعت توڑنے پر نہ دیا تو آپ نے صاف انکار کر دیا جب دوبارہ عبداللہ بن میمون کے وفد نے امیر و صوف کی فرضی ہائیاں بیان کرنی شروع کیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے کیا تم میں سے کسی نے اس کو یہ کام

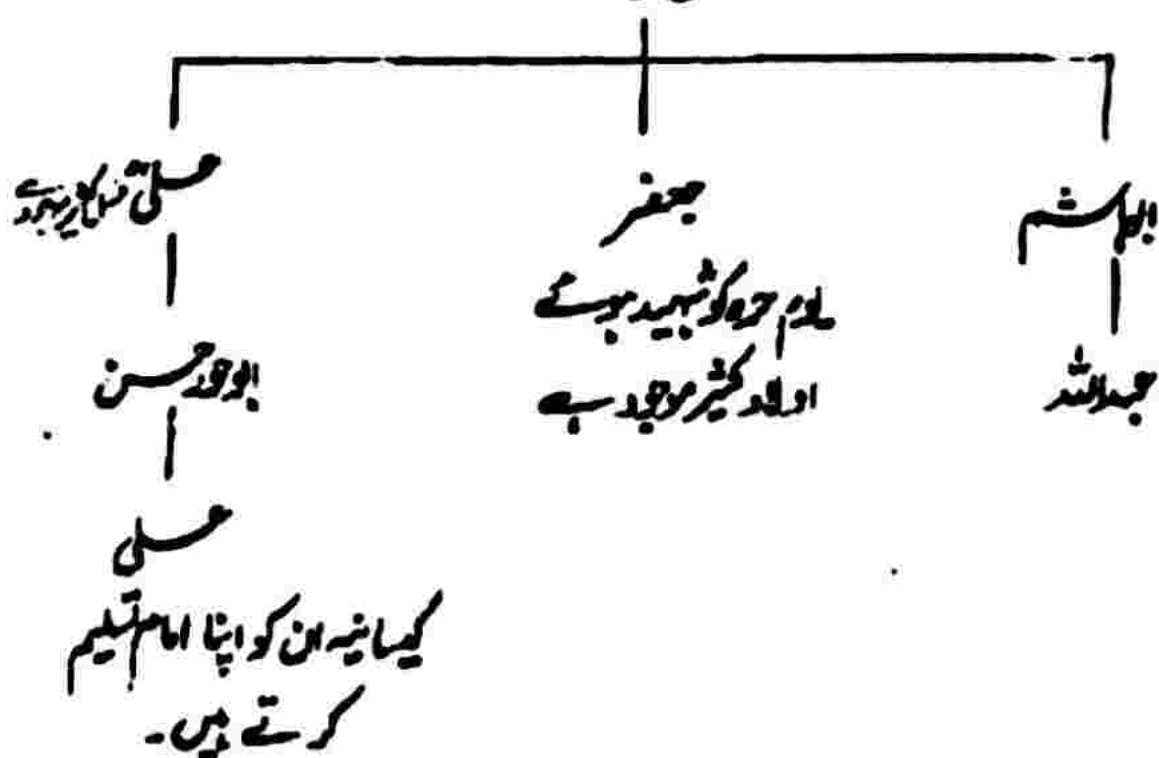
کرتے درکھا ہے تاکہ اس نے تمہارے ملتے کا نزول کئے کام کئے ہیں۔
 اور شراب نوشی کی ہے اور تم خاموش رہے ہو۔ تو تم یہی گویا اس کے شریک تھے
 اب وہ نے پیتر اہلہ اور ہا ہا آپ کو خلیفہ بنا چاہتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔
 میں تو میری زندگی کے خلاف نہ کسی سے لڑاں گا۔ اور نہ اپنی خلافت کے لئے لڑوں
 گا۔ میں بارہا میری زندگی کے پاس گیا۔ اور عرضہ تک وہاں مقیم رہا میں نے اسے غلام
 کا پیمانہ نیک کاموں میں سرگرم پایا۔ اور سنت نبوی کی پیروی کرنے والا پایا ہے۔

(البیاریہ والنہایہ جلد ۱ ص ۳۳)

یہ واقعہ حادثہ کرچہ کے تین سال بعد کا ہے اس کا مطلب ظاہر ہے کہ کرچہ
 کا حادثہ ایک منگامی حادثہ تھا۔

محمد بن علی خنکے یہ جرم شیعیت کی دنیا میں تقابل قابل معافی نہیں۔ اس لئے
 علی کے اس صابر و زاہد، شجاع و بہادر فرزند کا نام لینا بھی شیعہ پسند نہیں کرتے۔
 آپ کی اولاد کی تعداد ۲۴ تھی۔ ۱۲ بیٹے اور دس بیٹیاں۔ عیسیٰ کی نسل جلدی ہے۔

محمد بن علیؑ کی اولاد



ام حسانی بنت ابی طالب

ام ابی کا نام ہند تھا۔ زبیر بن عبدالمطلب جنہوں نے بنی حلیہ السلام کی پرورش فرمائی تھی۔ جب ان کی وفات ہوئی۔ تو بنی حلیہ السلام خود کفیل ہو چکے تھے۔ آپ نے ابوطالب کو ام ابی کے نکاح کے متعلق پیغام بھجوایا۔ مگر اس پر آپ نے بنی حلیہ السلام کا پرورش کرنے والا بتایا جاتا ہے۔ صاف انکار کر دیا۔ اور ام ابی کا نکاح ہبیرہ بن ابی وہب سے کر دیا۔ ہبیرہ بعد میں بحالت کفر خمران میں مر گیا۔ بنی حلیہ السلام نے ابوطالب کو کہا تو حبت ہبیرہ ترک تھی۔ چچا تو نے ہبیرہ سے بیٹی بیاہ دی مگر بچے یوں ہی چھوڑ دیا۔ اس پر ابوطالب نے جو جواب دیا۔ وہ تمام تواریخ کی کتب میں موجود ہے۔

الحکیم یا کافی الحکیم۔ "یعنی اشرف ان کا میل اشرف سے ہوتا ہے۔"

(مری لاصہ، طبقات ابن سعد)

سبحان اللہ! اسی ابوطالب کو بنی حلیہ السلام کا کفیل بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ جس نے اس وقت کے امین اور صادق کو تو اپنی بیٹی ہندی جگہ سے شریف تک نہ بچھا۔ اور ہبیرہ کو بیاہ دی۔ ہبیرہ بنی حلیہ السلام کی بیوی کا کتا تھا۔ فتح مکہ کے بعد یہ ذات شریف "بیوی بچوں کو چھوڑ کر خمران کی طرف بھاگ گئے۔ اور بحالت کفر فی النذر حاصل ہوئے۔

فتح مکہ کے روز ام ابی مسلمان ہوئیں۔ تو عسلی نے بنی حلیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نکاح فرمائیے۔ آپ نے اظہارِ رضا منہ می فرمایا تو ام ابی نے جواب دیا کہ میں تو زمانہ جاہلیت میں بھی آپ سے محبت کرتی تھی۔ تو اب زمانہ اسلام میں کیا کہنا۔ مگر بنی حلیہ والی محبت جوں اور اس بات کو لے کر ہمیں کتنی کہ آپ کی تکلیف کا موجب بنوں۔ (طبقات ابن سعد ج ۱، کتاب البیروہ ص ۱۶۹، لاصہ ج ۱ ص ۱۶۹)

(مری لاصہ)

خشان بن علی انیس سال کی عمر میں کربلا میں مقتول ہوئے۔

محمد بن الاصغر بن علی

عبید اللہ بن علی بن ابی طالب

مشہور شاعر و مدحیہ شاعر اپنے ہمت نامہ میں لکھتے ہیں۔

یہ طابنت مسعود بنشلی کے بہن سے تھے۔ یعنی سے سیدنا علیؑ نے مدحیہ کے بعد

نکار کیا تھا۔ ۱۲۷ھ میں علیؑ کے ساتھ مقیم رہے۔

ابو الفرج صفہائی لکھتا ہے کہ علیؑ نے غزوہ جمل میں جے سعید بن مسعود کے

نام سے کامین حیرٹ سے بدلہ لینے والا لکھتے ہیں۔ "جب بن الحریز کے ساتھ بل گیا۔

ابو الفرج ثقفی کے خلاف جنگ کرتا ہوا قتل ہوا۔ مارا گیا بین ۱۲۴ھ بولہ قنات

ابن سعد

یہ انتہائی عود پر توجہ طلب لطیف ہے۔ سیدنا علیؑ نے دوسروں کی جگہوں میں سے

کوئی بھی جگہ نہیں۔

عبد اللہ

محمد بن

قاسم جمدہ ابراہیم بنیہ رقیہ ام کلثوم قاتر

سیدنا قاسم بن محمد بن پچھ مولا پاؤں پر ملتا سیکھ گئے تھے پھر منہ ملا داس کو
سعد گئے۔

سیدنا عجل اللہ تعالیٰ فرجہ لقب طیب و طہر، بشت بہوت کے بعد پیدا ہوئے۔ انہیں کی
وفات پر کفار نے کہنا شروع کیا تھا کہ اب تم کو کوئی نام نہیں۔ اب وہ کثر نازل ہوئے

مَسِيحُ نَا اِيْلَہِ الْغَيْبِ ہر مہینہ مقررہ پیدا ہوئے۔ اتم برہ نے دودھ پلایا۔ ان کی وفات
ہونے لگی تو بنی علیہ السلام نے گود میں اٹھالیا اور فرمایا۔

یا ابراہیم لا تقنی عنک من اللہ شیئاً۔

• نہ ابراہیم حکم الہی کے سامنے ہم تیرے کسی کام نہیں آسکتے۔ آپ کی وفات کے
وقت سونے ٹگر بن ہوا تو بعض لوگوں نے کفار عرب کے عقیدہ کے مطابق کہنا شروع
کیا کہ ابراہیم کی موت پر سورج گرہن ہوا ہے۔ یحییٰ کہ بنی علیہ السلام نے فرمایا۔

”اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْنَسَانِ“ ۱۱۶

”سورج اور چاند کسی کی موت سے نہیں گہناتے شہد اللہ تعالیٰ کی نشانوں
میں سے دو نشانیاں ہیں۔ تم جب انہیں دیکھو تو گناہ نہ کرو۔“
ابراہیمؑ مایہ قبیلہ کے بطن سے تھے۔ ان کے علاوہ تمام اولاد سیدہ قدیمہؑ
کے بطن سے تھی۔

بنات الرسول

طبیعت میں چل چل کے مڑتے گاڑ ہے جس میں جتنی بار ہاتھ ڈالو بنی
سے نئی چیز اتر آئے گی اور ہر چیز دوسری سے بالکل مختلف ہوگی یہ طبعی شیعیت
کے اسی مرتبان کو حاصل ہے کہ اس میں یکہ وقت کی دوسری کی کیسی اور تیز و تسخیر
تمام چیزیں موجود ہیں گی میں یہاں یہاں وصل اعلان کرتا ہوں کہ ان کے کوئی دو جہتہ،
کوئی دو مضمر کوئی دو محنت، کوئی دو مورد بھی کسی ایک بات پر متفق نہیں۔ ہر
یکہ کی شرائط، تان الگ دوسرے الگ ہے مگر لطف یہ کہ اس کے باوجود پیروں
کا ایک بیڑا ان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

اسی طرح بنات الرسولؐ کا مسئلہ ہے۔ یہ بات سورج کی تلبانی کی طرح
راکھن ہے کہ بنی علیہ السلام کی جا بیٹیاں تھیں۔ اور اس مذہب کے تمام معینین
نے اس بات کا اپنی کتب میں اقرار کیا ہے۔ ان لوگوں کی طرف سے جب بار بار

مسائل نے سیدہ فاطمہؓ کی فصاحت کا ذکر سنا تو ان سے پوچھا گیا کہ تین دوسری صاحبزادیوں کے فضائل کیوں نہیں کہتے تو سمجھٹ کہہ دیا کہ نبیؐ کی صرف ایک بیٹی تھی کہنے کو تو یہ کہہ دیا لیکن یہی کہا جو اب ان کے گلے میں گھونڈ بن کے ٹک گیا ہے مگر وہ رعبے حیاتی، ہٹ دھرمی اور بے شرمی ہر مقام پر پہنچتے جا رہے ہیں۔ منہ کی کھا رہے ہیں، انہیں اور بے گانوں سب کے ملنے دلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ مگر وہی ایک رٹ لگائے جا رہے ہیں کہ نبیؐ کی صرف ایک بیٹی ہے۔

ایک بیٹی کے نظریہ کے خالق کو غالباً اس نے یہ نظریہ تخلیق کرنا چاہا کہ اس طرح سیدہ فاطمہؓ کا مقام پسند کر کے دکھایا جائے گا۔ مگر معلوم نہیں اس کی نظروں سے یہ حقیقت کیسے بوجھ ہو گئی کہ شیعیت کے مدعائی اب وہ جس سے چلے سیدہ فاطمہؓ کو میں موت یا اس قدر غیر محسوس لفظ میں رسوا اور بنام کر چکے ہیں اس کا ازالہ اب کسی کے میں کاروگ نہیں۔

وہ وقت گزر چکا ہے کہ یہ دوں متبعین سنت رسول اللہؐ و بندہ قسم کے لکھلکے سامنے چل رہے تھے "مشرین اہلبیت" کے سقیانہ، نفاق سے طقب کے اپنی مجلس گرم کرتے تھے اب عمر پہانے پر نصیر تاسیؑ وہ شرع جو چکا ہے وہ دن وہ نہیں بلکہ: "ن قریب سے قریب تر" رہے ہیں۔ جب ان کے عادی ان کے قریب کا لٹو نہ ہو بلکہ بندوں سے آدھو ہو کر رہیں گے ایسے سے پوچھیں گے کہ تم نے نفاق صرہ ہمیں کیوں دھوکا دیا۔

سیدہ زینب بنت رسولؐ

آپؐ کی بدالہ: "وقت نبیؐ صلیہ السلامؐ کی مریح: "ان قصی: آپؐ کا نکاح سیدہ خدیجہؓ سے ہوا۔ سیدنا ابوالعاصؓ کے ہمارے جو سیدہ خدیجہؓ کی بیٹی کے لڑکے تھے۔ وہ لوگ جو سیدہ زینبؓ بنی ہاشمؓ یعنی ابوالعاصؓ کی ماں کی بیٹی کہتے ہیں۔ ان کی آنکھوں پر شیطان نے اس حد تک ٹپاں بانٹ کر نہیں لڑھا کر دیا ہے کہ وہ ایسی ایسی گفتی کہتے ہیں جیسے ہمارے

یہیں جس کے بعد بے حیائی کا مقام نہیں لیا۔ یہیں سے بھائی کا نکاح بیان کر رہے ہیں۔ یہی کے معرکہ میں ابو العاص بھی گرفتار ہوئے۔ بی بی کے رہائی کے وقت فرمایا زینبؓ کو مدینہ بھیج دینا۔ آپ نے مکہ پہنچتے ہی اس حکم کی تعمیل کی مگر بنی ہاشم سے نزع امت کی ادنیٰ چیز سے کرہ اور جو اس سے کہہ کا عمل سلا ہو گیا۔

(ذکر علی ص ۲۴ ص ۱۷۲ طحاوی و حکم)

سیدہ زینبؓ کے متعلق نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ وہ اخلاص بنات ابوالعاص بن چوہری کو تجارت کے لئے شام گئے بلایا اور ابو جندلؓ نے ان کا قافلہ لوٹ لیا ابوالعاص مدینہ پہنچے اور چکے سے سیدہ زینبؓ کے پاس پہنچ گئے انہوں نے پناہ دی نبی علیہ السلام کو معلوم ہوا تو فرمایا۔ مجھے پہلے علم نہ تھا اور سیدہ زینبؓ سے فرمایا اس سے الگ رہنا مسلمانوں نے نبی ﷺ کی مرضی پا کر تمام کام کر دیا کسی نے کہا ابو العاصؓ کو تم مسلمان ہو جاؤ۔ مگر آپ قافلوں سے دور کمر بستہ کر لو گوں کا کام مال واپس کر دیا اور فرمایا لوگو! میں مسلمان ہوتا ہوں یہ کہہ کر مدینہ پہنچے نبی علیہ السلام نے پہلے نکاح بہت سیدہ زینبؓ ان کے ساتھ خدمت کر دیں۔ سیدہ زینبؓ نے ۸ ہجری میں وفات پائی۔

سیدہ ابوالعاصؓ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ ان کی وفات کے بعد کون نکاح نہ کیا۔ ۱۴ ہجری میں خود بھی احلیٰ عین میں سحار گئے۔ ان کا لقب جو بطریقاً سیدہ زینبؓ کے بطن سے ملتا ہوا مائٹ پیدا ہوئے ہیں علی سبط الاول خ کہہ کے بعد نبی علیہ السلام کے نادر چہرہ کے روایف تھے۔ ملک طبرستان نے اپنی تالیف کا انتخاب ان کے نام ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

• جو رسول اللہ کے سب سے بڑے اور پیارے نوے تھے جنہوں نے جرہ رسولؐ کی محبت سے رسول اللہ کی آغوش محبت میں پناہ دی۔ رسول اللہ کی سب سے بڑی اور چہیتی صاحبزادی کے فرزند جنہوں نے جرہ رسولؐ، آغوش رسولؐ اور امامان رسولؐ میں مسلسل ہر سال ایک تربیت پا کر خضوعان جناب گنہ گہے۔

• سبط رسولؐ مجرب، اشلویٰ خاندان آبادی کا اجماع خود رسول اللہؐ نے فرمایا۔

• جو رسول اللہ کی سب سے بڑی اور چھیتی صاحبزادی سیدہ زینبؓ نے جنہیں حضور نے "افضل بناتی" فرمایا ہے۔ اور رسول پاکؐ کے سب سے بڑے داماد حضرت خدیجہؓ کے سگے بھائی سیدنا ابوالعاص بن ربیعؓ اور محمد بن ابیطہا یعنی شہر خدا کہلاتے تھے۔ کے تحت جگہ ہیں۔

• عظیم رسول کا عظیم داماد، شہر دل بولعادل کا تیسرا دل ٹپا، رسول اللہ کی بیٹیوں میں سے افضل بیٹی سیدہ زینبؓ کا جگر گوشہ۔ وہ پکی آبیاری شجاعت، وہ شکر اسلام کا لازمی، وہ خالودہ نبوت کافی سبیل اللہ شہید جس کی یاد اور عظیم اثبات کو ہم مسلمان بھلا بیٹھے ہیں۔

• جنہوں نے جنگ یرموک میں مشرکین کے خلاف سیدنا خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں اسلام کے پرچم تلے نوجوانان اسلام کو اشد، شجاعت، اور جہاد و تحمل کا پیغام دیتے ہوئے جاہ شہادت نوش فرمایا۔ اور اپنے نوجوان مقدس خون سے گلشن اسلام کی آبیاری کی۔

• جنہوں نے دہ صدیقؓ میں تحفظ اسلام کی خاطر مشرکین کے خلاف تمام مسلمانوں کے شانہ بشانہ جہاد قاتل کہتے ہوئے ہر رعب ہمارے ہجری میں عالم شہاب میں اپنی انمول جان کی قربانی دیکر شکر اسلام کو فتح و کامیابی سے ہمکنار کرنے میں اپنا بے لوث فرض نہایت جواں مردی سے ادا کیا۔

• جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر شکر اسلام کے ہمراہ عظیم رسول اللہ کے ساتھ ناقہ رسول پر سواری کی۔

• جنہوں نے لڑکپن ہی میں اپنے دو دھیال کو چھوڑ دیا اور ہجرت کر کے اپنی نخی پیشرو سیدہ اماتہ اور اپنی والدہ سیدہ زینبؓ کے ہمراہ مدینہ میں اپنے مقدس نانا کے ساتھ سیئہ مطلق میں آ گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام و تبیین)

سیدہ زینبؓ کی سرحدیں سیدنا ابوالعاصؓ کے دوسرے ہیں۔

و کسرت زینت لعماد کبت لہما فقطت سقیما شخص میکن الہوا

بجے زینب یار آئی تو میں نے کہا کہ حرم کا بلیک باشتہ سرسبز و شاداب ہے۔

بنت الکامین جزاها الله عاله وکلبه من میثقی بالذی عن

زینب کو امین کی بیٹی سالک بھاؤ ایک شہر ایسی چوٹی کی قریب کرے گا جیسے اوصاف کہ
بجے اس کے معلوم ہیں۔

شعب بنو اسلم جے بعد میں شعب ابی طالب بنا دیا گیا۔

میں باقاعدہ سینا ابوالعاص مدکتے رہے چنانچہ ناسخ التواریخ کا رافضی مؤلف بھی
اقرار کرتا ہے کہ حضرت ابوالعاص بن عبدالمطلب وولایت تھے۔ گندم کھڑے پالا کر لے جاتے اور
شعب ابی طالب میں لونٹ دھکیل دیتے رسول اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوالعاص بن
نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا۔ (ناسخ التواریخ جلد نمبر ۲ ص ۵۱۸) کا ترجمہ

کفار مکہ کی مخالفت کے باوجود یہ جرات جبراً البطل کا ہی کام تھا۔ ۸۔ جوی میں سیدہ
زینب بنت جنت الفردوس کو سدھائیں اور بارہ مہری میں سیدہ ابوالعاص فرمگدائے
جنت الفردوس ہوئے۔ سیدہ زینب کی وفات کے بعد آپ نے کوئی نکاح
نہ کیا۔

حضرت عروہ مسجد نبوی میں مدرسہ پیش فرمایا کرتے تھے اس میں سیدہ
زینب صلوٰۃ علیہا کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ مقدس کلمات بھی
المنزلہ ہاتھی کا درس بھی ہوتا تھا آگے امام طحاوی کی زبان سے سنئے۔

نبیہ ذاک علی بن الحارث بن علی قال عروہ قال ما حدیث بلغنی عنک لک
تحدثه تفق فیہ حق فالحمہ فقال عروہ لما بعد تک لا احد فہ
ہو الہ

جب یہ طبرانی بن حسین کہہ رہی تو گھوڑے پر سوار ہو کر تھوڑے کر مسجد نبوی میں
عروہ پر چڑھ کر ہوئے تو عروہ نے کہا ائذہ میں اس حدیث کا درس دے دوں گا۔

(مشکل الاثر علیہ رحمۃ اللہ علیہ فی تہذیب التہذیب ص ۴۷)

عام مدرسہ قدیس میں صرف القدر فاطمہ کے لئے ایک حدیث گم کی جا رہی ہے

اور مسجد نبوی میں بیان کرنے والے پر عمل کیا جاتا ہے تو دوسرے مقالات کے متعلق
خود اندازہ کر لیجیے۔

۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ

۳۳ سال کی عمر میں پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح مکہ میں ہی حضرت عثمان
سے ہو چکا تھا۔ یہاں تک بھر میں زبانِ روم و عام تھی کہ احسن زوجین
راحمہما اللہ ان "رقیہ و زوجہا عثمان سب سے اچھا جوڑا دیکھا گیا ہے
وہ رقیہ اور عثمان ہیں۔

سیدہ رقیہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے بلخ میں دو ہجرتیں کیں پہلی ہجرت اپنے
خاندان کے ساتھ حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت مدینہ، خود کے ساتھ چھپک میں مبتلا تھیں۔
نبی علیہ السلام نے سیدنا عثمان اور اسامہ بن زید کو ان کی تیمارداری کے لئے مقرر کر دیا۔
تھا۔ زید بن حارثہ نے جب فرج بدر کی فوج بنی کے بعد مدینہ پہنچے تو آپ کی تدفین ہو رہی تھی۔
ایک بیٹا چھوٹا۔ جن کا نام عبداللہ تھا۔ جن کا سلسلہ اولاد کثاف سالم میں منقطع ہو گیا ہے۔
سیدنا محمد بن سیدہ رقیہ الزہراء کے متعلق شیعیں و سنیوں نے اس
مد تک گمراہ کیا کہ آج ان کے نام سے کوئی بھی واقعہ نہیں کہہ سکتا کہ سوائے سیدہ
فاطمہؑ کے نبی علیہ السلام کی کوئی اور بیٹی نہ تھی۔ اور اگر کہیں بیان کر سیدنا فاطمہؑ کو
نبی علیہ السلام کا مادہ تسلیم کر لیا تو یہ کہہ کر ان کے ماں عبداللہ نامی ایک لڑکا پیدا ہوا
تھا۔ مگر وہ ابھی بچہ تھا کہ مر گیا۔ اس کی آنکھوں میں چھ پتھر تھے اور وہ اسی مد میں
میر گیا۔

شیعیت کی دنیا سے ایسی غلط فہمیاں کا اظہار تو ان کا عین مذہب تھا۔ مگر انوس
ہے ان بھڑے شیعوں پر جو شیعوں کی دیکھا دیکھی بات کی سبائے لگ گئے۔
اللہ تعالیٰ کی ہزار رحمتیں جوں پر سید محمد عبداللہ شاہ صاحب مدظلہ العالی
شیخ الحدیث و تفسیر و مؤلف و دواویہ خلفائے عظام پر جنہوں نے تاریخ دیر

کے اس ادجل گوشتے کو آل دقیتہ لہزہ کے ہی ہانچا تالیف میں نہایت محققانہ انداز سے بیان کیا اور الحاج الحافظ مولانا مولوی محمد بخش صاحب حیدر آبادی متاخرہ شیعہ سجادہ نشین آستانہ پیر غوث پاک نورانی لاہوری دروازہ ملت ان شہر نے شائع کر کے اس کام کے نام یوں پرا حسان عظیم کیا۔

کتاب مذکورہ کے صفحہ نمبر ۵ تا ۸ پر ایک طویل نظم ہے جس کے چند اشعار جو سیدنا عبداللہ ابن عثمان کے نام ہیں۔ یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

کہ عثمان بن عفان پسند داشتہ : دنیا خطاب شاہی یافتہ

ابو اللہ شہنشاہ نامور : کہ راضی برو ایزد دلا گہ

کہ پور سوم گفت سلطان روم : بہ شمشیریں گشت مرز روم

ص ۴ پر نسبتاً ازبہ اس طرح مرقوم ہے۔ رسیدہ رقیۃ کے بطور سے

حضرت عثمان بن عفان کے بیٹے امام عبداللہ ان کے بیٹے امام زین العابدین اور سلطان

عبداللہ امام زین العابدین کے بیٹے امام محمد جو بدخشان کے بادشاہ ہوئے ان کے بیٹے امام کاشف اور سلطان ابو حامد بدخشان کے بادشاہ ہوئے۔

انہی کے چھ بیٹے امام کاشف کشمیر میں اگر مظفر آباد کے علاقہ کوٹلی میں قیام پذیر ہوئے اس کے بعد مصنف نے انہیں صفحات پر امام کاشف کی اولاد کے نسب

نامے درج کئے ہیں۔ یہ سادات عثمانی آج بھی لاکھوں کی تعداد میں صنف مظفر آباد اور

بالائی ضلع ہزارہ میں موجود ہیں۔ بعد کئی صدیوں تک ان کے خاندان میں حکومت رہی۔

سیدہ یحییٰ کے بیٹے سیدنا عبداللہ کا لقب خرف الدین کنیت ابو اللور حق سیدنا

عبداللہ کے ایک بیٹے کا نام امام زین العابدین تھا۔ خافین نے علی بن حسین بن علی

کو زین العابدین بنام لیا۔ اصل زین العابدین کے وجود کے ہی منکر ہو کر اللہ کی لعنت

کے مستوجب ہوئے۔

امام عبداللہ کے دوسرے بیٹے کا نام عبدالرحیم تھا جس کی گیارہویں پشت

تعب زمان جمال عین فرغالی ہوئے ہیں۔

۳۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۳۔ ہجری میں سیدنا عثمان غنی سے نکاح ہوا۔ نکاح سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ السلام نے سیدنا عثمانؓ کو بلایا اور کہا: یہ میری بیٹی ہے اس لیے اس کا پیغام دے دے اس پر کہ میری بیٹی عسریٰ بیٹی کا بھی تجھ سے نکاح کر دوں۔ (افروجا الحاکم از الیوم النفا ص ۲۲۳)
۴۔ ہجری میں انتقال ہوا۔ کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ علیؓ، فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے مراسم تدفین لدا کئے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ کی قبر پر بیٹھے جوئے تھے اور آپ کی ہر دو نورانی چٹانیں میں اسوقت فرمائی:

شیعہ مذہب کی جن کتب میں بنا الرسول کا ذکر ہے
شیعہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھول گئے

ادعوا فیما بوجہم حوا قسط عند اللہ (احزاب) ان کو ان کے باپوں کے
نام (نہت) سے پکارا کرو۔ یہی بات اللہ کے نزدیک سچ ہے اور انصاف کی ہے۔

۱۔ تاریخ التواریخ فارسی جلد ۲ ص ۵۸

۲۔ جلاء الصیون مدد و علاج ص ۱۶۳

۳۔ مجالس المؤمنین ص ۸۶

۴۔ حیات القلوب جلد ۲ ص ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱

- (۶) تذکرۃ المعصومین طبع ۱۲۸۵ سنہ دہلی ص ۶
 (۷) اصول کافی مراد باب النبی
 (۸) کتاب الخصال ص ۳۷۵ باب الشیخ کی حدیث ص ۷۵
 (۹) نفع الہدایۃ مصری جلد ۲ ص ۸۵
 (۱۰) فیض الاسلام ص ۵۱۹
 (۱۱) قرب الاسناد ص ۶ آخری سطر
 (۱۲) مرآۃ العقول شرح الاصول والفروع ص ۳۵ جلد ۱
 (۱۳) تہذیب جلد نمبر ۱ ص ۱۵۲ کتاب شیعہ
 (۱۴) مجلس المومنین ص ۸۵
 (۱۵) تفسیر مجمع البیان جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۳۳
 (۱۶) ترجمہ قرآن مجید مقبول احمد ص ۸۴۹

بنات الرسول کی حیثیت کے شرعی قرار

ان کتب کے حوالہ جات کو ملاحظہ جب ان لوگوں کے بس ہیں تو عجیب دم
 کی تلویحات شروع کر دیں چنانچہ
 ناسخ التوارخ کے متعلق مصنف البتولؑ لکھتا ہے کہ اس کا ماحول طبریؑ ہے
 جو کچھ مصنف نے طبری میں دیکھا لکھ دیا۔ (ص ۱۱۶)
 حیات القلوب کے متعلق بڑی گھاٹیاں جو کہنے کے بعد لکھتا ہے
 کہ مرآۃ العقول میں مجلس کا عقیدہ پڑھ کر اپنی عقلوں کا علاج کریں ص ۱۱۶
 مرآۃ العقول کے مصنف کی زبان سے مجلس کو تو اس بھلے مانس نے نگیدہ لگا کر

طبری کو
 سنہ ۱۵۸۵ء سے ۱۵۸۶ء کے ناسخ اور بیوقوف ہیں طبری
 شیعہ تھے۔ اسی وجہ سے مرنے کے بعد مسلمانوں نے اسے اپنے قبرستان میں دفن
 نہ کیا۔ بلکہ مرنا یوسف بن۔

مرآة العقول کے عقیدہ کے متعلق کچھ بھی ذکر نہ کیا حالانکہ وہ بھی نبی کی چار بیٹیوں کا قاتل ہے۔

پہلے ابہ فر کے متعلق مؤلف البتول کہتا ہے کہ یہ لفظ علیؑ کے نہیں اصداں کلام کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی (صفحہ ۱۱۷)

کیا عجیب استدلال ہے۔ اصول کافی کی روایت کے متعلق اسماعیل کہتا ہے کہ یہ تاریخی روایت ہے جو سنیوں کی کتابوں سے لعل کی گئی ہے۔

کتاب الفضائل کی روایت کے متعلق یہی مولوی اسماعیل کہتا ہے کہ اس کا آخری راوی علی بن حمزہ ابو بصیر کا قاتل تھا اور جھوٹا تھا۔

میاں جھوٹا تھا یا سچا آپ کے ابو بصیر کا قاتل تھا۔ کیا علی بن حمزہ جھوٹا تھا تو باقی کتب کے مصنفین بھی جھوٹے تھے۔

حیات القلوب کی روایت کے متعلق مولوی اسماعیل کہتا ہے کہ اس کا راوی سعد بن صدقہ سنی تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں یوسف حسین ہویا اسماعیل اب وہ اپنی اپنی الکتب کی روایات کو تاریخی روایات کہیں یا ان کے روایات کو جھوٹا کہیں ان کا گلاس پھندے میں چسپاں چکا ہے اور یہاں تک چسپاں چکا ہے کہ بموجب روایت تحفۃ العوام منادھا مجلس تہذیب الاسلام منراہ لغت چھپ چکی ہیں۔

اللهم صل علی دقبة لبیل والد العن من اذی لبیل فیهما
” اے اللہ دو دنائیں فرما م کھٹوٹم پراور جس نے بنی کی بیٹی کو اپنا دای اس پر لعنت

بیچ۔“

اللهم صل علی ام کلثوم بنت نبیل والد العن من ذنوبہا فیهما
” اے اللہ دو دنائیں فرما ام کلثوم پراور جس نے بنی داؤد اس کی بیٹی کو اہم کلثوم کے بارے میں اپنا دای اس پر لعنت بیچ۔“

تحفۃ العوام میں سیدہ فاطمہؑ کے مدد و ستیہ رقیہؑ اور ستیہ عام کلثوم کے

متعلق بالکل اسی نام کے خدمات مرقوم ہیں۔

گو یا بنی علیہ السلام کی دختران کا انکار جس بنی علیہ السلام کو پناہ پہنچانا ہے اور بنی علیہ
السلام کو ان پناہ سے واسطہ نصیب ہے۔

ہی نے اپنی بیٹیاں مشیر کین کو کیوں پر (شیعیت کا تقرر)۔

شیعہ مولائیں کی طرف سے جو سب دھڑلے کے ساتھ قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی جاتی ہے۔ وہ منکر حالہ شد عین حق یومئذ ا۔ اہل مہ نکاح کرد عورتوں کو مقرر کرد سے پہلے تک کہ وہ مومن ہو جائیں۔

اس آیت پر بڑی تفصیل سے بحث کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اگر زینبؓ، ارقیہؓ، کلثومؓ نبی کی بیٹیاں تھیں تو وہ مشرکین کو کیوں دیں گئیں۔ ان حضرات کے مدعوں کو یہ کیوں نظر نہیں آیا مگر نبی کی بیٹیاں نہ تھیں۔

تھیں۔ تو اس صودت میں جب کہ وہ بنی کی حریت میں تھیں۔ بعد بقول تمہارے وہ بنی کی بیٹیاں کہلاتی تھیں۔ اس صودت میں بنی نے کیسے گواہ کر لیا کہ منہ بولی بیٹیوں کو مشرکین کے بیٹوں۔

نبی نے تبلیغ اسلام کے لئے مشرکین کو اپنی سیڑیاں دیں۔

شیعیت کا اہتراف

اور یہ لوگ دلالت علی اللہ مکیں کا اعلان دے رہے ہیں اور دوسری طرف ان کے گروہیات اعتلویہ میں سب کے کان کاٹ گئے۔ اس نے سرے سے جی کی بہت پر ہی کلہاڑی چلا رکھا ہے۔

”پس اگر دشمنان بخمن داد و باشد بایران که منافق و اهل مسلمانن بوجه است دلت
نے کند برآن کہ دبا من کا فر بجهه است و کایف قلب ایشان و دختر خواستنی ایشان

منه عظیم جون ۱۹ اہل بیت خاندان سے مندرجہ بات درجول ص ۱۲۷ کے قبلو الحسن کا خط ص ۱۲

یہاں ایک معمولی سوچو بوجھ کا آدمی بھی ان کی غریبائیوں، بہتان طرزوں اور غلط بیانیوں کو دیکھ کر یہ نتیجہ اخذ کرے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ لوگ یہود و عیسویوں کے گٹھ جوڑ کی بہت بڑی سازش کے بڑی سرخیلکار ہو چکے ہیں۔ اور ان کی جتنی "امت مدنی" تھی، سچ کہ یہ لوگ جاہل انسانیت ہیں اور لیلیٹ کا اکالفاہر بل ہمارے اطفال سے بھی اسفل ترین مقام پر پہنچ چکے ہیں۔

اسی ضمن میں کسی ظہور الحسن کوثری کا ایک خط جو نبوت رسول میں طبع ہو چکا ہے قابل مطالعہ ہے وہ لکھا ہے کہ

رسول امت کی جن محدثوں سے نکاح کرے وہ امت کی مائیں ہیں اور مسلمان ان کو ام المومنین کہتے ہیں۔ جب امتی عورتیں نبی کے نکاح میں تھیں امت کے لئے حرام ہو جائیں تو رسول کی بیٹیاں امت کے لئے کیسے حلال ہوں گی اور ہم رسول کی بیٹیاں کو ام المومنین کہتے ہیں اسی لئے نکاح حرام کہ امت کے بیٹے اور یہ ماں کی بیٹی کیسا ملے۔ مومنین کا مشرور ہے اس دلیل سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی سوائے ظالمین کے دوسری بیٹیاں زہد عیسائیوں کو وہ امت کے لئے حلال نہ تھیں۔ یہ لکھتے ہوئے یہ نظر نہ آیا کہ اس طرح میں علی اور علیؑ کی تمام اولاد کو امت کے طبع کردہ ہیں۔

اے ظہور حسین نے جلال العین کا ترجمہ کیا ہے اور بعض مقالات پر اس نے حاشیہ لکھی ہیں بڑے عمدے گل کھدائے ہیں۔ اپنا فاندانی شہرہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے بھائیوں میں ہمارے چچا تھے۔ ان کی اولاد سادات تھیں، سادات سادات۔ سادات سادات علیہ سادات موبہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ظہور الحسن موبہ کی اولاد سے تھا۔ جو سادات پرستی کے نام سے مشہور ہوا۔ جلال العین بعد ازاں معلوم نہیں اگر معصومین میں سے کسی نام سے بغاوت پا کر کسی فرقہ پرست نے اپنی اولاد کے نام اس قسم لکھے۔

بھائیوں جس کی پرستش ہے۔

اس مقام پر وہ اس بات کو بھی غفلت نہ کرے کہ ایک مسلمان یا بنی ہو گا یا مسمی ہو گا اور یہ تو مسلم ہے کہ مسلمان اور کافر کی امت میں سے کوئی بھی بنی نہ تھا امت سے انہیں پوستی سے خارج کر دیا تو بتائیے کہ کون سے اہل حق و عدل کے مدعی کون ہو گیا؟
تم وغیرہ جیلا متی ہو۔ ۲۰

دنیا میں ہندوؤں فاطمی شہزادیاں تھیں انہوں نے گنہ گار امتیوں کے گھر اور دیں پیدا کرتے ہوئے اس طرح کے سلسلہ جاری ہے۔ اور انہوں نے امتیائیاں "اتھار" سے ان فاطمی بیٹوں کے گھروں میں پیغمبر پیدا کرتی رہیں۔ اور آج تک پیدا کرتی چلی آ رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کافر یا ایمان سلب کر لیتا ہے۔ اور ایسی جتنی فاطمی تباہی بکثرت شروع کر دیتا ہے جس کا نہ کوئی سر ہو تا ہے نہ سریر اور جہاد کا ایک گروہ اس غنڈہ گشت کے پیچھے بیٹھوں کے، یا ان کی طرح چل کر چکے ہے۔

اہبات المؤمنین

میں اس موضوع پر اہبات المؤمنین کے مقدمہ میں تفصیلی بحث کر چکا ہوں۔ شیعیت کی دنیا میں سوائے خدیوہ البکری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سب کی سب منافقہ اور شرک تھیں۔ اور ان سب میں سے تمام المؤمنین صدیقہ بن کائنات سیتہ عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین سیتہ حفصہ کے نیا دشمن ہیں حالانکہ قرآنی زبان میں یہ سب امت کی ماہیں ہیں اور لطف حق کی صبر و نہی علیہ السلام کی صفات کے بعد ان سے کسی امتی کا نکاح جائز نہیں اسی طرح ان کے علاوہ نبی علیہ السلام کو کسی اور صفت سے نکاح کی اجازت نہیں تھی یا یہ ظہیر کے متعلق۔ مگر غرضہ صفحات میں جہاں ثابت کیا گیا ہے کہ اہبات المؤمنین کے حق

سے بات اہل حق کے مولود پر شیعہ مولوی شعیب انجمنی اور مولوی عبدالملک تونسوی کے دیوان جو کہ مکمل دربارہ اسلام میں ایک تاریخی منظرہ ہوا ہے جس میں اسٹیل کو مسمیہ چھڑ کر چھٹا چڑا۔

میں نازل ہوئی تھی سائل میت کا منصب انجیل ہی کا تھا چوں کہ نبی علیہ السلام کی انتظام میں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی باقی تھیں۔

جب شیعوں نے دیکھا کہ اس خصوصیت کی حامل صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں تو انہوں نے یہاں اس عظیم دور کو کوئی سے کام لیا جہان کی تمام کتب بیانیوں پر جدی ہے یعنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ہمارے پیش کیا چنانچہ "البستول" کا مؤلف مرزا یوسف حسین لکھتا ہے۔

احمد بلاذری اور ابو القاسم نے اپنی کتابوں میں ایک سیدہ مرقیہ علیہا السلام رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کیا ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ یہاں بیان کیا ہے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا عقد آنحضرت سے ہوا تو وہ باگ عتیں یعنی پہلے شہر کے بکارت محفوظ رہی۔ (مناقب آل طالب جلد ۱ ص ۱۸)

طبع بیروت ۱۳۲۵ھ مرآۃ العقول ص ۲۵۲ (جواہر ج ۱ ج ۱ ص ۸۸)

ایک خط فائد کے جواب میں :- وبالله التوفیق اصح یہی ہے کہ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا علیہا السلام کا کوئی شوہر جناب رسالت مآب کے نہ تھا اس امر کا کتاب ابدع الکلام سے حوالہ جوتا ہے (ایضاً ص ۸۹)

کوئی ان بدباہنوں کے آداب کو نظر کیجئے۔ یہاں لکھا ہے کہ وہ کب کہاں تک رہا ہوئے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۸۸ پر لکھا ہے کہ پہلے شوہروں سے آپ کی بکارت محفوظ رہی۔ یعنی آپ کے شوہر تھے اور صفحہ ۸۹ پر سورے سے نکاح سے ہی الگ کر دیتا ہے۔ یہاں شیعوں کے ایک اور عقیدے کا بیان ملاحظہ ہو تحفۃ العوام کی عبارت کے جواب کے متعلق لکھا ہے بنت پیمانی کی اصلیت حقیقی نہیں بلکہ عادی ہے یعنی یہ عیسائیوں کی مراد ہے۔ ۲ مہل کر لکھا ہے بنت رسول حضرت منہجہ کے جناب آپ کی چوٹی کی ڈکیوں کو نہایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

۳: مولوی اسماعیل علیہ بنات الرسول میں اسماعیل صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ملاحظہ کیجئے
حاشیہ بر مصنفہ ملاحظہ ہو۔

ان حضرات کی تضاد بیانیوں کو دیکھیں کہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کا مقام
 بلند کر کے دکھانے کے لئے یہ لوگ کس قسم کی کذب بیانیوں کے مرتکب
 ہو رہے ہیں، ایک آپ کو باکو کہتا ہے، دوسرا کہتا ہے شوہر وار عقیں لیکن ان
 سے حکمت محفوظ رہی تیسرا کہتا ہے بنی عیدہ السلام کی بیٹیاں سیدہ خدیجہؓ
 کے بطن سے عقیں، مگر بیٹے غلاموں سے عقیں۔ اور وہ آپ کی بیٹی عقیں۔
 اللہ تعالیٰ ایسے بد باطن لوگوں کی محبت سے ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کو محفوظ
 رکھے ہمیں خوب معلوم ہے کہ سیدہ کی وفات کے بعد اگر ان کی کوئی بیٹی بھی
 بنی عیدہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتی حتیٰ تو آپ اس کی انتہائی تعظیم فرماتے تھے۔
 ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کے فضائل بے شمار ہیں۔ ایک بار بنی ملیح السلام نے
 فرمایا کہ جب تو مرنے لگے بھٹلایا۔ تو خدیجہؓ نے تصدیق کی، جب میں نادار تھا۔
 تو خدیجہؓ نے مجھے مال دیا۔ جب قوم نے مجھے ستایا۔ تو خدیجہؓ نے مجھے
 پناہ دی۔ فلاں قال۔

اس قسم کے حقیقی فضائل کو نظر انداز کر کے اس قسم کی بحث کہ وہ باکو عقیں وغیرہ
 وغیرہ، کتنا سوتیلیانہ اور مبتذل افتاز ہے۔

صدیقہ کائنات سے ان لوگوں کی دشمنی ظاہر و باہر ہے، ان لوگوں کے نام
 اس ضمن میں یکساںات جن کے ہمیشہ تھے۔ تو وہ بھائے خود ایک دفتر بن سکتا ہے
 چند نظائر صرف مقبول کے ترجمہ والے قرآن سے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) تو ان کی حد تک یہ بات صحیح ہے کہ ان الیہ جاؤک بالافک صدیقہ کائنات
 کے حق میں نازل ہوئی، مگر یہ کہتے ہیں ام المؤمنین علیہ قبطیہ کے حق میں نازل ہوئی
 (ترجمہ مقبول طبع ۱۰ ص ۱۶۹)

(۲) من یات ذکری فاحشۃ مبتینا کی تفسیر میں لکھا ہے۔ اس سے مراد ہے
 تمہارے کرشمہ۔ جنگ میں کے واقعہ کی تفسیر یہ آیت فاحشہ ہن کے حق
 میں نازل ہوئی۔ (حاشیہ ۱۰)

حصین، شریک، عبید، نفر، معاویہ، حمزہ، قیس اور اسیل پیدائش ہوئے۔ ان میں سے حکمران رسول اللہ ﷺ نے اس وفد جب کہ دینی بن حصین نے مویشیوں پر فدا کرتے ہوئے قتل کا حکم دیا اور قتل کیا۔

ام سلمہؓ کا خروج غرض کہ یہ تمام مفسدہ سبیلے کے پاس ہمارے حریت میں اپنی ماں جیسی تھی جمع ہوئے۔ اس نے ان لوگوں کو ان کی شکست پر غیرت ملائی۔ اللہ تمک کا حکم دیا۔ لہذا ہر فرد بھی قبائل میں گھوم گھوم کر ان کو خالد کے مقابلہ پر لکھا۔ اس طرح ایک بڑی جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی۔ بعد ازاں وہ پھر جنگ کے لئے دیر بٹھائے۔ ہر جانب سے پھڑپھڑاتے ہوئے اس کے پاس آ گئے۔ اس سے قبل ام قرظہ کی دہلی میں قید ہو کر عائشہؓ کو ملی تھی۔ انہوں نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ یہ صورت حال ان کے پاس رہی ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمائے گئے تم میں سے ایک جانب کے لئے مجھ کو لائے گی میں نے مرتد ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی اس بات کو پہچان لیا۔ اپنے مقولین کا بدلہ لینے کے لئے کھانا چوٹی امام سلمہؓ نے لوگوں کو اپنے گرو جمع کر کے لئے اس نے غفرت سے حبیب کے علاقہ میں بارہ چکر لگائے۔ اسان قبائل، عطفان، ہلالن، سلیم، اسد اور سب کے وہ تمام لوگ جو جنگ سے محروم ہو کر سو یاد مدگار مصیبت کے دن لہر کر رہے تھے۔ اس کے پاس ایک لاکھ کو جمع کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔

ام سلمہؓ کا قتل خالد کو اس کی اطلاع ہوئی۔ وہ اس وقت جوڑوں کی رزق میں زکوٰۃ کی تحصیل، دعوت اسلام اور لوگوں کی تسکین میں مصروف تھے۔ اس صورت کے مقابلہ پر بڑھے۔ اب تک اس کی شوکت اور طاقت بہت بڑھ چکی تھی۔ اور اس کا مقابلہ کرنا اب آسان کام نہیں رہا تھا۔ خالد اس کے اسد اس کی بیعتوں کے مقابلہ جنگ کے لئے لڑ کر کھڑے ہو گئے۔ نہایت شدید اور خون ریز جنگ ہوئی۔ وہ جنگ کے وقت اپنی ماں کی شان کی طرح اس کے اونٹ پر سوار اپنی فتوح کو چٹا رہی تھی۔ اس روز خاصا سردی کے عہد یعنی غصہ کا

ایک خاندان اور عادیہ اور غنم کے خاندان کے خاندان صاف ہو گئے کامل کے کئی آدمی کام آئے۔ یہی بہت زیادہ جان بازی سے جنگ لڑے تھے۔ آخر کار خالد بن ولید کے لشکر سواروں نے اس اونٹ پر لڑ کر اس کے ذبح اور کشتہ کو قتل کر ڈالا۔ اس کے اونٹ کے گروہ اقریبا سو آدمی مارے گئے۔

ترجمہ تاریخ طبری، حصہ دوم خلافت راشدہ صفحات ۸۲۱-۸۲۲۔ یہ واقعہ فدا اختصار سے ترجمہ تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، رسول اور خلفائے رسول کے عہد ۶۴۰ء.....

تاریخ اسلام اکبر شاہ خان نجیب آبادی، حصہ اول، ص ۲۹۲

الحوب یا عاب کے چٹھر کا واقعہ ابن سبطہ میں طبری نے بالکل صحیح لکھا ہے مگر تنبیہ سے شیعیت کا مروت اٹھا تو اس کی بیعت بدل کر کھودی پھانچو آگے چل کر الحوب کی تمام داستان صدیقہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی طرف منسوب کر دی (ملاحظہ ہو تاریخ طبری، حصہ سوم، خلافت راشدہ، حصہ سوم ص ۱۸۶)

طبری کو غالباً واقعات المومنین کی طرف منسوب کر سٹے ہوئے یاد ہی نہ رہا کہ اس سے پہلے الحوب سے متعلق میں تفصیل طور پر صحیح واقعہ لکھ چکا ہوں۔ اور اسی طرح ابن خلدون نے بھی مکھی پر مکھی ماری ہے، ام ذیل سلمہ کے متعلق جو کچھ اس نے لکھا ہے اس کا والہ گزشتہ سطور میں دیا جا چکا ہے۔

چنانچہ لکھتا ہے کہ تمام ہلگ حوالب کے مقام پر ام سلمہ کے پاس جمع ہوئے

(ترجمہ تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، رسول اور خلفائے رسول ص ۴۶۶)

مگر دوبارہ طبری کی تاریخ و تفسیر میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر الحوب پرکتے جھوٹا کارہا ہے۔

ترجمہ تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، رسول اور خلفائے رسول ص ۴۸۶

مناقرین کے نزدیک ابن خلدون کو تاریخ میں ایک سلمہ مقام حاصل ہے اس طرف کبھی کسی نے توجہ نہیں دی کہ ابن خلدون کی تاریخ تمام قرآن جبریل طبری کا ترجمہ ہے۔

چنانچہ ابن خلدون لکھتا ہے کہ میں نے جو کئی و جندوی حالات لکھے ہیں وہ اکثر
 تاریخ بکیرتالیف محمد بن طبری کا فائدہ ہے۔ (ترجمہ تاریخ ابن خلدون حصہ اول رسول
 اللہ ﷺ کے رسول ص ۵۵۸ سطر ۱۵)

صرف مسلم بنی فاطمہؑ اور ان کی اولاد ہی کیوں؟

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بنی علیہ السلام کی عزت کی نہرست
 اتنی صوبیل ہے تو پھر صرف علیؑ بن ابی طالبؑ اور ان کی اولاد کو ہی فضیلت کیوں دی
 جا رہی ہے۔

۱۔ پہلی بات یہ ہے کہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کے عقیدہ میں بنی علیہ
 السلام کی تمام عزت واجب التعظیم ہے اگر کسی میں کوئی
 بزرگی یا فضیلت ہے تو وہ اس کے ذاتی اوصاف ہیں نہ کہ کسی لحاظ سے انہیں
 واجب التعظیم سمجھا جائے۔ کہ وہ سیدنا علیؑ اور سیدہ فاطمہؑ کی اولاد ہیں۔
 پھر یہاں یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ سیدنا علیؑ کی اس اولاد کو ہی نظر انداز کر دیا
 جاتا ہے جو ان کی دوسری بیویوں سے تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ حسینؑ کی
 فضیلت صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ حضرت سیدہؑ کے بطن سے
 تھے۔ اگے چل کر حسینؑ کی اولاد میں سے بھی صرف چند کو فضائل و محامد کا من
 قرار دیا گیا ہے باقی میں سے کسی کو کذاب کہا گیا کسی کو فاسق و فاجر گردا گیا اور کسی
 کو بد کردار کہا گیا۔ آخر ایسا کیوں کیا جاتا رہا؟

افسوس کہ اس طرف کسی نے توجہ نہ دی کہ بنی علیہ السلام کی تمام اولاد
 اہل حضرت کی زندگی میں ہی فوت ہو چکی تھی۔ اس صورت میں فطری تقاضا یہ تھا کہ
 سب اولاد کی بہت کا منکر اب حضرت سیدہؑ سے گئی تھیں۔ ہمیں کوئی ایسی دولت
 نہیں ملتی کہ سیدہؑ نہ زیب ملے، ام کلثومؑ کی زندگی میں بنی علیہ السلام کے
 سیدہ فاطمہؑ اور ان پر ترجیح دی ہو۔

ایک خاندان اور عادیہ اور غنم کے خاندان کے خاندان صاف ہو گئے کمال کے کئی آدمی کام آئے۔ یہی بہت زیادہ جان بازی سے جنگ لڑے تھے۔ آخر کار خالد بن ولید کے کشتہ سواروں نے اس اونٹ پر پورے گھر کر کے اسے ذبح کر دیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے اونٹ کے گرد آفریبا سو آدمی مارے گئے۔

(ترجمہ تاریخ طبری، جلد دوم خلافت راشدہ صفحات ۸۲، ۸۳) یہی واقعہ تھا اختتام سے ترجمہ تاریخ ابن خلدون جلد اول رسالہ اور خلافت کے عہد ۲۴۰.....

(تاریخ اسلام، شاہ خانبیاد، جلد اول ص ۱۱۲)

الحوب یا عوب کے چٹمہ کا واقعہ ان سلسلہ میں طبری نے بالکل صحیح لکھا ہے مگر جب اسے شیعیت کا مروثا تھا تو اس کی تبت بدل کر لکھ دی چنانچہ آگے چل کر الحوب کی تمام داستان عدلیہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی طرف منسوب کر دی: ملاحظہ ہو تاریخ طبری جلد سوم: خلافت راشدہ جلد سوم ص ۱۸۶

طبری کو غالباً واقعات ام المومنین کی طرف منسوب کرتے ہوئے یاد ہی نہ رہا کہ اس سے پہلے الحوب سے متعلق میں تفصیلی طور پر صحیح و ناقص لکھ چکا ہوں۔ اور اسی طرح ابن خلدون نے بھی لکھی پر مسکلی داری ہے۔ ام بن سلمہ کے متعلق جو کچھ اس نے لکھا ہے ۲۱ کا حوالہ گزشتہ سطور میں دیا جا چکا ہے۔

چنانچہ لکھتا ہے کہ تمام لوگ حوب کے مقام پر ام سلمہ کے پاس جمع ہوئے (ترجمہ تاریخ ابن خلدون جلد اول رسول اللہ اور خلفائے رسول ص ۴۸۶)

مگر دوبارہ طبری کی تاریخ و اقلید میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ الحوب پر لکھتے ہیں کہ وہ لکھا ہے۔

(ترجمہ تاریخ ابن خلدون جلد اول رسول اللہ اور خلفائے رسول ص ۴۸۶)

مناقرین کے نزدیک ابن خلدون کی تاریخ میں ایک مسئلہ مقام حاصل ہے اس طرف کسی کسی نے توجہ نہیں دی کہ ابن خلدون کی تاریخ تمام قرآن جبریل طبری کا چرتر ہے۔

چنانچہ ابن خلدون لکھتا ہے کہ میں نے جو کئی وجہ دسی حالات دیکھے ہیں وہ اکثر
 تاریخ کبریٰ تالیف محمد بن طبری کا خلاصہ ہے۔ (ترجمہ تاریخ ابن خلدون حصہ اول سوال
 اللہ و خلفائے رسول ص ۵۸-۵۹ سطر ۱۵)

صرف علیؑ کا طہران کی اولاد ہی کیوں؟

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بنی علیہ السلام کی عزت کی فہرست
 اتنی عریض ہے تو پھر صرف علیؑ کا طہران کی اولاد کو ہی فضیلت کیوں دی
 جا رہی ہے۔

یہ سب کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کے عقیدہ میں بنی علیہ
 اہل بیتؑ اسلام کی تمام حرمت واجب التعظیم کے مرکز میں کوئی
 بزرگی یا فضیلت ہے تو وہ اس کے ذاتی اوصاف ہیں نہ کہ کسی لحاظ سے انہیں
 واجب التعظیم سمجھا جائے۔ کہ وہ سیدنا علیؑ اور سیدہ فاطمہؑ کی اولاد ہیں۔
 پھر یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ سیدنا علیؑ کی اس اولاد کو بھی نظر انداز کر دیا
 جاتا ہے جو ان کی دوسری بیویوں سے تھی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حسینؑ کی
 فضیلت صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ حضرت سیدہؑ کے بطن سے
 ملے۔ اگلے پہل کر حسینؑ کی اولاد میں سے بھی صرف چند کو فضائل و محامد کا مال
 قرار دیا گیا ہے باقی میں سے کسی کو کذاب کہا گیا کسی کو فاسق و فاجر گردانا گیا کسی
 کو بدکردار کہا گیا یا غرض ایسا کیوں کیا جاتا رہا؟

خبر س کہ اس طرف کسی نے توجہ نہ دی کہ بنی علیہ السلام کی تمام اولاد
 میں حضرت کی زندگی میں ہی فوت ہو چکی تھی۔ اس صورت میں فطری تقاضا یہ تھا کہ
 سب اولاد کی نسبت کا معیار اب حضرت کے لئے رہ گئی تھیں۔ میں کوئی ایسی ذات
 نہیں ملتی کہ سیدہ زینبؑ کے بعد، ام کلثومؑ کی زندگی میں بنی علیہ السلام کے
 سیدہ فاطمہؑ کو ان پر ترجیح دی ہو۔

۳۔ شیعت کا بانی حقیقت میں جو جس کا وہ گروہ تھا جس کے ممبرانہ۔
 فیروز نے سیدنا عمرؓ کو شہید کیا۔ وہ گروہ اس کے بعد پروردہ مصروف
 کار تھا۔ سیدنا ذوالنورین کی خلافت کے چھٹے سال ابن سبائے نے جب اپنے
 طور پر اسلام دشمنی سرگرمیوں شروع کیں تو یقیناً اسے جو جس کا تعاون ہی حاصل تھا مگر
 جو کسی چونکہ فلا مانہ حیثیت رکھتے تھے اس لئے سامنے نہ آ سکے۔ بہر حال یہ تاثر
 کی شہادت میں جو جس کا پورا پورا تعاون حاصل تھا اب یہاں پہنچ کر ان لوگوں کے لئے
 خانوادہ نبوت کی کسی اہم شخصیت کا تعاون حاصل کیا ضروری ہو گیا اور نہ وہ خوب
 سمجھتے تھے کہ ہم تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے اس مقام پر انہیں سیدنا علیؓ کی
 ذات اس لئے اپنے حق میں موزوں نظر آئی۔ کہ آپؐ بنی علیہ السلام کے چچا زاد بھی تھے
 اور داماد بھی تھے۔ اور جب سیدنا علیؓ پر یہ ظلمات اٹھانے کے لئے آمادہ ہو گئے
 تو اب اس گروہ نے ان کی فضیلت کے متعلق حدیثیں وضع کرنا شروع
 کر دیں۔

اور پھر اس جھوٹ کو اس قدر ہرایا اور اس قدر پھیلایا اس قدر اس کی
 تشہیر کی کہ وہ عام لوگوں کی نظروں میں سچ نظر آنے لگا۔ مختلف مقامات پر اس
 جھوٹ نے مختلف شکلیں اختیار کیں یہی وجہ ہے کہ اس مذہب کی کسی ایک
 بات پر بھی اس مذہب کے کوئی دو عالم متفق نظر نہیں آئے۔
 سیدنا علیؓ کو اپنی زندگی میں ہی اس سازش کا علم ہو چکا تھا اور متعدد
 موقعوں پر ان لوگوں کو سرزنش بھی کرتے۔ بے گھر ہو کر اس قدر پھیل چکا تھا
 کہ اب اس کا روکنا ممکنات سے ہو چکا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ تمام لوگوں نے سیدنا علیؓ کی دوسری اولاد کو بالکل نظر انداز کر
 دیا اور اس کی بجائے تمام بنو حسینؓ کی فضیلت پر مصفا کرنا شروع کر
 دیا۔ اور جب سیدنا حسنؓ ان کی ہاتھوں سے نکلنے کی کوشش کرنے لگے تو انہیں
 مجھ سے زیادہ۔

اگر نبی علیہ السلام کی وفات سے پہلے سیدہ فاطمہؓ کا انتقال ہو چکا ہوتا اور نبی
علیہ السلام کی کوئی اور بیوی اس وقت زندہ ہوتی اور صاحبِ اولاد ہوتی تو یقیناً ان تمام
فرضِ فقہیہ کیسوں کا سہرا ان کے سرمانڈھا جاتا۔

سادات بنو فاطمہؓ، سادات بنو امیہؓ اور سادات بنو عباسؓ یا دیگر سادات
بنو ہاشمؓ سب ایک دوسرے کو برابر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ واقعہ کربلا ہے
تاریخ اسلام کا ایک اندوہناک المیہ قرار دیا جاتا ہے۔ ان سب کی نظروں میں
ایک الیہ خیر مدینا، جنت الہی، طہ پریشیاں۔

اس کے بعد ان لوگوں میں بارہ صحابہؓ تعلقات قائم
ہوتے رہتے اور آپس میں بیاہشعیاں کرتے رہے۔ اسی طرح علوی سادات
کے جہاسی سادات سے بدستور تعلقات قائم رہے۔
عرض ہے کہ اس قدر آپس میں بیرونی شکر تھے کہ جن مسوی سادات نے اموی یا
جہاسی سادات کی خلافت کے زمانے میں فروعِ کفر میں سے بھی
گرفتار ہوئے از لو کر دیئے جاتے رہے۔

مگر حویج جو کس نے لہیا یہود نے پروان چڑھا۔ وہ ایک دن غلام
و خدمت بن چکا تھا۔ لہذا اس نے باقی محترمت، مول کہ اس حد تک ہننام
کیا اور عہد بنو فاطمہؓ کی اس حد تک تعریف کی کہ آج یہ جاہلانہ اصطلاح ہر کلام کی
زبانِ مذہب پر ہے کہ تم سید ہو یا امتی؟



نام تہا و مدعیانِ حُب اہل بیت سے

۱۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سیدنا حسینؑ کے کفنے بھائیؑ کے ہاں میں شہید ہوئے اور کتنا زخمی ہوئے اور کتنے زخمی ہوئے جو بعد میں صحت یاب ہو کر وصال تک زندہ رہے؟

۲۔ کیا ابو بکرؓ بعد عثمانؓ نام کے سیدنا علیؑ کے دو بیٹے سیدنا حسینؑ کے ساتھ شہید نہیں ہوئے۔ یقیناً جواب اثبات میں ہوگا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سیدنا حسینؑ کے لڑکے آپؑ کی مجلسِ حوا میں ان کا نام نہیں لیا جاتا کیا اس کی وجہ یہ نہیں کہ اگر ابو بکرؓ یا عثمانؓ کی شہادت کا ذکر ہی آپؑ کی مجلس میں ہو تو اس سے آپؑ کے اس وجہ و فریب کا پتہ چل جاتا ہے جو آپؑ نے اصحابِ مطہرہ علیؑ کے درمیان بغض و عناد کا تیل کر رکھا ہے۔

۳۔ کیا سیدہ فاطمہؑ بنت حسینؑ اپنے شوہر حسنؑ المثنیٰ بن الحنفیہؑ کے ساتھ موجود تھیں۔ اگر یہ میاں بھائی بھی کربلا میں موجود تھے تو ان کا نام آپؑ کی مجلسِ حوا میں کیوں نہیں لیا جاتا۔ کیا سیدنا حسنؑ المثنیٰ اپنے ہم کی وجہ سے کہ وہ باقی تمام زندگی آپؑ کے مرنوم حقائق سے متنفر رہے آج تک آپؑ کی حاملہ مجلس سے باہر دھکیل دیئے گئے کیا فاطمہؑ بنت الحسنؑ اس وجہ سے نظر انداز کر دی گئی کہ وہ سیدنا طلحہؑ کی دو بیٹی تھیں اور طلحہؑ نے سیدنا علیؑ کے ہاتھ پر عیت نہیں کی۔ بلکہ جنگِ جمل میں صلواتِ کائنات کے لشکر میں تھے۔ اور مزید یہ کہ سیدہ فاطمہؑ کا فرضی نکاح عصم بن جبرؑ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ نعمت اللہ علیؑ بالکاذبین کینہ فاطمہؑ کی بجائے سیدہ سکینہ بنت الحنفیہؑ کو غور و دل پی

۴۔

۵۔

تلاہ کر کے میان تک دھل دو فریب طور کنتب و الترتیب سے کام لیا گیا ہے کہ موصوفہ کو شام کی جیل میں نشتر کی تابعدار کر شہید ہوتا ہوا دکھایا گیا ہے۔

۴۔ کیا آپ کی کتب میں یہ موجود نہیں کہ ستیدہ سکیئہ جہاں اود شامی شہیدہ تھیں ان کا پہلا نکاح عبداللہ بن الحسن سے ہوا اور اس کا نسخہ التواریخ و الاغانی جلد ۱۴ ص ۱۶۲) لا سرا نکاح مصعب بن الزبیر سے ہوا۔ یہ مصعب بن عبداللہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ جو حسینؑ کے سب سے بڑے سہمائی حریف تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ بھی جنگ جمل میں صدیقہ کائنات کی فوج میں تھے۔ لگے چل کر ستیدہ سکیئہ نے لے کر شیعیت کا قلعہ ہی سہہ کر کے رکھ دیا۔ یعنی قیسرا نکاح الامین بن عبد العزیز بن موان سے کیا۔ اور اس حالت میں الامین کے نکاح میں اس سے پہلے ستیدہ ام زیدہ بنت زیدہ موجود تھیں اور چونکہ نکاح زیدہ بن عمرؓ بن سیدنا عثمانؓ سے کیا۔ اس سکیئہ کو شام کے قید خانہ میں لے کر دے مولوی بخارید اسی وجہ سے تھا کہ موصوفہ نے لگا آرتین نکاح غیر علویوں سے کئے جن میں سے ایک اموی تھا۔

۵۔ کیا واقعہ کہ میں ستیدہ باب موصوفہ تھیں جو سیدہ ام حبیبہؓ کی محبوبہ زوجہ اور ستیدہ سکیئہ کی والدہ تھیں، انہیں شاید اس لئے نظر انداز کر دیا گیا کہ ستیدہ باب اور ستیدہ موصوفہ یعنی امیر زیدہ کی اس ایک ہی خاندان سے تھیں۔ شام کے قید خانے کے فرضی مظالم کے ان لوگوں کو یہ کیوں نظر نہیں آیا کہ ستیدہ باب اور سکیئہ کا شام پہنچا ہوا اپنے خلیل اور مددگار جانا تھا اور ستیدہ باب کی بجائے اس سورہ سالہ موسیٰ لوڈ سے جو سیدہ عثمانؓ کی خلافت میں قتل ہوا۔ اسٹس کے ان شہر باز ایک فرضی بی بی پیدا کر کے ستیدہ ام عمرؓ کے دماغ میں کہیں نہ کے نکاح میں سے دی۔ اور اسے حسن (زین العابدینؑ) کی ماں بن کر پیش کیا۔

۱۔ خیالی شہر باز کے نفسی حالات پر جو پراپیٹس گے۔

۴۔ کیا ستینا عبید اللہ بن ستینا نامی بن ستینا علی بن کر بلا میں موجود نہیں تھے جو اس کو کوہدار سبباس بتایا گیا بلکان کے بیٹے عبید اللہ کے نام سے بھی واقف نہیں کیا صرف اس جرم میں ان کے نام کا پتہ کاٹ دیا کہ وہ کر بلا میں زندہ رہ کر شام پہنچے۔ پھر مدینہ آئے اور تمام عمر رخصت و سبائیت سے سخت بیزار اور متغیر رہے۔

۵۔ کیا ستینا زید بن الحسن بھی کر بلا میں موجود نہ تھے۔ آپ زہنی جوئے مکاری طور پر آپ کا علاج ہوا۔ پھر آپ مدینہ پہنچے۔ اور تمام عمر جو سبیت و ہودیت کے اس مرکب سے متغیر رہے۔ ان کے امیولوں سے نہایت گہرے تعلقات تھے۔ ان کی بیٹی ستیدہ نفیسہ ولید اول اموی کے نکاح میں تھی یعنی کر بلا میں رہ جانے والوں نے اپنی بیٹیاں ان لوگوں کو دیں۔ جنہیں کوح کے راضی لفظی لوگ مکر کہتے ہیں اور ستیدہ مکینہ بنت الحسین نے خود ایک اموی شہزادے سے نکاح کر کے رخصت کا بیڑا ہی غرق کر دیا۔ بلکہ اس سے فرجہ کر ستیدہ مکینہ نے ایک اور مسلم ڈھایا یعنی اپنی بیٹی ستیدہ ریحان بنت عبد اللہ بن الحسن کا نکاح امیر عباس بن امیر المومنین ولید اموی سے کر دیا (مہر و انساب)

ان نام نہاد مجبین اہل بیت کو اپنی کعب میں دیکھ کر مایوسوں کے نام کیوں نظر نہیں آتے جو سانحہ کر بلا میں مقتول ہوئے۔ کیا ستینا حسن کے من چار بیٹوں نے اپنے چچا کے بھائی بن جان کا مذاق پیش نہیں کیا تھا؟ ابو بکر بن حسن (مقام) احمد بن حسن (سیر الائمہ) عبد اللہ اکبر بن حسن (مقام) دیر (الائمہ) قاسم بن حسن (ان کا نام تمام کتب میں موجود ہے) کیا ستینا علی کے ان بیٹوں کے نام ان کی کتب میں موجود نہیں۔ جو اپنے بھائی حسینؑ کے پروردگار بن گئے۔ ابو بکر بن علی (بیان الشہادۃ) جعفر بن علی (نیابت جیسر) محمد اکبر بن علی (سیر الائمہ) عبد اللہ اکبر بن علی (سیر الائمہ) عبد اللہ ثانی

بن علیؓ (سیر الامیر) عثمان بن علیؓ (تقاسم) عمر بن علیؓ (تقاسم) عون بن علیؓ
 (ریاض الشہادۃ) محمد بن علیؓ (تذریات فاضیہ) — کیا سینا عقل
 کی تلاش میں سے جعفرؓ (تذریات فاضیہ) عبداللہؓ (تقاسم) عبداللہؓ (تذریات فاضیہ)
 سیرۃ الامیر عبداللہؓ (تذریات فاضیہ) (تقاسم) (تقاسم) (تقاسم) (تقاسم) (تقاسم) (تقاسم)
 بھائی کے لئے کریم میں اپنا خون نہیں بھایا تھا۔ اگرچہ تم لوگ ان کا نام لینا بھی
 اس لئے گوارہ نہیں کرتے کہ وہ سیدناؓ کے بیٹے تھے۔ مگر وہ موصوف
 تمام دنیا کی سینا علیؓ کے موقف کے خلاف تھے۔ اگر سینا عقل کے
 بیٹوں کا ہی آپ کے دل میں احترام نہیں تو پوتوں کا کیا ذکر؟ مگر میں اباب
 بصیرت کے لئے سینا عقل کے پوتوں کا نام بھی پیش کرتا ہوں۔
 ۱۔ احمد بن محمد بن حقیل (سیر الامیر) ۲۔ عبداللہ بن مسلم بن حقیل (جلال الصیغ)
 ۳۔ محمد بن مسلم بن حقیل (ریاض الشہادۃ) محمد بن ابوسعید بن حقیل (تقاسم)
 ایک کتاب میں عمر بن مسلم بن حقیل کا نام بھی نظر سے گزرا ہے۔ افسان سب
 کی بجائے سیدہ زینب کے بطن سے عبداللہ بن جعفر کے عون اور
 محمد دو فرزند بھی بنا کر کریم میں پہنچائے گئے جن کی عمریں کچھ اٹھ دس
 دس سال بیان کی گئیں اور پھر بڑے طویل معجزیہ کلام نے منسوب کردہ کے معرکہ
 کربلا میں رستم اسفندیار کی طرح تلواروں چلاتے ہوئے دکھایا گیا اور پھر
 شہید ہوئے جوئے بیان کیا گیا ہے۔

حالانکہ سینا عبداللہؓ سیدہ زینب کے بطن سے صرف ایک ہی بیٹا
 علیؓ (زینبی نقار) جو سینا عبداللہؓ نے سیدہ زینب کو طلاق دینے کے بعد اپنے پاس
 رکھا تھا۔ البتہ عون اور محمد سیدہ کے ولید تھے ان کا کربلا میں مقتول ہونا بیان
 کیا جاتا تو کسی حد تک درست ہے۔ البتہ عبداللہ بن جعفرؓ کے بطن میں
 فرود موجود تھے۔ صاحب تقاسم کی روایت کے مطابق حوا کے بطن سے تھے۔
 لہذا اپنے چچا کے لئے جان مار گئے۔ کیا یہ لوگ حضرت رسولؐ سے خاص تھے؟ کیا یہ مزاح

لال بیت سے نہیں تھے کہ یہ سب کے سب کربلا میں حبش کے ساتھ موجود نہیں
 تھے۔ کیا کربلا میں جو مطروحات مسکیتاں طیں نے برداشت کیں یہ لوگ ان سے
 پیچھے کیا حسینؑ کے لئے انہوں نے اپنی جانوں کے مذائے پیش نہیں کئے؟
 پھر ان کے تذکروں سے آپ کو کیوں مغرب ہے؟ کیا ان کی اولادوں کا یہ جرم ہے کہ
 وہ اپنی تمام زندگی غلامانہ وقت کے ہاں شہرِ لیل اور دوست ہے؟
 کیا کسی رافضی نے کربلا میں ذبح نہ کیا جانے والے علویوں (علیؑ) اور ابنِ العابدینؑ
 زید بن علیؑ، محمد باقرؑ، جلیل اللہ بن عباسؑ، حسنؑ، حسینؑ، سیدہ زینبؑ اور
 سیدہ فاطمہؑ وغیرہ سے جو کربلا میں موجود تھے ان فرضی مظالم کے متعلق کوئی عدالت
 بیان کی ہے۔

وہ سب کے سب ان مجسم اہل بیتؑ سے تمام عمر گزار رہے اور اس لئے آج
 تک ان لوگوں کی مجال میں بھول کر بھی ان کی کتابیں مستحکم کام نہیں لیا جاتا۔



شیعیت اسلام کی کیوں دشمن ہے

حضرت فاروق اعظم کی فتوحات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی یہود کا قلع قمع کر دیا تھا پھر مر گئے۔ کچھ اسلامی مملکت سے باہر چلے گئے۔ بظاہر ان کا ہفتہ ختم ہو گیا۔ یہ صدمہ یہود کے لئے ناقابل فراموش تھا۔ بعض نے منافقانہ اسلام قبول کر کے مملکت اسلامیہ میں حکومت اختیار کر لی، دولت مندی، عزت، عمارتیں، جہاز کی اداہن، عورتوں کے وسائل کے سیدھے میں انہوں نے زیر زمین نہایت احتیاط سے ایک تحریک کی طرح ڈالی اور مہترق اس کے پورے ان چرخوں میں مہترق ہو گئے۔ صدیق اکبر کے دور خلافت میں بھی یہ لہجے کام میں معروف رہے۔ اور جب فاروق اعظم کی خلافت کا زمانہ آیا۔ تو ان کی زیر زمین تحریک کافی منظم ہو چکی تھی۔ مگر نہایت محتاط۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت دنیا کی دو عظیم سلطنتیں روم اور ہندوستان پر کس لمن الملک۔ بجا رہی تھیں۔ مشرق میں ہندوستان جو کسی سلطنت تھی۔ اور مغرب میں عیسائی سلطنت تھی۔ حضور کی زندگی میں آپس میں ان کے درمیان دو جھڑپیں بھی ہو چکی تھیں۔ سب اسلام کے خلاف اپنے اپنے پٹوں پر چل کر چوکوتوں کوئی قدم اٹھائیں کہ تین دنوں کے بعد فاروق اعظم نے قادیان اور یروشلم کے معرکوں میں ان کے ہاتھ شکست کھائی۔ اور ان کی کڑواہٹ کو دیکھ کر حالات کے تقاضوں کے تحت ضروری سمجھا گیا کہ جو سیدوں کو وسط اسی سے نیست و نابود کر رہے ہیں پہلی کی جائے چنانچہ اسلامی اہل حق، قادیان نے ایرانی مہلہ پر دگر کوئی سر کی آخری صعد سے بھی باہر نکال دیا

اب اس شخص سے شیعہ مذاہبان کے فیملی عنوان سے تعلیمات روح ایدالہ
 دہادہ یعنی کے شیعہ مصنف حسین کاظم ناوہ کی زبان سے سیکھ کر
 جس دن سے کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے کھلی ہوئی کھلم کھلا کی جانب سے ایران
 کو فتح کیا اور اس پر غلبہ پایا۔ ایرانیوں کے دلوں کے اندھ کینہ و انتقام
 کا یہ جذبہ متعدد مواقع پر ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں پر وہ سے باہر آکر یہاں تک کہ
 فرقہ سفیدی کی بنیاد پڑ جانے سے پہلے وہ اس کا اظہار ہو گیا۔
 صاحبان واقفیت و اطلاع اس بات کو جانتے اور جانتے ہیں کہ کینہ
 کی بنیاد و مہر میں اعتقادی مسائل اور نظری و فکری اختلافات کے
 علاوہ ایک سیاسی مسئلہ بھی داخل تھا۔

(وہ سیاسی مسئلہ کیا تھا اس کے متعلق بھی اسی مصنف کی زبان ہی

سن لیجئے۔)

ایرانی ہرگز اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے تھے۔ نہ معاف کر سکتے تھے
 اور نہ قبول کر سکتے تھے کہ مٹھی بھر شیعہ پریم ہونے والے عربوں نے جو جنگ اور
 محرم میں سب سے فاسد تھے ان کی مملکت پر تسلط کر لیا اور اس قدم ملک
 کے خزانوں کو لوٹ کر غارت کر دیا اور ہزاروں بے گناہوں کو قتل کر ڈالا۔
 (بحوالہ تحقیق مزید علامہ احمد عباسی ص ۲۶۱، ۲۶۲)

ایران کے غریبوں کے سینوں میں فاروق کا ظلم کے خلاف غصہ، کینہ،
 انتقام اور دشمنی کی آگ شدت سے شعلہ زن تھی۔ چنانچہ ایک شیعہ شاعر فرمادی
 کہتا ہے۔

بشکست و غنیمت ہر زبان چہا ۛ ہر دہادہ و گدیشہ۔ جہرا
 ہین عربہ بر غضب خلافت علی بیت ۛ بالآل عمر کینہ قدیم است جسم
 کہ ہمد عمر نے زبانی روسا کی پشتیں کوڑ دیں اور مجاہد کی نواہ کو تباہ و برباد کر دیا۔

عمر کی مخالفت ہم اس لئے نہیں کر رہے کہ انہوں نے علیؑ کی خلافت فحش کی بلکہ عمرؓ کے ساتھ ہم کی دشمنی کی اصل وجہ وہی پہلا کینہ ہے۔

مصنف مذکور بالا ہر طریقہ بیان علیؑ نہیں سے تھا، اپنے جو سی بغض کے باوجود قیہ کو کس طرح اگل رہا ہے اگلے چل کر لکھا ہے کہ ایرانی مسٹر اور عثمان کے دشمن کیوں تھے، سادہ علیؑ اور اولاد علیؑ کے دوست کیوں تھے؟ حضرت عمرؓ کے حضور میں جب ایرانی لڑکیاں اور غلام اپنے لڑکے انہوں نے تقسیم کر دیئے تو علیؑ نے اپنے حشمتیں آنے والے تمام لڑکی، غلام لڑکے کر دیئے۔ چنانچہ اس طرح تمام لڑکی اور غلام آزاد ہو گئے۔

ابو لؤلؤ نے فیروز قاتل حضرت عمرؓ کے رشتہ ہر مزان ایرانی کو عبد اللہ بن عمرؓ نے قتل کر دیا۔ عبید اللہ گرفتار ہوئے اور سیدنا عثمانؓ کے سامنے پیش ہوئے ہر مزان کے بیٹے قاتلان نے انہیں معاف کر دیا مگر حضرت علیؑ بدستور حضرت عبید اللہ سے قصاص لینا چاہتے تھے۔

تایم بنی فلاڑ سے جو کچھ سامنے آتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک عیسائی غلام پیغمبر ابو لؤلؤ اور ہر مزان کو حضرت عبید اللہ بن عمرؓ نے قتل کر دیا۔ اس وقت کھسکے گئے تو فیروز ابو لؤلؤ سے ایک ٹیجر گرفتار شہادت مسٹر کے بعد انہوں نے یہ بیان لیا کہ یہ وہی ٹیجر ہے۔ اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ فاروق اعظمؓ ایک مازش سے شہید ہوئے تھے۔ اور لطف یہ کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب سیدنا علیؑ ہر مزان کے خلاف ہوئے تو انہوں نے قاتلین عثمانؓ سے بدلہ لینے کی بجائے عبید اللہ کو دس سال بعد گرفتار کرنا چاہا سیدنا عبید اللہ نے اپنے ہاتھ کو روکا اور عبید اللہ بھاگ کر حضرت امیر معاویہؓ کے پاس خاص چلے گئے۔

ابو لؤلؤ فیروز کی خودکشی کن کو طبعہ آن کن بلا سبھاغ کی حد تک نام سے جسے دہریہ سے ملتے ہیں اس میں ہر مزان کو شہید یعنی شہادت ہے۔ ۵۔ خطہ جو الفریخ تالیف محمد بن علی بن بابا الحریف بن حنظلہ نے دیکھے ابھر کی تاریخ کی کتاب شہین مہر اور مصنف کی تہہ حقیقت مذہب شیوہ

اس معاملہ نے ایرانیوں کے دلوں میں عسکر اور عثمان کے خلاف غصہ اور کینہ کی آگ لگا کر دیا اور حضرت علیؓ کے ساتھ ان کی محبت کو اور زیادہ کر دیا جو اپنے بادشاہ اور سرپرست سے محروم ہو گئے تھے۔ اس دن سے حضرت علیؓ کو پناہ ملی اور ہریان سمجھنے لگے اور ان کی اولاد کے حق میں اپنے اہل بیت و محبت کا اظہار کرنے لگے۔

ان میں کسریٰ کے خاندان کی رشتہ داروں کی تھی، حضرت علیؓ نے اسے حضرت حسنؓ کی زوجیت میں دینا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اور ایران کے ایک زمیندار کی زوجیت قبول کر لی۔

(طبری ج ۲ ص ۱۵۵، اہل حضرت تاریخ الامم اسلامی ج ۲ ص ۲۰۰، اخبار اطفال ص ۱۶۴)

یہودی ۱۔

یہودیوں نے بدھریہؓ کو لے کر لکھنؤ اور ہمدون کو ملک مین کے شہر صنعا کا عبداللہ بن سنان نامی ایک نہایت عیارہ مکان، شاطروں اور جہانگیر یہودی عالم بل گیا جس نے بلاشبہ سیتنا عثمانؓ کے خاندان میں اسلام قبول کر لیا اس نے تمام ملک میں پھیلے ہوئے تو مسلم یہودیوں اور کم علم نو مسلموں کے علاوہ جہانگیر پیشہ قسم کے لوگوں کے درمیان رابطہ قائم کر کے ایک نہایت ہی مخرب پسند گدہ تیار کر لیا یہودی زمین اور دولت سے لہجی کینہ و حسد سے مل کر ایک دو اشرہ تفریبی بھیجی تیار کی۔

چنانچہ عبداللہ بن سنان کے متعلق مشہور شیعہ ذیلیف رجال کش کے ص ۱۰ پر مرقوم ہے کہ عبد اللہ بن سنان شہر صنعا زمین کا رہنے والا یہودی تھا بلاشبہ مسلمان ہو کر چند روز مدینہ میں ٹھہرا۔ پھر مصر و جلا گیا۔ پھر دوسرے ممالک میں گھوم گھوم کر سائنسی طالعہ تیار کرتا رہا۔

۱۔ عبداللہ بن سنان کی قبریں کوفہ میں ہیں مگر تفصیل دیکھنی مطلوب ہے جو ان تو مصنف کی کتاب حقیقت مذہب شیعہ کا مطالعہ کیجئے شہر بغداد عثمان کا مطالعہ کیجئے۔

وصایت کا عقیدہ اسی کی اختراع ہے۔ آخر یہود اور یسوس کے اس گٹھ جوڑنے پر بدنام
عثمانؓ نے ذوالنورین کو شہید کیا۔

سیدنا علیؓ کی خلافت ان لوگوں نے سیدنا عثمانؓ کو ایک سو پچیس
منصوبے کے تحت شہید کرنے کے بعد سیدنا علیؓ کو ان حالات میں
فحنت خلافت پر بٹھایا کہ صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت نے سیدنا علیؓ کی خلافت
کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ چونکہ آپ کے گسرہ ان لوگوں کا گھیرا تھا۔
جو اعلان سیدنا عثمانؓ کے قاتل اور کافروں کے ساتھی تھے۔ معاملہ کرشمہ میں سے جن
بزرگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ بھی اس شرط پر کہ سب سے پہلے قاتلین
عثمانؓ کے قصاص لیا جائے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت طلحہؓ اور
حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے کبار صحابہ نے بیعت کرنے سے انکار
کر دیا مؤرخین کا بیان ہے کہ سب سے پہلے قاتلین عثمانؓ میں سے آپ کے ہاتھ پر بیعت
کرنے والا سبائی لیڈر الاشترؓ تھے۔ شہادت عثمانؓ کے بعد فاطمہؓ بن حرب جو
ابن سہل کا نام علیہ تھا اور مصری ہائی کمانڈر تھا پانچ روز تک امیر مدینہ رہا۔ الاشتر
نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے جبر بیعت لی۔ قاتلین عثمانؓ کے قصاص کا معاملہ
کھڑائی میں پڑ پڑا چلا گیا۔ حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ دو تین مہینے انتظار کرنے کے بعد مکہ وطن
ہو گئے۔ حضرت علیؓ کے لگے بھائی حضرت عقیلؓ حضرت علیؓ کی پالیسی سے
دل پر ہارستہ ہو کر دمشق حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔
حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔
سیدنا حسنؓ نے تپ کو مع کیا اور کہا اباجان! اس اللہ سے کہ جائیں اس سے سوائے
اس کے کوئی فتوہ بلند نہیں ہوگا۔ کہ مسلمانوں میں خون ریزی ہوگی۔ اور آپس میں
اختلاف پیدا ہوں گے۔

حضرت علیؓ مدینہ سے کوفہ چلے گئے اور بعد میں جنگ جمل اور جنگ صفین کے

معرکہ پیش آئے جن میں تقریباً ایک لاکھ اور سی ہزار کے مدین مسلمان شہید ہوئے۔ بلاشبہ سیدنا علیؑ اپنے ہی ایک خلیعہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

سیدنا علیؑ اپنے خلیعوں سے نالائق تھے | ان کے خلیعہ

ان کی زندگی میں ہی بڑا جھلکا کہنے لگے تھے چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:-
 • یعنی اگر تم اس پر اصرار کرتے ہو کہ میں نے خطائی اور میں گمراہ ہو گیا (یعنی....)
 شیعان علیؑ نے آپؑ کو دوبارہ خطا کار اور گنہگار کہنا شروع کر دیا تھا (المؤلف)
 قیسریؒ کی طرف سے سبب سے عام طعن یہ تھا کہ سیدنا علیؑ نے اسلام کو یعنی عام
 مسلمانوں کو، غیر غلامانہ شلٹ پر معائنہ کرنے والے حضرت علیؑ کے حکم کے
 کیوں منکر ہیں (المؤلف) کیوں گمراہ کہتے ہو۔ اہل میری خطا کا مواخذہ ہی سے کیوں
 کرتے ہو۔ (یعنی غلطی تو عذر باشد من ذلک سیدنا علیؑ کہیں دور گالیاں صحابہ کرامؓ
 کو دی جائیں۔) (المؤلف) اور میرے گناہوں کے سبب سے ان کو کافر کیوں کہتے
 ہو۔ (ترجمہ نوح بلافہ قسم دل ص ۲۶ بحوالہ النجم بکھو نمبر ۶ ج ۶ ص ۱۱)

شیعان علیؑ کے پیکر

میں بنایت مدد مند، دل سوزی اور دقت بھرے جذبات سے آپؑ کے سامنے
 اس حقیقت کو پیش کرنا ہوں کہ آپؑ کو ایران کے یو سیدل اور عرب کے یہودیوں نے
 اپنی اسلام دشمنی کی آڑ میں اپنے مکالمات اور قیامانہ آپسینہ اور ماحوزہ حربوں سے حب
 علیؑ کا مستند نعرہ دے کر ایسی بھول بھلیوں اور ایسے سرب میں دھکیل دیئے کہ جہاں
 سے نکلنے کے لئے گہری فرست کی ضرورت تھی۔ ان لوگوں نے آپؑ کو محبت علیؑ کی
 آویں اصحابِ شعلہ، اہل بیت المؤمنینؑ اور تمام صحابہ کرامؓ کے خلاف بغاوت کی۔ ایسی شعلہ
 گوئیوں کا عادی بنا کر آپؑ کے عوام کو اس حد تک معطل کر دیا ہے کہ آپؑ میں سمجھنے
 سمجھنے کی صفحیت نہیں رہی اور یہ اسی صلاحیت کے چھن جانے کا اثر ہے کہ آپؑ لوگوں نے

ایہاں الومنین اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ مفروضہ اہلبیت اور مفروضہ حقوت کے حامین عصمت کو تار کر کے میں بھی شرم محسوس دکی پوس دیکھدی گئے جوڑ کا کاہن اس بھی صرح آپ کے قلوب و لہز ان کو اپنی گرفت میں لے چکے ہیں ایک اندھے کی صرح چاروں طرف اپنی لالچی کو گھاتے چلے جا رہے ہیں۔

بنی آپ سے محفوظ نہیں۔ صحابہ کرامؓ آپ سے محفوظ نہیں۔ علیؓ اور اولاد علیؓ جن کی محبت کے آپ مدعی ہیں آپ سے محفوظ نہیں۔ آخر آپ کا مقصد اس پو مکی تحریک سے کیا ہے۔

مفروضہ حقوت اور اہلبیتؑ سے آپ نے جو سلوک کیا وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ کو جب موقع ملا۔ آپ نے کسی سادہ لوح فاطمی یا علوی کو تعمیر حکومت موخر کے خلاف بغاوت کا نعروں لگوا دیا۔ اور جب وہ طریوب یو سوس فی مسددہ الناس من الجنۃ والناس کے نسخے میں پھنس کر سیٹھ پر آیا تو آپ کا دور دور تک وجود نظر نہ آیا۔

آج آپ کی ایہاں مکتب سے کوئی شکا بندہ آپ کے مفروضہ تعلیمات سے بھی گر کر پے ظاہر کرے تو آپ اس سے بھی تکار کر دیتے تھے، آخر یہ کیا کیوں ہے کیا ڈرامہ ہے۔ کیا پچھتے کیا مانگتے۔ یہ آپ کا دین کیا دین ہے آپ چاہتے کیا ہیں کیا بھی آپ نے ان باتوں پر غور کیا کہ خود خدا کے لئے چند لمحات کیلئے اپنے مفروضہ تعلیمات کو ذہن سے جھٹک کر اپنے آپ کو بنی علیہ اسلام کی زندگی کے کسی گوشے تک سے جاوے کیا اتنا غصیم نہیں، قسمت کا سات، ہر جہد و جدی، دانائے شبل، ختم درس مولا کے گل، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا تھا کہ وہ ساری زندگی منافق بیویوں، کافرا قلیوں، مشرک دوستوں اور بے دین حویلیوں میں چپاؤ کر زندگی گزار دے اور اصرار اس کی آنکھ بند ہو۔ اور ہر تمام امت سوائے دو تین کے متبد ہو جائے

بشمول تمام صحابہؓ، مکرر اور عثمانؓ کو آپ کا فرود منافق کبہ سے ہے، ایہاں

المؤمنین کو آپ منافی مروان رہے میں علیؑ کا آپ گمراہ کہہ رہے ہیں جس کو
آپ نے ہی من المؤمنین کا خطاب دیا اور بعد جن قین کو آپ نے پہلے مسلمان کہا۔ انہیں
بھی بعد میں کافر بنایا۔ واللہ اعلم۔

خود کیجئے اور سوچئے کیا یہی اسلام ہے جس کے آپ مدعی ہیں بعد یہ بھی آپ کا فیصلہ
ہے کہ امام مبدیؑ اس وقت ظہور فرمادیں گے جب ۳۳۰ مومن اس دنیا میں موجود
ہوں گے۔ مطلب آج دنیا میں جب آپ جیسے کروڑوں مومنین موجود ہیں پھر یہ ۳۱۳ کے
کیا معنی؟ یعنی کھڑے شیعوں میں سے ۲۱۳ بھی بچے مومن نہیں۔ آپ نے خود اپنی ذات
کو بھی نہیں بچا۔ اسی اور چنڈی گٹھ جوڑنے آپ کے قلب و نظر پر تعصب و عناد اور جرات و
تسلط کی یہی دہیز تھیں وہ پٹیل جڑھا دیں کہ آپ سے سوچئے، سمجھئے کی تمام صلاحیتیں مفقود
ہو چکی ہیں۔

عشراۃ عثمانؑ | ہمارے نزدیک سیدنا علیؑ غنیمی اکرم کے
مقام زاد بھائی اور داماد تھے۔ علیؑ

کا سابقہ لادون ہونا محل نظر ہے۔ آپ اس وقت نابالغ تھے۔ جہاں ایمان ہے
کہ نبی کے اصحاب میں ہر کسی وقت معمولی سی سبکدوشی ہوئی بھی تو فساد فح ہو گئی۔ سیدنا
علیؑ سیدنا عثمانؑ کے بعد وہاں خشک کاروبار سے دست تھکے۔ اسی لئے آپ نے
بعد فوشی اپنی خدمت جگہ سیدہ ام کلثومؑ اس کے نکاح میں دے دی۔ سیدنا علیؑ پر
سیدنا عثمانؑ کے مقام اور مرتبہ کو پہنچاتے تھے۔ آج شیعہ اپنی مجالس اور مافل میں
سب صحابہ کا گھسا پٹا قدم دیتے رہیں تو اس کا کیا علاج۔ مگر شیعہ مذہب
کی اثبات، انتخاب صحابہ کو امام بنانا اس کو صحابہؓ کی شرک و تعریف کو صرف

خزوں سے بھری پوری ہے۔ چنانچہ سیدنا عثمانؑ کے متعلق شیعہ: سیدنا عثمانؑ ایف حد تحقیق جو
فائدہ جدید مکتوب میں مرقوم ہے شریف و ملاقا میں عظمت عثمانؑ حضرت علیؑ کے شریک
ہیں کہ خود انکی سیدہ فاطمہؑ نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں دیں کہ وہ دونوں حضرت علیؑ کو بھگوانی کے اہل
سے تھیں (۱)

تفصیل کے لئے دیکھئے: "مکتوبہ سیدہ فاطمہؑ"۔

شیعوں کی محنت کتاب فہملا اخبار مطبوعہ مطبعہ صیغہ فیض میں ہے۔
 بنی علیہ السلام کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی کے نکاح میں آئیں
 حیات المقلوب میں ہے، عثمان بن عفان ام کلثوم زاپش اداکن کہ نجات
 آور دور حمت الیہ واصل شد بعد از او حضرت رقیہؓ نزد بیچ نمود۔

(حصہ ۱ جلد ۱)

مگر شیعوں نے اس اصحابِ ثلاثہ کو بڑا کینے سے نہیں تھکے۔ حافظ ابن کثیر لایض
 بہم الکفاد کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں کہ امام مالک اس آیت سے ایسے لوگوں کا
 کلام غناایت کرتے ہیں جو کہ صحابہؓ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔
 انور سہرستینا ص ۱۲ کو تائین عثمانؓ نے اس شروع قصاص میں لے لیا کہ صحابہؓ
 کہ اس کی کثرت آپ کی غفلت پر متوجہ نہ ہو سکی۔ شام کا تمام علاقہ حد نصف جہان
 اس مطالبہ پر قائم رہا۔ کہ اولین کام تائین عثمانؓ نے قصاص کا کچھ مگر آپ اپنی خواہش
 کے بغیر اثر قصاص میں لے لے میں کامیاب نہ ہو سکے اور بالآخر سہلہ ہی ایک شیعہ
 کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔

(رستینا حسن نے اپنے شیعوں سے داغ بداشتہ جو کہ تمام کچھ رستینا
 معاویہؓ کے واسطے کر دیا۔) فرمائیے کہاں تھیں آپ کی لاش؟ حضرت حسنؓ کی لاش تو معاویہؓ
 کی طرف منتقل ہو گئی پھر حسینؓ کو کس نے لاش کی کہ امام ہوئے۔

حسینؓ شیعہ جان ماری کے چکر میں اُتر کر کوفہ پہنچے تو نفسا بدلی ہوئی باقی
 آپ حقیقت حال سے آگاہ ہو کر اپنے چچا زاد امیرِ مدینہؓ کی طرف روانہ ہو کر کربلا کے
 مقام پر پہنچے۔ تو شیعہ جان ماری نے یہ دیکھ کر کہ اب ہماری خیر نہیں۔ انہیں شہید
 کر دیا۔

یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی۔ کہ کربلا کے اور کوفہ کے واسطے میں نہیں۔ بلکہ
 کربلا کوفہ اسد مشرق کے راستہ میں یعنی بالکل مخالف سمت میں ہے۔ لہ
 قائلین حسینؓ شیعہ تھے۔ اس بات کے ثبوت میں کہ قائلین حسینؓ شیعہ

لے مارے گئے۔

تھے بشیعہ مصنفین کی تمام کتب بھری ٹہری ہیں لے۔ بیسویں کے اس اقرض کا خلاصہ ان کے دو فقرات میں خدا ان کے نہان سے خلاصہ کے طور پر یوں ہے کہ "اس قصیر شیعہ امامیہ استدلال تقیہ"۔

اللہ شیعہ قتل حسین سے قریب خدا ہوتا ہے لے

عشلی (زین العابدین) امام چہارم عشلی (زین العابدین) جو میدان کر بلا میں موجود تھے اور سانحہ کربلا کے عینی شاہد ہیں۔ ان کے ہمراہ بن ہریرہ بھی جو کئی سال تک کربلا کے واقعہ کے بعد زندہ رہے۔ ان کی زبان سے ایک لفظ بھی اس قسم کا کسی تاریخ میں نہیں ملتا۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ انوارِ نبیہ حسینؑ کی قاتل تھیں۔ بلکہ سیدہ زینبؑ نام کثومؑ اور خود عشلیؑ (زین العابدین) کے خطبات و اس بات پر شاہد ہیں کہ کوئی شیعہ ہی سیتنا حسینؑ کے قاتل تھے۔ یہ ایک مجددِ مہترمہ دینیان میں آگیا۔ دیکھنا یہ مقصود ہے کہ سیتنا عشلیؑ (زین العابدین) کا من سا ایسا لانا نہ ہے جو کسی حد پر بھی دین اسلام کے کسی شعبہ سے متعلق کسی قسم کی ترقی کا موجب ہوا ہو من گویا ان کی اولاد کو عین مزاحم آنکہ کو شیعہ حسب کہیں یا ماکان و مائیکون کا جلسہ دلا۔ ان کے ہاتھ میں مددِ جنت کی کھیاں تھادیں۔ لہذا انہیں شافعِ فخر اور ساتھی کوثر کہہ لیں۔

بلکہ قاتلین حسینؑ کے نام سے ایک کتاب مولانا حافظ سلیم عبدالشکور مرزا پوری نے ان سے تقسیم نصف صدی پہلے سیدۃ المطاہع لکھنؤ سے شائع کر کے ماہنامہ انجم کے ساتھ شائع کی تھی۔ جس کا جواب کسی شیخ احمد حسین خاں بہارہ رئیس پیر لوان ضلع پٹناب گروہ نے پہلے سیٹھ انبر کے نام سے رسالہ قاتلین حسینؑ پر لعنت کے نام سے شائع کیا تھا جو کتب و اضرار اور دشنام طرازی کا پندہ تھا۔ اس کا جواب دشمنان حسینؑ کے نام سے مولانا شباشکو نے شائع کر لیا تھا جو انجم لکھنؤ نمبر ۴۱، جلد پنجم، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸

منہاں ہند ہو سکتی ہے ذہن کا قسم روکا جاسکتا ہے۔ دیکھنا صرف یہ ہے۔
کہ انہوں نے اس دنیا میں کون سا عملی کام کیا کہ ان کی تبلیغ دین کی کسر قند لوگ
کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا۔ کس جہاد میں شامل ہوئے۔

(ہماری معلومات کے مطابق وہ بزرگ حوالت نشین تھے۔ حکام وقت نے
حلیات اہل کفر کے انہیں منہم روڈ گار سے قانع کر دیا تھا۔ ان کے افسر
اقتدار میں چند ایک کوشیعیان علی نے خروج کے لئے گھبراہٹ نہیں دے سکتے تھے
جس کے نتیجہ میں انہیں بن شیعان علی کی زبان سے سب و شتم کا لفظ نہ بننا بھی پڑا
مگر انہوں نے اپنا مقام نہ چھوڑا۔) البتہ جن پر شیعیان علی کا جادو عمل جاتا رہا اور وہ بار
بار خروج کرتے رہے۔ بدامانیاں کرتے رہے۔ پتے پتے قتل ہوتے رہے۔ جہاں انہیں
فرمانت ملی۔ انہوں نے ملا کو دھچکیز سے لہر کر فریاد کیا، اسلام پر ظلم و ستم کیا۔
خود کا نام جنوں رکھ دیا۔ خمد کا جنوں آج کل بھی منہ سے اٹھنے لگے۔

ہوئے۔ بیٹربڑی کے نوکین، تباہ کنوشی، مغرب نوشی کے دلدادہ، مہذب پیر
انہوں کے سچا، کتوں کے عاشق، غرضیکہ کتاب و سنت کے خلاف، جو کام
ہیں ان سب کے حامل، عترتی، کے طلبہ دار ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قانون کو بھول
چکے ہیں کہ میل القدر پیغمبر، حضرت نوح کا حقیقی بیٹا ہی یہ کہہ کر کہ قال
لنُوحِ إِنَّكَ لَيَمُنُّ بِمَا أَفْلَحُ، وَكَانَتْ عَمَلُهُ غَيْرَ صَالِحٍ كَرِيحاً۔

یہ بد عمل یہاں سے محترمت کے مدعی بن

کہ نبوت میں حصہ دار بن رہے ہیں۔ آج یہ مخلصہ زندہ خاص دعویٰ سامنے ہے تم سید
جو یا کہتی، اس کا مطلب یہ ہوا کہ سید نبی نے اسے مسمیٰ نہیں بلکہ نبی ہیں۔ ہم
تو معاذ اللہ سیدنا علیؑ کو بھی امت سے خارج سمجھنے والے کو حقیقی کافر سمجھتے ہیں

ایک انسان یا تو خود نبی ہے یا نبی کی امت سے ہے۔ نبی کی نبوت کا منکر کافر ہے۔
مگر یہ جو قاروہ کہاں سے نکل آیا جو نبی نہیں، امتی بھی نہیں۔ اس لوگوں نے تید ہو پستی
کا نعروہ وضع کر کے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہے۔

اب ہم تاریخی روشنی میں اس امر کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ کہاں لوگوں کو
”قریب رسول“ کہہ کر ان سے مشک کی دھندیل پیٹی جا رہی ہے۔ انہوں نے ہانسی پیچے
تاریخ کے صفحات میں کیا مخالفت چھوڑے ہیں۔

ان لوگوں کے کردار کی جو چند جھلکیاں اس مختصر سی کتاب میں سمونے کی کوشش
کی گئی ہے اللہ تعالیٰ ہر کلمہ کو مسلمان کو ان کے مشک سے اپنی پناہ میں رکھے۔
تسینا عین مل کے بعد جو لوگ مدعی خلافت ہو کر موقتہ حکومتوں کے
حلاف فروغ کرتے رہے ان میں سے دو زمین واقعی مسلم وفضل میں یکساں
سزا گار تھے۔ گروہ خون کر کے اپنے آپ کو طاقت میں خرچ ڈالے۔ تو آج تاریخ میں ان کے
نام نمایاں نظر دیتے۔ چند ایک نے یہود و مجوس کے ہلکانے سے فروغ کیا۔
مگر حکومت وقت کی گولٹالی پر قہر تائب ہو کر خانہ نشین ہو گئے۔ ان کا کثرت ان غلو
کی ہے۔ جن کی بلکہ طریقوں اور بد اعمالیوں سے شیطان بھی پناہ مانگتا نظر آتا ہے۔
کعبہ کے دقتی خزانے لوٹ رہے ہیں۔ کعبہ کے پردے تار رہے ہیں
کعبہ کے صحن میں قتل عام کر رہے ہیں۔ کعبہ میں بیٹھ کر شراب
پی رہے ہیں۔ جہاں کو لوٹ کر قتل کر رہے ہیں۔ راج بند ہو گیا ہے۔ پھر اس سلسلہ
کو دینہ النبی تک پہنچایا جاتا ہے۔ — — — — —
ہیمنہ ہیمنہ جھرنک مسجد خدو میں
نڈ نہیں پڑھنے دی جانے۔ اشعار کو تو جا رہا ہے۔ اور لوگ اس دار لا منہ سے
جھاگ رہے ہیں۔

پھر اسی پر کھٹا نہیں کی۔ لوگوں کی غلبہ موت جو بیٹیاں جبراً اٹھائی جا رہی ہیں۔
اور یہاں تک کہ قاضی مکہ کا اٹھکا منہ کاٹ کر لے لے اٹھا کر لے جا کے نظر
لگے ہیں۔

میں نے ان لوگوں کے واقعات کلم بن سکوتے وقت اس بات کی کوشش کی ہے کہ ان تمام واقعات صرف شیعہ کتب میں نقل کئے جائیں تاکہ ان پر اہل بیت اور حاکم بالاعتوت کے مدعیوں کے لئے ساتھ شاید یہ صفحات لطیفیت آموز ثابت ہوں اور اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق بخشے۔

ذیل سے بیانیہ کی بھرپور کاریوں سے ایک تخلیق شہر بانو ہے۔ شہر بانو!

نبی طیبہ اسلام کی حریت اور اہل بیت کی اہل عظیم شخصیتوں کو شیعیت نے پہلے وصیت کے مطابق نہ پاتے ہوئے ان کی ہستیوں سے انکار تو نہ کر سکے مگر انہیں اہل دلوں کی اولاد کے بغیر بنائیت و محنت سے کام لیتے ہوئے کذب، افتراء، جمل و فریب اور بہتان سے بھرپور داستانیں تراشیں اپنے قلم و جہاد کا ہارسن پارہ پارہ کر کے لکھ دیا اور اسی پر بس دہ کی بلکہ سینکڑوں جہول باللسب طعنیہ لکھیں اور بھیجا رڈوں کو جلوسی و قاضی پیش کیا۔ اور اسی پر بس دہ کی۔ بلکہ چاند فرنی وجود تیار کر کے شہزادہ دہری سے انہیں اہل بیت کے نہرو میں مثال کیا۔ اپنی فرضی شخصیتوں میں سے ایران کے آخری سولہ سالہ تاجدار — یزدگرد کے ہاں شہر بانو نام کی ایک شہزادی پیدا کی۔ اور اس کا حسین رخسار سے نکاح کر کے اس کے بطن سے علی (ابن ابی طالب)

نے ظالمین مصر اور نوبان — اور کون تھے۔ اور کس طرح انہیں فاطمی بتائی گئی یا ان خود فاطمی سے ان کا تفصیلی حالات کے لئے واقف کی تالیف حقیقت مستحب شیعہ کا مطالعہ کیجئے۔

۱۔ نوبان اور مصر اور ظالمین مصر و فاطمی و فاطمی و فاطمی۔

کو پیدا کر کے دکھایا۔

یہ کتنا ضمیمہ علم ہے کہ نبی علیہ السلام کلمہ لا کے انہر من الشمس فوت
اعد براہیسی کی موجودگی میں منکر جو کہ نبی علیہ السلام کی ایذا دہی کے موجب بن کر مستحق
لعنت ہو رہے ہیں۔ اعد ہمدار ہر مقام پر مدح کی کمانے کے باوجود میں مذ
مان کی "ٹٹ لگاٹھ جھبے ہیں مگر فرضی دجو دتیار کر لے سے ذرہ بھر شرم
فحشی نہیں کرتے۔

تھمبہ نو کے دجو دکا خالق زخمی متوفی ۷۵۲۸ ع ہے جس نے نزل
۷۵۲۸ میں سب سے پہلے یہ کہانی لکھی۔

زخمی سے پہلے جتنے مؤرخ گزرے ہیں یعنی واقعہ کربلا کا خالق
ابو مخنف ثقفی متوفی ۱۳۰ھ جو مخنف کی تالیف مفضل حسین کا شارح طبری
متوفی ۳۲۰ھ ابن قتیبہ متوفی ۲۶۹ھ یعقوبی؟ متوفی ۲۸۴ھ بذہی بن سعد
متوفی ۴۲۳ھ ابن اثیر بن ہشام سے کسی ایک ہی تالیف میں شہر بانو کی شخصیت کا
اشارہ بھی ذکر نہیں۔ اعد لیکر زخمی کو بھی صدی کے پہلے نصف کے وسط
میں مہا اہام ہوا کہ اس کے بعد اس فرسی ہستی کے متعلق ہیٹ گویوں کی متوفی
میں فضیلتوں بلا ٹیوں اعد زخمیوں کے طوابعوں پطیاد تید ہونے پہلے گئے اعد کی تک
یہ سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ بیان کیا گیا۔

اخری بدشاہ یزدگرد کی دختر شہر بانو ایرانی قیدیوں کے ساتھ
امیر المومنین حسن بن علی ان خطاب کے سامنے پیش ہوئی۔ انہوں نے
اسے بھی دوسرے قیدیوں کے ساتھ ہزاروں فروخت سکے جانے کا
حکم دیا۔ حضرت علی رضاع کئے اعد کہا کہ۔

دپا دشاہ ہزاروں و حجاز کو لے کر ہزار میں سے جانا
خلاف اب ہے بلکہ خضر شہر بانو حضرت حسینؑ فرزند علیؑ کے حصے میں
آئی۔ اسی سبب سے خاندان حضرت علیؑ خلیلہ جوں کی نظر میں، صل نسل کے

حاطے سلسل نسب رکھتا تھا۔ اور سوں خدام سے رشتہ کی بنا پر شرافت اور امتیاز سے بھی محروم تھا۔ تنہا اسی سبب سے یہ خاندان جائزہ و محنت و تاح کیانی کا دلکش ہو سکتا ہے۔ نیز اسی بنا پر حلی درین معاہدین کو جو شجرہ ہونے کے بعد سے ہے۔ فہرہ اجم و العہد کہتے تھے۔ کہیں کہ باپ کی طرف سے ان کا سلسلہ نسب بزرگ ترین بنیہ اکرم سے ملتا ہے۔ اعداں کی طرف سے ملنے نہیں کے نبیہ ترین سہ طیر یعنی عہد کے بادشاہوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

ابھی اکاذیب میں ایک بیان یوں ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد خلافت میں مائیں کے عہد کے میں فیسیوں میں بزرگوار تین بیگیاں گرفتار ہو کر آئید ایک حسین بن علی کو، دوسری عبد مشرب بن عسکر کو اور تیسری محمد بن جوہر کو دی گئی۔

(۳) سلسلہ نسب و شجرہ

میرے بادشاہ یزدگرد کے بیٹے لو فیروز کے نس سے جو ہے۔ پنے اپنے کے علاوہ میرے لیکہ ماتہ سے ہے حق۔ فاطمہ زہراؑ خواجہ میرے بیٹے سے ہے کہنے لگیں کہ میرے صبیح سے تیرا لگا کر دیں گے۔ میں نے کہا یہ بات غلط ہے۔ میرے صبیح تو مدینہ میں ہے اور میرے یہاں مائیں میں جو ہے۔ حضرت زہراؑ نے کہا۔

توقید جوئی اور مدینہ میں پہنچائی جائے گی۔ پھر تیرا لگا کر حسینؑ سے جو گا اور اپنی نس سے بھگوش کرے گی۔ قریب اسل سے فوامام پیدا ہوں گے۔ کہ زمانہ ہمیں جن کی کوئی مثال نہ ہوگی۔ (بعنوان تفسیر فاضل شمس زہراؑ ایضاً ایضاً ایضاً) حضرت حسینؑ نے شہرہ نو کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد تم آجی اہل ہار میں نہ رہنا کہیں چلی جانا۔ مگر قیامہ سرحدوں جو کہ باز آمد میں گشت کرانی جاؤ گی۔

(۴)

جاء اسپ نامہ میں منقول ہے کہ اسلام کے تلامذہ کے بعد آل قباد میں سے کسی کو سلطنت ایران پہنچ گئی۔ اور اثنا عشری شیعہ آل قباد سے پہلے یہ یوں اہم نائب ملو جاتے ہیں۔ ۱۰ شہر بلو کی صف سے آل قباد میں سے ہیں۔
 رقیات روح یاران ص ۱۵۱

تین ہاں کا ملی زندہ ہے جس کی اپنی پادشاہی تالیف کو شہر بلو کے ڈاکو نے زینت سے بچھڑ چھاپہ لکھتا ہے کہ زندہ گرد آٹری سلطانی بادشاہ کی دختر شہر بلو گرفتار ہو کر شہر کے سامنے پیش ہوئیں۔ انہوں نے فروخت کا حکم دیا۔ مگر علی بن مانع اُسے کہ شہر بلو کی طرف سے اس کی طہارتوں سے پادشاہی نہیں کی جاسکتی۔
 بلاخند شہر بلو کی طرف سے اس کے حق میں آئی۔ اس داستان مرثی کے بعد لکھا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب

اس نسل کے بعد سے سلطانی نسب رکھتا ہے لہذا وہیں خدا سے رشتہ کی بنا پر شرافت اور امتیاز سے محروم تھا اس لحاظ سے یہ طائفان جائز طور پر محنت و تاج کمان کا طرہ ہو سکتا تھا۔ اسی لحاظ سے زمین اعلیٰ میں نور عرب والجم کہتے تھے۔

شہر بلو کے متعلق شیعہ اختلافات

میرے سامنے اس وقت تصویر کر رہا ہوں تالیفات حال جناب قسود اللہ زہدہ: خیار مولانا صاحب سید آل محمد علی صمدی اس کتاب کے اخیر میں کسی کی تقریر میں اختلاف منقول ہے۔

تقریر چکیدہ قم فصاحت خیر بہت در قسم صاحب طبع سلیم و ذہین مستقیم ادیب الاحمد لبیب رشاد صاحبیت اکت فرات طاب متقی واپدہ منارہ کربلا و علاء و اباد رسول نظام وود الطاف رب ذوالمنن مولوی سید یحییٰ حسین صاحب نقوی مروسی ۱۱۰۰ میں طبع یوسفی دہلی میں طبع ہوئی۔

اس تمام گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ شہر بانو پر بھی جوئی پر کتاب اہم کتب میں سے افسری کتاب ہے۔ یہ اس میں لکھا ہے۔

صاحب ریاض الشہادۃ لکھتے ہیں کہ شہر بانو اسی زمانہ میں نہیں تھیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

شہر بانو در آن صحرای منور بود چنانچہ سابق تذکرہ سابقہ مورخین صرف یہ اشارہ کیا گیا ہے وہ پہلی مہارت ریاض الشہادۃ میں یہ ہے۔

از احادیث ظاہر ہے خود کہ شہر بانو در امام زین العابدین در صحرائے کربلا حاضر ہوئے۔ بلکہ چنانچہ مستفاد می شود از اخبار این است کہ مدت و وضع از دنیا رفت و کربلا میں امام زین العابدین کی عمر ۴۴ سال تھی۔ یعنی کربلا کے وقت سے ۲۲ سال پہلے یعنی تقریباً ۴۴ میں فوت ہو گئیں۔

و ان مصائب و وقایع مانندیہ و بعضوں نے لکھا ہے کہ موجود تھیں۔ چنانچہ ابن شہر آشوب نے لکھا ہے۔

و جافرو باحد اساد بنی الا شہر بانو یافانھا التفت لنفسہ فی العسرات۔

یعنی تمام پہیلیاں گرفتار ہو گئیں۔ مگر شہر بانو خود فرات میں ڈوب کر مر گئی (یعنی خود کشی کی حرام موت اللہ تعالیٰ)

نظام میں اس روایت کے باب میں ہے۔ منافی باجمیع روایات اربعین است کہ ابن شہر آشوب کا بیان باقی روایات کے خلاف ہے کہ شہر بانو فرات میں ڈوب کر مر گئیں۔

ظاہر ہے کہ ایسا فعل خود کشی کا ایسی مظہر ہے کیوں کہ مرزد ہو سکتا ہے۔ اور نظام میں ہے۔

پہلے ذکر کتب معتبرہ از روایات حدیثیہ شیعوہ بنظر سید شہر بانو در نقاس و فوات یافتہ و کفالت و حضانت امام سجاد علیہ السلام کی لڑائی اولاد حضرت سید الشہداء

ہی نورِ اداس کی سند میں حدیث عیون اخبار الرطاد تحریر کی ہے۔ لہذا
 ملائے مجلس نے جلال العیون میں ابن ابیہ سے پسند معتر حضرت امام
 رضا سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدین از وہیم رسیدہ و چوں آنحضرت
 از و متولد شد او پر محبت الہی واصل شد۔

اوما لکھل المصائب میں بھی جناب شہر بانو کا کربلا میں نہ ہونا مرقوم ہے
 بہر زوج وہ روایت جس میں گھوڑے پر سوار ہو کر جناب شہر بانو کا ملک
 سا کی طرف جانا باجانت امام حسینؑ مذکور ہے۔ یہ روایت منافع کثیر و غیرہ
 میں ہے۔ فرات میں ڈوبنے اور قید میں جانے کی روایتیں گھوڑے پر
 چڑھ کر چلے جانے کو جھٹلاتی ہیں۔ علاوہ بلکہ امام حسینؑ گھوڑے پر چڑھنے
 کی صورت کو کیوں اجانت دیتے۔ حدیث میں تو اس صورت پر لعنت
 وارد ہوئی ہے۔ جو گھوڑے کی زین پر سوار ہو۔ و نیز حضرت نے اپنی دیگر
 ازواج ام اسحقہ مصائب سے کیوں نہ فرمایا۔ کہ تم گھوڑوں پر سوار ہو کر کہیں
 چل جانا۔

بیز شواہد اس کے کتب کے اکلیل المصائب لعل و لود و موافق و غیرہ میں بکثرت
 موجود ہیں۔ لہذا زیادہ تفصیل تو آپ کی تقریر جامعہ میں ہے اس طرف بھی
 کرنا چاہیے اور جلال العیون اور مقام میں ہے۔ (ص ۴۷-۴۸)

ہرمال ۶۵۲۸ میں مرنے والے زعمری نے جو داستان تبار کی اس نے
 بعد کے دہائیوں میں خوب مائشہ مائیل کی گئیں اور آج دیناے شیعیت
 میں شہر بانو کا وجود حقیقت اختیار کر چکا ہے۔

شہر بانو کی داستان کی تخلیق کیوں ہوئی!

اس داستان کی تخلیق بھی ایسی مجوس اسلام دشمن تحریک کی ایک
 سڑک ہے مجوس نے مختلف وقتوں میں جب اپنی تحریکی سلسلہ

کوئی کڑی ڈھیل جوتی دیکھی تو اس میں نئی سوچ چھونکنے کے لئے ایک نئی
 کوئی تخلیق کر کے اس مخدومہ تسلسل کو قائم رکھا۔ چنانچہ زنجیری کی کاس بنیاد
 پر جو سیت سنہ طاعت بنائی شروع کر دی۔ مگر سیاں بھی انہیں وہی مشکل
 پیٹھس آئی یعنی بزرگ رو کے گھر شہر والو پیدا کر کے سیتنا حملہ (زین العابدی)
 کی ماں تو نہ لیا۔ مگر یہاں ہونے، اماں بننے تک اور پھر کر بلا پہنچنے تک طاقات کا
 تسلسل ہی صورت میں قائم رہ سکا تھا کہ یہ واقعہ حقیقت میں اپنے اندر کوئی
 صداقت رکھتا ہے نہ کہ ٹھنڈے بانو کی تخلیق ہی کذب محض تھا۔ اس لئے ہر شخص والے
 نے جو اس کے خیال میں آیا تھا اہل گیلانور آج حالت یہ ہے کہ یہ لوگ خود
 ہی ایک دوسرے سے منہ چھپائے پھر رہے ہیں۔

شہر بانو کے فری وجود کی تخلیق ایک سیاسی ضرورت کے تحت ہوئی۔

مصنف تعلیمات مدح ایمان لکھتے ہیں محبت محسوس کہ ابتدائے اسلام
 ایمانیان نہت ہو۔ خاندان رسول و امیر المومنین علی بن ابی طالب (ع)
 • خاندان رسول و امیر المومنین علی بن ابی طالب اور ان کی اولاد کے ساتھ
 یہاں ہوں نے جو مخصوص محبت کی ابتدائے اسلام سے ہم پہنچائی وہ
 اسباب معلومہ کے علاوہ ایک سیاسی ضرورت تھی۔ دیگر نیتام عربی
 قبیلہ اندہ پیشوایان اسلام ایرانیوں کے نزدیک یکساں تھے اور ان میں سے
 کسی کے ساتھ خیر و مخصوص مذاہب اس سے پہلے وہ نہ رکھتے تھے یا
 (رسالہ مہارن کشمیر ۳۔ جلد نمبر ۱۶، مئی ۱۸۷۶ء، جوالہ تحقیق مونیہ دفاتر
 معاویہ دہلی)

اس سیاسی ضرورت کی تشریح کرتے ہوئے مصنف مذکور لکھتے ہیں۔

کہ ایرانیوں کا ہمیشہ یہ اعتقاد رہا ہے کہ ساسانی خاندان ہیں ایمان پر حکومت کرنے کا جائز حقدار ہے۔ چنانچہ بعض کتب خبیثہ میں جاما سب نامہ سے منقول ہے کہ..... بارہویں امام خائب شہر بانو کے بطن سے ہوں گے۔ (۱۹۰)

شہر بانو کے فرض وجود کو حقیقی وجود تسلیم کرانے کے لئے ان لوگوں کی مزید اختراع ملاحظہ ہو۔ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں کہ تہران سے چارپانچ میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی ہے جو بی بی شہر بانو کے نام سے منسوب ہو کر کوہ بی بی کہلاتی ہے۔ کسی مرد کے جس قدم تو اس پہاڑی پر نہیں جا سکتے۔ خود میں ہی جا سکتی ہیں۔ اولیام خائب کی جناب میں جو ایرانیوں کے اعتقاد میں شہر بانو کی نسل سے ہیں۔ حاجت مدالی کی التجا کرتی ہیں۔

خرمیکہ ایران، ہما مشرق کے نام خائب ہمدی کو آخری بادشاہ ساسانی کی دھڑکی نسل میں۔ جس سیاسی ضرورت سے قرار دیا گیا ہے۔ دیرانی جو کسی دعویداران مقبوریت کے حالات سے ظاہر ہے جو پچھلے اوراق میں پیش کئے گئے ہیں۔

مقصودنا محمد بن میمون القدری کے احوال اور اس کے قاطبی ادعا سے جتنے اس قصہ کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں۔

شیعہ زعماء کے فیصلہ کن اقوال

ابوالفتح اصفہانی سیدنا علی زین العابدین کے متعلق لکھتا ہے۔
 وعلی ابن الحسین الذی امام اول وولد دمشق الطالبین صفر
 ۱۹۰ (صفحہ ۸۷) علی بن حسین کی والدہ شہر بانو
 آمد بن علی بن حسین بن علی سیدنا علی زین العابدین کے ذکر کے تحت

لکھا ہے۔ قَدْ اُتَخَلَّفْتُ اِمْرًا اِنْ كُنَّا كَمَا هِيَ اَتَعْلَقُ اَتَعْلَقُ بِهٖ۔ اس
 کے بعد تیس کے وقت لکھا ہے۔ اِمْرًا مِمَّا تَشْتَرُوْنَ اَوْ قِيْلَ تَهْتَبُ
 فِيْ فِتْنَةٍ مِّدَانٍ قِيْلَ يَعْثُ حَاذِرًا شَبَّانَ
 اَلْبَعْثُ اِلَى اِيْتِزَالِ التَّوْنِيْنِ عَلَيَّ اَجَبْتُ اِلَى حَاطِبِ
 قِيْلَ ابْنُ جَبْرِ نَزَّهَتْ عَنْ رَايَةِ
 مِمَّنْ بَنَاتِ كُسْرَى وَقَالَ الْمَبْرَدُ هِيَ مَسْلُوقَةٌ
 مِنْ دَلْدَلٍ يَزْدُجُزُّ وَكَانَتْ حَكْمَةً اُمِّ يَزِيدٍ النَّاقِصَةُ
 مِنْ دَلِيلٍ وَقَدْ مَنَعَ مَنَ كَثِيْرٌ مِّنْ
 النَّسَابِيْنِ وَالتَّوْخِيْدِيْنَ
 وَقِيْلَ اَنَّ اُمَّ زَيْنَ الْعَابِدِيْنَ مِنْ غَيْرِ وَلَدَةٍ
 وَقَدْ اَغْوَاهُ تَعْلُفُ عَلِيٍّ بْنِ حِيْثُ بِمَا
 حُصِّلَ لَهَا مِنْ دَوْلَاتٍ مَّا سَوَّلَ اَللّٰهُ عَنْ
 يَزِيْدَ حَبْرًا عَجُوزًا

(مدد الطالب صفحہ نمبر ۱۸۱-۱۸۲)

مؤلف مدد الطالب کی نام عبارت پڑھیے۔ آپ کو سوائے قیل قیل کے
 کچھ نظر نہیں آئے گا۔ طبری کے حوالہ سے لکھا ہے۔ ان کی ماں کا نام غزالہ یا سلافہ
 تھا۔ اور وہ یزید الناقص کی چھوٹی تھیں۔ اور اکثر فضائل اور مورخوں نے اس
 بات سے انکار کیا ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا جا چکا کہ زین العابدینؑ کی ماں اس کے سوائے
 کوئی دوسری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مجوسی کے خاندان و اولاد سے حضور پاکؐ
 کے خاندان کو حضور رکھا۔

علی بن العابدینؑ ایک سندھیہ لونڈی کے بطن سے تھے۔

زختری نے شہر بلوچ کو سیتا علی بن العابدینؑ کی ماں کے معپ میں پیش کیا ہے۔ علامہ سیات محققانہ طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ علیؑ کی والدہ ایک سندھی خاتون تھیں۔ چنانچہ ابن قتیبہؒ لکھتا ہے کہ:

وَقَالَاتُ امَّهَ سَمْنَدُ مِيتَا لَهَا سَلَفٌ مَيَا غَزَالٌ دَلَا
 کہتے ہیں کہ علیؑ کی والدہ سمنہ بن تھیں جن کو سملو یا غزال کہتے تھے۔
 حضرت حسینؑ کے بعد وہ آپ کے غلام زبید کے نکاح میں آئیں۔ ان سے
 عبد اللہ بن زبید پیدا ہوئے جو علی بن الحسینؑ کے مادر بن بھائی تھے۔ علی بن
 بن محمد ثمال بن ثمالؑ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ علی بن حسین
 نے اپنی والدہ کو اپنے غلام کے عقد میں دے دیا۔ اود کینز کو آزاد کر کے اپنے
 نکاح میں لے آئے۔ عبد الملک (بن مروان) نے ان کو خط لکھا جس میں
 اس کے متعلق ان کو نفرت دلائی تھی۔ اس کے جواب میں علی بن الحسینؑ نے
 لکھا کہ تمہارے لئے بہترین مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 عمل کی ہے، آپ نے سفیرینیت ہی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا تھا۔
 اود اپنے غلام زبید بن عاصمؑ کو آزاد کر کے اپنی بھینس کی بیٹی زینب بنت جحش
 کو ان کے نکاح میں دے دیا تھا۔ (المعارف ص ۱۴۲)۔

یہ الفرج اصفہانی لکھتے ہیں۔

وَعَلَى ابْنِ الْحُسَيْنِ النَّبِيُّ امُّهُ امُّ الْوَلَدِ حُسَيْنٌ بَعَثَ عَلَى
 (زین العابدینؑ) کی ماں لونڈی تھی۔ (مقاتل الطالبین صفحہ ۱۱۱)۔
 یہی واقعہ صبری نے دو جگہ لکھا ہے۔ حضرت حسینؑ کی والدہ کے
 ذکر کے بارے میں ان کے صاحبزادے علی الاصلہ (زین العابدینؑ) کی اولاد

کے متعلق لکھا ہے کہ علی (رین العابدین) کی ماں کنیز تھی۔ علی ہی محمد کہتے ہیں
کہ انہیں سزا دے کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام حید تھا۔
علی بن ابی طالب بن علی بن ابی طالب ان کی ماں کنیز تھی۔ حنین کے بعد ان کے
فلام زبید کے نکاح میں آئیں اور ان سے بعد اللہ بن زبید پیدا
ہوئے جو علی بن ابی طالب کے مادی بھائی تھے۔

(ترجمہ طبری جلد ۳ ص ۲۸)
شہر مانو کے متعلق تاریخ کیا کہتی ہے یہ

معرکہ تادسیہ محرم ۶۱۲ میں ہوا اس وقت یزدگرد کی عمر ۳۹ سال تھی۔ ابو حنیفہ
دینوری کہتا ہے کہ یزدگرد کے بعد شیوہ حکمران ہوا۔ اور صرف آٹھ ماہ حکمران رہا۔
پھر سات سال کی عمر میں اویشیر کو تخت پر بٹھایا گیا۔ ڈیڑھ برس کے بعد ۶۱۴
میں وہ بھی چلتا بنا۔ پھر حوران شیر کی باری آئی۔ اس کے بعد پوران وقت
کو تخت پر بٹھایا۔ فتح بوب کے وقت پوران دخت کو الگ کر کے ۱۱ سال
کی عمر میں یزدگرد کو تخت نشین کیا۔

۶۱۴ میں تادسیہ کے معرکہ کے وقت یزدگرد کی عمر ۱۱ سال تھی بقول
مصنف اخبار الطوال یزدگرد کی عمر ۱۱ سال تھی۔ بقول گہن اور بلاندی
۵۱ سال تھی۔ جولاہ جزیرہ، خوزستان ۶۱۴ میں فتح بنو ساسانی وقت
یزدگرد کی عمر ۱۱ سال تھی۔ خراسان کا حکام لشکر کشی اور اصفہان ۶۲۱ میں فتح
ہوئے۔ اس وقت یزدگرد کی عمر ۱۳ سال تھی۔

آذربائیجان، جبرستان ۶۲۲ میں فتح ہوئے۔ اس وقت یزدگرد
۱۴ سال کا تھا۔

۶۲۳ میں فتح ہوئے اس
خراسان، کرمان اور سیستان ۶۲۳ میں فتح ہوئے اس
وقت یزدگرد کی عمر ۱۵ سال تھی۔

زوالجہ ۶۲۳ میں فاروق اعظم شہید ہوئے۔ اور آپ کی شہادت تک مزدگرد
معد ظلمان اسلامی فوجوں کے آگے گئے جہاں تھوڑے ہی عرصے میں اس کے خاندان کا
کوئی فرد گرفتار نہ ہو سکا۔ گویا ۶۲۳ میں مزدگرد کی عمر ۲۵ سال تھی۔ اگر فاروق اعظم
کی شہادت سے چند روز پہلے بھی شہر بانو گرفتار ہو کر مدینہ پہنچائی جاتی
تو اس کی عمر زیادہ سے زیادہ سات سال ہوتی۔ مگر سوائس کے کسی
مؤرخ نے یہ بیان نہیں کیا کہ معرکہ جلولایا نہاوند کے علاوہ جب کہ مزدگرد
کی عمر صرف ۱۸ سال تھی۔ بخوشی غلام مدینہ پہنچائے گئے تھے۔ پھر یہ کیسے
ہادر کیا جاسکتا ہے کہ ۱۸ سال کی عمر کے نوجوان کی جوان لڑکی مدینہ پہنچائی جائے۔
اور اتنی طویل گفتگو کے بعد اسے حیدر کے سپرد کیا جائے۔ جن کی ہیدائش
۸ ہجری میں ہوئی تھی۔ اور وہ اس وقت صرف ۱۲ سال کی عمر کے لڑکے تھے۔

شہر بانو کے متعلق متضاد روایات کا تجزیہ

شہر بانو کو کھڑے پر سوار ہو کر سجدتا حسین بنے پائے تھے
بھائی شہزاد کے پاس بھاگ جانے کا حکم فرمایا تھا۔ مگر یہ خصوصیت صرف
شہر بانو سے کیوں مخصوص کی گئی۔ حالانکہ آپ کی دوسری ازواج بیٹے سب،
اور ام اسلمی بھی موجود تھیں۔

کتاب مناقب بن شہر آشوب میں لکھا ہے۔ فانھا اتفقت
لفسھا الخ انفسات۔ یعنی قرأت میں دُوب کر مر گئیں۔

ان روایات کے متعلق مولف مجاہد اعظم کی زبان سے سن لیجئے جنہی
غلط موضوع اور بے بنیاد روایات ہیں یہ بھی ہے کہ حضرت کی شہادت
کے بعد جب آپ کا گھوڑا خیمہ پر آیا۔ تو جناب شہر بانو سوار ہو کر چلی گئیں۔
ماستہ میں ان کا بھائی شہر بایو جو کک کے لئے شکوے کر رہا تھا قابلاً
ٹیلیفون پر اسے اطلاع دی گئی تھی، انہیں ہمراہ لے گیا۔

نیز یہ بھی ذہن نشین رہے۔ سینہ ہاشمیانہ کے نمائندہ ۴۰ھ میں یزید کو کاغذ ان ہی ختم ہو گیا تھا اور چند ہی عرصے میں بڑے صحن کی طرف بھاگ گئے تھے تو شہر ایاہ سے کہاں سے ملک شریعہ کی تھی۔

یہاں سے ملاو اس وجہ سے کہ واقعات شہادت ہو چکے تھے یہاں کو اپنے ساتھ لے گیا۔ (حصہ ۲) (کہاں لے گیا) مؤلف!

۱۔ زعفرانی کا اور امام ابو القاسم جلال اللہ محمود بن عمر الزعفرانی تھا۔ لغت اور ادب میں اسے امام مانا گیا ہے۔ عقیدہ معتزلی تھا۔ یعنی ابن ابی الحدید کا ہم عقیدہ تھا۔ اس کی تالیف تفسیر کثیف دو مبسوط جلدوں میں ہے۔ علامہ ہاشم اللہ زہری تفسیر کثیف کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ یہ کتاب ابن حزم میں بڑی مقبول ہوئی کسی نے اس کی تردید کی اور کسی نے تشدید کی۔ یہی معتزلی شہر یزید کی گپ کا خالق ہے۔ اس نے اپنی گپ سے اپنی تالیف، ربیعہ جلالہ کو زینت دی۔ اور وہاں سے ابن خلکان لے آئے جس کا تاریخ میں پہلا کوئی مقام نہیں جو جہاں سے ملاوٹا دھند نقل کر دیا۔

۲۔ زعفرانی کی تاریخ دانی پر شبلی نعمانی نے بڑی اچھی تنقید کی ہے۔ طریقیہ زعفرانی تاریخ کے فن سے بالکل کوڑا تھا۔ اس کے اعتزال نے شہر یزید کو ایسا مسموم تیار کیا اور دنیا شیعیت پر جو فسادات اٹھائے ان کو شہید کرنے والے جو کسی کو باہا شجاع رضی اللہ عنہ کا خطاب پہنچا ہی تھی خبر یزید کو دشمن ہو پر سوار کر کے لے آئی بعض لوگ معتزلہ کو اہلسنت و جماعت میں شمار کرتے ہیں۔ اس لئے زعفرانی بھی ان کی نظروں میں اہلسنت و جماعت میں سے تھا۔ چونکہ معتزلہ کے عقائد شیعیت کے عقائد کا چہرہ ہیں اس فرقہ کے بانی ماس بن عفا کا قول ہے کہ کل اہل حدیثین کے معرکوں میں ایک گروہ قاسم تھا۔ مگر وثاق سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ گروہ کون تھا؟

ظاہر ہے کہ اس کا اشارہ صدیقہ کا نہایت اور حضرت امیر معاویہ رضی

غفرلہ ہے۔

چنانچہ کہتا ہے کہ اگر علیؑ، طلحہؓ اور زبیرؓ میرے سامنے ترکہ کی ایک ٹھٹی پر بھی
گواہی میں تو قبول نہ کروں گا کیونکہ ان کے قاتل یونس کا احتمال ہے۔ عمرو بن عبید
معتزل کا قول ہے کہ فرقہ فقیہ قاسم بن سفيان (الفرقہ بین الفرقۃ) نے شہر سمرقند (۱۳۰)
ابتداء میں سب کو گید ڈالا۔ بعد جب کسی حد تک فضا سازگار کہے تو کھل کر سامنے آ گئے
پیسے حضرت عمرؓ کو مطعون کرنا شروع کیا۔ (الفرقہ بین الفرقۃ ص ۱۳۲-۱۳۳ شہرستان
جلد ۱ صفحہ ۱۱) پھر حضرت عثمانؓ کی طرف رخ کیا۔ بعد ان کے خلاف بہت زہر
اگلا۔ اس کے ساتھ خلافت بلا فضلؓ کی وکالت میں بڑی سلفہ ولسے اجتماع
امت کو ساقط قرار دیا۔ (الفرقہ بین الفرقۃ ص ۱۳۸-۱۳۹)

شاید یہاں یکسانی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ معتزلہ نے بعض مقامات
پر سب کو گید ڈالا ہے پھر ان پر تشیع کا لبیل کیسے چسپاں کیا جاتا ہے۔
ہل تشیع کی یہی عیاری اہل سنت والجماعت کے لئے لبر قاتل ثابت ہوئی ہے
پسے یہ لوگ اپنے حق میں ایک طرح سے فضا سازگار کرتے ہیں۔ جب کچھ لوگ
ان کے پھندے میں چسپاں جاتے ہیں تو کھل کر سامنے آجاتے ہیں کچھ لوگ طرح
معتزلہ سے بدتر شیعیت کی منازل پر جا کر کھڑے ہوتے یہاں تک پہنچ گئے۔
کہ اجتماع امت سرے سے کوئی چیز نہیں۔ جس کا دوسرا مطلب یہ تھا کہ علیؑ خلیفہ
بلا فضل تھے۔ بعد ان لوگوں میں سے کچھ بھڑی تھا جس نے شہر بانو کی داستان تخلیق کی۔
یزدگرد و اوہاس کی اولاد

یزدگرد ۳۰۰ء میں جس ۳۲ سال کی چکی واسے کے تاجن قتل ہوا آخر
تک اس کے خاندان کو کوئی فرو گرفتار نہ ہو سکا۔ اس نے آخری ایام میں چین کے بادشاہ
سے مدد طلب کی۔ مگر ناکام رہا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا یزدگرد سوم اس کا
ہانشین ہوا۔ چین کے بادشاہ نے اسے یخیت بادشاہ ایران تسلیم کیا۔ مگر فوجی
امداد نہ دی۔ ۵۵۰ء میں بعد خلافت سیدنا امیر معاویہؓ یزدگرد شاہ چین میں قتل
چینی یزدگرد شاہ کو LU - SSEN - PE کہتے تھے۔ اسے وہاں تا شکہ بنانے

کی اہانت مل گئی تھی اس کے بعد اس کا بیٹا نرسی فلذان کا سر مبارک ہوا چین
 میں سے "NISE" - "NI" کہتے تھے۔ وہ آثارستان چلا گیا۔ سبستان کے
 مجددی مقام کو ندنج پٹیکوارڈ بنیا کہ پر پرزے نکالنے لگا۔ مگر ۸۰ ہجری میں
 مسلمان مجاہدین کے حملوں کی تاب نہ لا کر چین کی طرف بھاگ گیا اس کے بعد
 کے حالات سے تلیہ نہیں خاموشش ہیں۔ البتہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ
 امیر قیس بن سلم کی فتوحات کے بعد اس کے خاندان کی دو ٹوکیاں گرفتار ہو کر
 دمشق پہنچیں۔ ان میں سے ایک لشکی شاہ آفریڈ بنیت فیرط بنیت یزدگرد امیر المومنین
 الولید بن عبدالملک کے حرم میں داخل ہوئی۔ یزید بن عبدالملک اس کے بطن ہی
 سے تھا۔ یزید کا ایک شعر ہے۔

انا بن کسری والی مروان : ذی صردتی صردی غافان

بجہ نام الشکا۔
 نیت ماخیزہ ۱۳

طبری کہتا ہے جہام بن محمد اپنے باپ کے معافیت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 پندرہ حملوں سے نکاح کیا تیرہ کے ساتھ آپ نے مہاجریت کی ایک وقت میں گیدہ
 موجودہ میں انہ کو چھوڑ کر آپ کی ولادت ہوئی۔ اسام کے قبل آپ کی عمر ۱۱ سال سے زائد تھی۔ مگر
 آپ نے خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالمعزی سے نکاح کیا۔ سب سے پہلے آپ
 نے ہنسی سے نکاح کیا۔ آپ سے قبل یحییٰ بن علفیہ کی بیوی تھیں۔ ان کی والدہ کا نام ظاہر بنیت زلفہ
 بن الاظم تھا۔ یحییٰ کے صلب سے خدیجہ کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اس کے
 بعد یحییٰ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ابوالمہاجر بنی عدی عبداللہ بن قس سے تھا۔ خدیجہ بنو
 سے نکلی کی۔ اس کے صلب سے خدیجہ کے بطن سے ہنہ بن ابیالمہاجر پیدا ہوئے۔ ابوالمہاجر
 مر گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ سے نکاح کیا۔ اس وقت ہنہ بن ابیالمہاجر
 کی آغوش تربیت میں تھی۔ خدیجہ کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ بچے تھیں۔
 طیب، ظہر، محمد اللہ، ذہب، مدقہ، ام کلثوم، ابیالمہاجر پیدا ہوئے۔

(تاریخ طبری ص ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۲۔ ۱۴۸۳۔ ۱

منزومہ ائمہ کی موجودگی میں ضرر و ج کفریہ اعلوی

شیعیہ کے دوازده ائمہ کو معصوم اور مومنین اللہ قرار دیا گیا ہے۔
 امام منصوبین کے بغیر جہاد علی اللہ سیفی دونوں حرام ہیں۔ چنانچہ مجلسی نے بھار
 الانوار میں احادیث رسول و ائمہ اس کے متعلق نقل کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مباحثہ
 کرنا انبیاء و ائمہ کے سوا اس لئے دوسروں کا کام نہیں بلکہ جواز و حرام ہے۔ کہ وہ
 حجت منصوب من اللہ کو پہچانتے نہیں۔ نہ ضعیف شیعوں یا اہل باطل
 کے حق میں قتلہ ہونے سے بچ سکتے ہیں۔ اور اس لئے بھی ناجائز ہے کہ
 جہاد بالقلم سے انہما دین ہوتا ہے۔ حالانکہ شیعوں کے ہاں انہما دین کی ممانعت
 اور اتھا تھے دین کا حکم ہے۔ جیسا کہ اصول کافی میں امام جعفر صادق کی یہ
 حدیث ہے۔

انکم علی دین من کتم اعز واللہ ومن
 انما عہ اذالہ اللہ (ص ۴۴)۔ یہ تک تم یک ایسے دین پر جس نے
 اسے پوشیدہ رکھا۔ اللہ نے اسے عزت دی۔ اور جس نے اسے ظاہر کیا۔
 اللہ نے اسے ذلیل کیا۔ ۱۱

۱۲۔ اس کا فیمہ شیعہ ملوی خود کو لیں کہ وہ کہہ رہے ہیں صحیح کتب میں یا غلط کر رہے ہیں۔ جو
 کتابچہ کہتے وقت امام نے یہ بات کہہ کر ہر پہلو پوشیدہ کر لیا ہے۔ جس پر کلام جعفر
 فرماتے ہیں۔ ان لا کل علی سبعین وجہانی کما انخرج وعن ابی بصیر قال سمعت
 ابی عبد اللہ علیہ السلام یقول انی لا کلمہ بالکلمۃ الاحدۃ لہا
 سبعون وجہا ان شئت اخذت کذا فان شئت اخذت کذا۔ بحار
 الاول ثلثہ مولوی دیدہ علی مجتہد ص ۱۵۱) مائتہ بیادہ ایضاً

زیر نظر سطور میں بنووی خروج کرنے والوں کی فہرست ہے جنہوں نے آئندہ
وقت کی موجودگی میں ان کی اجانت کے بغیر خروج کئے اور صرف خروج ہی نہیں بلکہ
بہادراریاں کیں کہ شیطان بھی ان کی بد اعمالیوں سے پناہ مانگتا جو ابھاگ نکلا ہوگا۔

امام ششم جعفر صادق	زید بن علیؑ ۱۳۱ھ میں کوفہ میں مہرہ کیا۔	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۳۵ھ میں مہرہ میں ابوالکیم بن عبد اللہ سے بصویہ	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۳۷ھ میں حسین بن علیؑ ۱۳۸ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۳۹ھ میں محمد بن علیؑ ۱۴۰ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۴۱ھ میں محمد بن علیؑ ۱۴۲ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۴۳ھ میں محمد بن علیؑ ۱۴۴ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۴۵ھ میں محمد بن علیؑ ۱۴۶ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۴۷ھ میں محمد بن علیؑ ۱۴۸ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۴۹ھ میں محمد بن علیؑ ۱۵۰ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۵۱ھ میں محمد بن علیؑ ۱۵۲ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۵۳ھ میں محمد بن علیؑ ۱۵۴ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۵۵ھ میں محمد بن علیؑ ۱۵۶ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۵۷ھ میں محمد بن علیؑ ۱۵۸ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۵۹ھ میں محمد بن علیؑ ۱۶۰ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۶۱ھ میں محمد بن علیؑ ۱۶۲ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۶۳ھ میں محمد بن علیؑ ۱۶۴ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۶۵ھ میں محمد بن علیؑ ۱۶۶ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۶۷ھ میں محمد بن علیؑ ۱۶۸ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۶۹ھ میں محمد بن علیؑ ۱۷۰ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۷۱ھ میں محمد بن علیؑ ۱۷۲ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۷۳ھ میں محمد بن علیؑ ۱۷۴ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۷۵ھ میں محمد بن علیؑ ۱۷۶ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۷۷ھ میں محمد بن علیؑ ۱۷۸ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۷۹ھ میں محمد بن علیؑ ۱۸۰ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۸۱ھ میں محمد بن علیؑ ۱۸۲ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۸۳ھ میں محمد بن علیؑ ۱۸۴ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۸۵ھ میں محمد بن علیؑ ۱۸۶ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۸۷ھ میں محمد بن علیؑ ۱۸۸ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۸۹ھ میں محمد بن علیؑ ۱۹۰ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۹۱ھ میں محمد بن علیؑ ۱۹۲ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۹۳ھ میں محمد بن علیؑ ۱۹۴ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۹۵ھ میں محمد بن علیؑ ۱۹۶ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۹۷ھ میں محمد بن علیؑ ۱۹۸ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی
امام ششم جعفر صادق	محمد بن علیؑ ۱۹۹ھ میں محمد بن علیؑ ۲۰۰ھ میں	بنیامہ جواس بن بنیامک اسوی

حضرت امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں بے شک میں ستر پہن کر کہہ بات
کرتا ہوں۔ ستر پہننے سے نکل جانے کا موقعہ قیام ہے۔ ابویہ میرے بھی ہدایت ہے
کہ میں نے امام جعفر سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں جب کوئی کلام کہتا ہوں۔
تو اس میں ستر پہن کر کہتا ہوں۔ چاہوں تو اس پہن کو اختیار کروں۔ اور جب چاہوں
اس پہن کو کروں۔ یہ کلام ہے ممنوعہ انتقام کا۔ اور مامورہ اللہ تعالیٰ کا کیا پوچھنا۔

نام و ہم مل ملقی بیاض	محمد بن صالح ۶۲۲ھ بمطابق زکین ایت ۶۲۲ھ بصرہ میں	المتوکل
	ابن الحسین کوفی ۱۵۰ھ کوفہ۔ حسین بن زید ۲۵۰ھ مدینہ محمد بن زید ۲۵۰ھ جرجسہن محمد بن جعفر ۲۵۰ھ محمد بن طیف ۲۵۰ھ مدینہ بن یوسف ۲۵۰ھ محمد بن اسماعیل ۲۵۰ھ عین کوکبی ۲۵۰ھ خزدین ۲۵۰ھ بن محمد ۲۵۰ھ قنوبن حسین بن یوسف ۲۵۰ھ کوفہ اسماعیل بن یوسف ۲۵۰ھ کلاہ متفرق ۲۵۰ھ بن محمد ۲۵۰ھ	محمد بن صالح
امام زکریا	محمد بن یوسف ۲۵۲ھ مدینہ	المتوکل
حسن عسکری		
پیدائش ۶۲۲ھ	محمد بن جعفر ۲۵۰ھ کوفہ محمد بن حسن ۲۵۰ھ مدینہ	المتوکل
وفات ۶۲۶ھ	بلکیم بن محمد ۲۵۰ھ مصر	

نقشہ مندرجہ صدر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ منزعوں میں
کے نام میں تقریباً چالیس علویوں نے خروج کیا۔ اور بارہ غلامان اسلام
کی خلافت میں یہ خروج ہوئے اگر ان لوگوں نے اپنی مرضی سے یہ خروج
کیے تو یہ لوگ آئمہ کے افسران اور باغی تھے۔ اور اگر آئمہ کی مرضی سے خروج
کئے تو آئمہ نے خود ان کا ساتھ کیوں نہ دیا۔

اگر وہ پس منظر میں رہ کر مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑانے تھے
تو وہ کون سی نفس حق کی کیا یہ منافقت نہ تھی بلکہ پھر اس بات کو بھی بغیر نظر
رکھئے کہ ان آئمہ کے ماضی میں نے راشدین نے کون سا برا سلوک کیا تھا
اگر کہا جائے کہ خلافت دقت الی آئمہ کو درپردہ تکلیفیں پہنچاتے رہے

تو اس سے بڑا جھوٹ دنیا میں آج تک نہیں بولا گیا یہ خلفائے اسلام وہ
 خلیل القدر لہاں ملے۔ وہ ایسی سلطنت و شوکت کے مالک تھے، جو
 قیصر و کسریٰ تک کو کتے کے نام سے پکارتے تھے۔ پھر اپنے ملک کے
 چند سر پھرے باغیوں سے انہیں کیا خوف ہو سکتا تھا کہ انہیں دہرہ
 تو تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ اور بظاہر ان کی خدمت کرتے رہے۔
 صرف علوی ہی انہیں کیوں خرچ کرتے رہے۔

اس سوال کا جواب صرف ادباً ہیست کی بجائے ہیست کے والد ہے۔ اور
 اسے دو معنیوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
 ۱۔ یہودیوں کے گھر جوڑنے جن تعلیمات و عقائد کا یہودی تیار کیا تھا۔ وہ سب
 مفروضہ اہل بیت کے گرد گھومتا تھا۔ اور وہی لوگ ہمارے ان سادہ لوح علویوں
 کو گھیر کر غلات ہوتے کے خلاف خرچ کرتے رہے اور خلفائے وقت
 کی ہمارے چم پوشی، افلاس ہمارے دم و گرم کے جذبات اور معالیاں انہیں
 ہمارے خرچ کرنے کی سمجھ دلتی رہیں۔

۲۔ قانون قدرت کی طرف سے ان لوگوں کے باطن نظریات پر ایک تار یا شے
 جو انہیں صرف لولہ ملی ہوئے کی وجہ سے واجب التحفیم سمجھتے ہیں کہ تم جن
 لوگوں کو اہل بیت کے نام سے پکارتے ہو ان کے سامنے بچے ہمارے جو وہ
 دین سے کس قدر بے گناہ اور کذاب کے لحاظ سے کس قدر گھٹیا تھے۔ اور
 ان تک ہیں۔

شیعوں کے دکانہ دہ مزموئمہ لکھنے کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ

یہ نامی گوہ حنیف کے بعد اہل تشیع کے کائنات مزموئمہ آئمہ ہادی نظریات
 میں لہ لہ وقت کے اہم ترین شوقیتوں کے حامل عابد و ذاباد صاحب

علم و فضل بزرگ تھے۔ وہ لوگ خلفائے وقت کے وفادار اور مہرور مسلمانوں کے
 ہمد و امد تمام مسلمانوں کے قابلِ تعظیم بزرگ تھے۔ خلفائے وقت انہیں نہایت
 عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ بن جعفر کو امیر المومنین
 اماموں جمہوری نے تمام عباسیوں کو نواض کر کے اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

خلافت موقتہ

ہمارے سامنے اس وقت ۶۰ء سے ۳۵۰ء تک یعنی ۲۹۰ سالوں
 کی تاریخ ہے۔ یہ عرصہ خلفائے سادات، بنو امیہ اور خلفائے سادات بنو عباس
 کا وہ سبھی نادیدہ جس میں ہمیں ملکی فتوحات کے المٹ کارنامے بھی
 نظر آتے ہیں اور علوم و فنون کے تخلیقی نظام بھی۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ تاریخِ تمام
 سے گزیر ۲۹۰ سال لکھ دیئے جائیں۔ تو اس پرچہ و منی کی تاریخ میں
 تہذیب و تمدن، معاشیت، اور انسانی ترقی کا وجود تو بدستور ان کا کہیں
 سراخ بھی نہیں ملے گا تو بجا ہے کہ نبی علیہ السلام نے جو دین پیش کیا۔
 صواب کریم نے جس دین کی تبلیغ فرمائی۔ خلفائے راشدین نے جس دین کی خدمت
 کی۔ اس دین کی آبیاری اسی دود میں ہوئی۔ غلہ رسول اللہ کے لائے ہوئے دین
 کے گہستان کے پیر اسی زمانے میں بار آور ہوئے۔ ہر تفریق مذہب و ملت معلوم ذیادہ
 کے طے ہیں۔ حقیقی طور پر راحقوں، آسانوں اور شادمانیوں کا دود تھا۔

اگر اس دود میں کسی طرف سے کوئی ہد نہ تھی، بے لطفی ہے کہ اسی، طرالی یا
 بدکرداری کی جنبش یا حرکت ہوئی۔ تو ان سب کا سرچشمہ ہمیں اولاد علی کے وجود
 میں ملتا ہے۔ ان ۲۹۰ سالوں میں کم و بیش ۶۵ خلیفوں نے خروج کئے یعنی اوصاف
 راشدہ ہمارے حال کے عرصہ میں ایک خلیفہ نے خروج کیا۔ ان میں سے چند ایسے
 بھی تھے جو علم و فضل کے بلند مقامات کے حامل تھے۔ مگر یہود و مجوس کے
 آمیزش نے انہیں طرح طرح کے ہزار باغ دکھا کر خروج پر گمان کیا۔ بعض اپنی ہوتولی

سے اس دشمن گروہ کے مددگاروں سے آگاہ فرمادیا ہوئے ان میں سے بعض
 عین بغاوت کے دوران مارے گئے۔ بعض نے تو یہ قتل کی بنا پر فرار دل
 خلفاء نے اپنی سریشیوں سے صرف معاف ہی نہ کیا بلکہ خلعوں سے نوازا کر
 رخصت کیا۔ بعض روپوش ہو گئے۔ بعض کو معمولی سزوں کے بعد چھوڑ دیا گیا۔
 آج مخالفین کی طرف سے خلفائے رسالت بنو امیہ یا خلفائے ملات بنو عباس
 کے خلاف جو تاریخی اور سوتیلیاں لائے گئے اعتراض کئے جاتے ہیں، ان معترضین
 کو اتنی عقل بھی نہیں کہ گروہ لگ بھگ اولاد علیؑ کے اس قدم دشمن تھے۔ تو ان علویوں کو
 باہر جبروت کیسے ہوتی رہی۔ اور پھر علویوں کا اس طرح قتل عام ہوتا کہ آج یہ لاکھوں
 علوی کہاں سے نمودار ہو گئے۔ شیعیت نے اپنے روحانی دست و چنگ کی تیار کردہ
 سازش کو اپنا کر جس طرح ان پاک باز بندوں کے خلاف زہر افشانی کی ہے۔ یہ تاریخ
 کا ایک اندوہناک باب ہے اور لطف یہ کہ تمام مروجہ تاریخوں میں وہ تمام واقعات
 موجود ہیں جو کئیہ صفحات میں پیچھے کئے جا رہے ہیں۔ مگر کسی اللہ کے بندے
 نے اس طرف توجہ کی ہی نہیں۔ لے دے کہ ان لوگوں کے پاس جملہ مصنیع اور
 کربلا، علیؑ و معاویہؓ اور حسینؑ و یزیدؓ کی ان کی خود تیار کردہ چھوٹی روایتیں نہ لگی ہیں۔
 بعض ایسی باتیں جو ایک ہی تاریخ کی کتاب میں دھوڑتوں میں موجود
 ہیں اور پہلی صورت کو دلائل و براہین کی بھرپور تائید حاصل ہے۔ اور اسی مسئلے
 کی دوسری صورت کسی دوسرے مقام پر کسی جگہ ہے۔ کیا خیر ایسی کتاب میں
 مرقوم ہے جس کا مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ دوسری صورت مؤرخ کی
 اپنی طبع نام ہے یا تامل ہے یا احوال ہے یا اس کی عصبیت ہے۔ مگر حوام
 میں دوسری شکل صورت اس طرح رواج پذیر ہو چکی ہے کہ اصل صورت
 کو بالکل بھلا دیا گیا ہے۔ الحوب کا واقعہ طبری اور ابن خلدون کے واقعہ جاست
 سے مشتوب میں بیان کیا جا چکا ہے۔
 اسی طرح لفظی غلطی کی شہادت کا واقعہ ہے تاریخ میں پکار پکار کر کہہ

مہدی نبرا محمد اللہ قط کا دعویٰ ہندوستان

محمد اللہ قط (نفس زکیہ) بن عبد اللہ بن حسن مشی بن الحسن بن علی بن سیدنا
حسن کی اولاد سے سب سے پہلے انہوں نے خروج کیا۔ اور اولاد علی میں
سب سے پہلے انہوں نے ہمدی ہونے کا بلکہ قبول و انقض نبی ہونے
کا دعویٰ کیا۔ بنان سے ملے تھے۔ مگر نہایت کثرت و تکرار اور بہادری سے سیاسی
پہا لیں خوب جانتے تھے۔ ان کے دو احسن مشی سیدنا حسین کے داماد تھے۔
ان کی زوجہ کا نام فاطمہ تھا۔ مگر ملائیں ابو حسان ان کا ماموں بچا کر لے گیا۔ کوفہ میں
سے جا کر ملحق کیا جب ہندوستان پہنچے تو مدینہ چلے گئے۔ (مقام مضافہ اعمہ ارشاد
احیاء من الشہادۃ، مقال الطالبین ص ۱۷۹، تاریخ التواریخ جلد ۸، لواء اللطائف ص ۹۹)
پران کے حالات ہیں۔ حسن مثنیٰ کے بیٹے نجیب الطرفین ہونے کی بنا پر عبد اللہ الخوض
کہا۔ نئے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بڑے ہر پوس تھے جب عباسی تحریک کے
ایک داعی کا قاصد امام ابراہیم عباسی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اطلاع دی کہ خراسان میں
آپ کی بیعت سے ان کی آپ کے لئے لشکر فراہم ہو گئے ہیں (مذاہل)۔
تو عبد اللہ الخوض نے حسد کی وجہ سے اموی خلیفہ کو اطلاع دیدی اور ساتھ ہی یہ بھی
لکھا کہ میں اس کاروائی سے بڑی ناخوش ہوں۔ چنانچہ عبد اللہ الخوض کو اس چغلی کے صلہ
میں اموی خلیفہ نے دس ہزار دینار عطا کئے۔ (مقال الطالبین ص ۱۷۹، لواء اللطائف ص ۹۹)۔
امام گرفتار کئے گئے۔ امدان کے تمام بھائی بھتیجے جو اعداء میں جو بیس تھے۔ گرفتار
کر کے حصار کے مقام پر نظر بند کر دیئے گئے اس کے چند دن بعد ابو الجاس
جدا اللہ السخا کے ساتھ بیعت ہو گئی۔

امام غلام فرید علی محمد

یہ شخص عباسیوں کا داعی تھا۔ مگر چاہتا تھا کہ خلافت علویوں کو ملے مگر اس کے ساتھ
اس کے ملاح۔ قہر اللہ بایں ص ۱۴۱) اس نے عباسیوں اور علویوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔ مگر

ہی کسی ایک کو اپنے میں سے خلیفہ مقرر کر لیں جیسا تو پہلے ہی اس کے پاس
موجود تھے۔ اس نے علویوں میں سے تین اہم اشخاص کو بلائے کیلئے اپنا
معتد بھیجا۔

جناب جعفر الصادقؑ کے پاس جب یہ ثالثہ پہنچا تو انہوں نے یہ کہہ کر غوطے
سے انکار کر دیا کہ جو کلمہ سے ہمہ راہی تعلق نہیں (مختار المطالب فی انساب آل ابی طالب
مؤید علی بن حسینؑ نے یہ کہہ کر غوطے سے انکار کر دیا کہ میں اسے جانتا ہی نہیں جو اللہ
الحض نے غوطے سے لیا اور جعفر الصادقؑ کے پاس پہنچ کر غوطے کا مضمون کوئی نہ لکھا۔ جناب
جعفر نے فرمایا یہ تمہارا داعی نہیں، تم نے کب اسے ظہران بھیجا کب اپنے داعیوں
کا لباس سیاہ مقرر کیا اور تم ان لوگوں کو پہناتے ہو۔ زوق کو جانتے ہیں عبد اللہ جناب
جعفر کی اس صاف گوئی پر حیرت پائی اور وہ کہنے لگے اور نہ ہی جواب نکھا۔
سہائیوں کی وضع کردہ ایسی ہی ایک اور روایت ہے کہ انتخاب خلیفہ کے لئے
مشرقی خاندان دونوں کا ایک جبہ ہوا جس میں علویوں کی طرف سے جعفر الصادقؑ جبکہ
الحض امان کے بیٹے محمد الاقط (نفس الزکیہ) اور عباسیوں کی طرف سے ابو جعفر المنصورؑ
تھے جب محمد الاقط کا نام لیا گیا تو جعفر الصادقؑ نے کہا آپ لوگ غلطی کر رہے ہیں
خلافت تو زوق کا واسطہ ہے۔ (ابو جعفر المنصورؑ جیسا کہ اس وقت زوق تھا
پہنے ہوئے تھے۔) یہ روایات صحیح ہیں یا غلط، مگر اس بات سے کسی کو نہکار
نہیں کہ جیسا کہ ولایت محمد الاقط کی پیدائش سے پہلے شروع ہو چکی تھی۔ ابتر
جب ابو جعفر المنصورؑ عباسی خلیفہ منتخب ہوئے تو عبد اللہ بن الفضل اپنی چٹائی کی وجہ
سے سخت شرمندہ تھے، مگر خلافت جیسا کہ قیام کے بعد جب وہ ابو العباس بن
محمد جعفر المنصورؑ کو شیروانہ والی کہنا ہے موصوف کرتے ہیں۔ وہ ان کی قدر کا نیک
مکتبہ ابو جعفر صاحب کے معاملہ میں بڑے سوت دتے۔ عظیمہ ان کو حقیر کے حد پر
وفاق کرتے ہیں مگر وہ ان کی زہد میں ذیہ کے بیٹے حسن مدینہ کے گورنر تھے۔ من کی دلو اتی
کلام جہاں باس جہاد کے ناکار ہیں تھیں۔

کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیا من طبع اور دیار مل خلیفہ نے انہیں گراں بہا عطیات
دیئے ایک اور مرتبہ خلیفہ کی خدمت میں پہنچے تو خلیفہ نے اپنے پاس بٹھوایا۔ ایک دفعہ
جب خلیفہ انبار کے مقام پر مقیم تھے تو عہد اللہ پیغمبر نے خلیفہ ثریٰ عزت و تیرم سے
پہنچ آئے۔ بے حساب مال دیدہ بھری نکھڑا سجہ کہ ایک شب خلیفہ نے ایک صندوق چھ
بٹھوایا جو بٹھرات سے بھرا ہوا تھا کھول کر آدھے بٹھرات عہد اللہ کو دینے لگے۔

اس تفصیل کے اظہار سے جہاں علویوں کے خروج کی وضاحت ہوتی ہے
وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ وہی عہد اللہ ہیں جنہوں نے امویوں کے ہاں مہاسیوں کے
خلاف جہلی کھالی علی و مگر مہاسیوں کا اس بات کے علاوہ عہد اللہ سے استغناء کیا ضابطہ
سلوک ہوتا ان حالات میں جلب جعفر (الصادق) جو ایک گوشہ نشین، زہاد، متشہد انسان
تھے۔ انہیں زہرا لود انگو کھلا کر ملاک کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ لود علی گندہ
دیار ملک میں چنوا دینے کی کیا لگ تھی۔

عہد اللہ انحضرت کے چھوڑ کے قسے سب کے سب عالی درجہ اور شجاع تھے
اور سب نے مختلف اوقات میں خلافت موقتہ کے خلاف خروج کئے عہد اللہ ان سب
میں نمایاں ہوتا ہے۔ کئی سال خروج کی تیاریاں کرتے رہے۔ لوگوں پر اثر ڈالنے کے لئے ہمیشہ
ہونے کا دعویٰ کیا۔ انہیں انہیں کی گندہ
بن نوبہ بن الحسن فائز تھے۔ جن نے عہد اللہ کے خلاف فتنی کی اور یہ اپنے
جہاں ابلیس کو لیکر جو کی طرف جاگ گئے کہ عرصہ کے بعد واپس آکر ہر طرف کی تینوں
میں مصروف ہو گئے اس لئے انہیں جہاں خلیفہ جعفر المنصور نے انہیں ایک عویل خط
لکھا جو سورۃ المائدہ کی اس آیت سے شروع ہوتا ہے۔ اِنْتَا جُنْدُ اَنَا لِدَيْتِ
مختارہ جوت اللہ و درمختلاتنا و

اس کے جواب میں عہد اللہ نے ایک طویل خط لکھا جس میں ان فقرات کی تکملہ پڑھ

دیکھا کہ میری ماں ایسی تھیں میری دادی ایسی تھیں۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ انہوں نے اس خط میں تسلیم کیا کہ اب طالب بحالت کفر مرا تھا۔ آج جو شیخ اب طالب کو مسلمان کہہ رہے ہیں وہ خود کریں یہ عباسی خلیفہ اور محمد لارقطہ کے درمیان یہ خط و کتابت نسلی تعلیموں اور طعنہ زنی کی نوک جھونک کے سوا کچھ نہیں اس خط و کتابت کو متعدد مؤرخین نے نقل کیا ہے۔

اس کے بعد ۱۴۵ھ میں محمد لارقطہ نے یکایک خود کو دیا عباسی خلیفہ نے یحییٰ بن موطی عباسی کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا۔ سالار شکر نے خلیفہ کی ہدایت کے مطابق اعلان کیا۔

”اے اہل مدینہ تمہارا خون بہانا ہمارے لئے حرام ہے۔ جو لوگ تم میں سے اپنے آپ ہمارے پاس پہلے آئیں وہ مدینہ سے باہر چلے جائیں۔ جو اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور جو ہتھیار رکھ دیں انہیں امان ہے۔ ہم صرف محمد لارقطہ کو گرفتار کر کے امیر المومنین کے حضور میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔“

چنانچہ اس اعلان پر ان کے بہت سے ساتھی ہلاک ہو گئے۔ حتیٰ کہ ان کے ہمراہی حیدر اللہ اور دوسرے ان کے بہت سے ساتھی ان سے الگ ہو گئے۔ حیدر اللہ الحسینی شروع سے ان کے فروغ کے خلاف تھے اور محمد لارقطہ نے قسم کھا رکھی تھی جہاں سے پلاں کا قتل کر دوں گا (رحمۃ الطالب ص ۳۰۸) انہیں عباسی خلیفہ نے مدائن میں اسی ہلاک کیا۔ حیدر اللہ حیدر اللہ عباسی نے انہیں اجماعیت کے مقام پر جنگ ہوئی محمد لارقطہ کے ایک ساتھی نے ہجاگ جانے کا مشورہ دیا مگر آپ میدان میں ڈٹے رہے اور مقتول ہوئے۔

کسی آدمی نے خلیفہ منصور کے سامنے کہا کہ محمد لارقطہ میدانِ تنگ سے ہٹ گئے تھے خلیفہ نے کہا ہرگز نہیں ہم اہل بیت میدان چھوڑ کر ہجاگا نہیں کرتے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۹۰ ج ۱)

محمد لارقطہ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں فاطمہ اور زینب تھیں زینب پہلے

محمد بن عبد اللہ اسفار کے نکاح میں تھی۔ ان کے مرنے کے بعد عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن الجہاس کے نکاح میں آئیں (کتاب نسب قریش ص ۵۵)۔
 اس تمام آئینہ کے در بیان جناب جعفر (الصالح) نے کسی بات میں کوئی جھوٹ نہ لیا بلکہ وہ پہلے ہی ہوسل کے قاصد کے پہنچنے پر اظہارِ اہمیت فرما چکے تھے۔ وہ ملی روق کے انسان تھے۔ اور ایسی سیاسی چپقلشوں سے بالکل غیر متعلق نہایت تھے۔ اسی غماز سے محمد الاقطر کے گھر والوں کو ان کے مقتول ہونے کے بعد ہمیشہ بہادری سے سر فرزند کیا۔ ان حالات میں جناب جعفر (الصالح) کو زہر دے کر مارنے کی شیعہ روایت ایک بڑا عجیب ہے۔ جو انہی کو سزاوار ہوسکتا ہے۔

کیا محمد الاقطر قادیانی تھے؟

محمد الاقطر کا دعویٰ مہدویت شیعیت کے مز پر ایک اور حقیقت ہے۔ آج یہ سو بار اٹکا کر ہی کہ محمد الاقطر قادیانی نہ تھے۔ مگر ان کے اسلاف نے کو ان کی مہدویت کے لئے درجنوں احادیث وضع کیں۔ اور انہیں نقل کیا۔ اور ان تک کتابوں میں ان احادیث کی سند سے بازگشت کا نور سے نمایاں ہے۔ محمد الاقطر نے محمد الاقطر کا یہاں ہو جاتا تو مشیہ علی بن یقینا نہیں مہدی موعود مانستے مگر ان کا پتہ کٹ گیا اور ان کے ساتھ ہی ان کی مہدویت بھی نہ کہ حد تک ہمار گئی۔ مگر جو کچھ شیعہ سب سے نکھا جا چکا ہے۔ اس سے چھٹکا۔ حال ہی کے ہی لغویات اور بیانات میں پس کر کہنا پڑا کہ اللہ کو بدارت دینا ہے۔

نفس زکیہ کا کالوں اور

شیعیت کی کوئی بھی کل سید علی بن ابی طالب جعفر (الصالح) کی زبان سے کہلوا گیا کہ دولت و خلافت اہل ابی طالب میں سے کسی کے لئے نہیں اور وقبا والے کے لئے ہے کہ اس کے پہلے عبد اللہ الحوض کو ابوسلمہ طائی کے قاصد کے ہاتھ میں دھنکار دیا اور اب انہیں محمد الاقطر کے گھر کی کتاب دھڑک سے سوزا۔ جس پر بنو ہاشم کو

ان کی زبان سے کہلوار جیسی۔ طحاہدینا اہلیت (مدۃ الطالب صفحہ ۸۰-۸۱) میں مذکور ہے کہ کچا کھانا کھانے پر تیرہ روز کے بعد اسے موت کہنے کا کوئی ثبوت ہی نہیں تو پھر امام ششم جناب جعفر نہیں بلکہ جناب محمد الارقط ہیں۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چھارے

چند وضعی احادیث کی ایک جھلک

● محمد الارقط کے دونوں کندھوں کے درمیان بیضہ مرغ کے برابر ایک سیاہ خال تھا۔ (مقاتل الطالبین) مقتول اللہ گناہر جوت تھی۔

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ اجماعیت کے مقام پر میری اولاد سے ایک نفس زکیہ قتل ہوگا۔ (مدۃ الطالب فی الساب ال

ابی طالب ص ۱۲۷)

● ہرج ابلاغہ میں بھی حضرت علیؑ کی طرف ایک ایسا ہی گول منسوب ہے۔

● نفس زکیہ سے ملوسی محمد الارقط ہیں۔ (مقاتل الطالبین)

● جہالت تہذیب یعنی محمدؐ کی رحمت جنہیں مدینہ میں المنصور کے لشکر نے

قتل کیا تھا یہ مقتول کہتے ہیں۔ کہ وہ شیطان تھا جو بصحت محمد بن عبد اللہ

کا دوبارہ ظہور ہوگا۔ (الطرق بین الطرق)

تینا علیؑ کے متعلق بھی شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ شہید ہوئے بلکہ بن کی جگہ شیطان قتل ہوا تھا۔ (تذکرۃ اکابر کتاب شیعہ ص ۱۹۰ بحوالہ قاض

الانف ص ۷۸)

بعض کذابوں نے امام مالک کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ محمد الارقط کے فروع کے بہنوئے تھے۔ لہذا اے جہاد سمجھتے تھے امام مالک کی طرف سے اس کذب

سے مر مخرج پر تفصیل کے لئے جتنی ضرورت تھی اس پر اس نے ہر طرف سے مدد دی ہے۔

دیکھئے۔

والترک و استان کو منسوب کرنے والوں کی نظر سے یہ کیوں نہیں گزرا کہ عباسی غلطکار
 امام مالک کی تالیف پر کس قدر غش تھی ادا سے ملک کا دستور العمل بنانا چاہتے
 تھے آپ نے محمد بن رقط کے متعلق شیعوں کی وضعی روایات سن لیں اہل ان
 کی قدر و قیمت کا اندازہ ہی لگایا۔ مگر نو عین نے کبر و شامان تک نہیں زکیر کی گوان
 سے پوری ہمت کے اہل ان کو مسموم کرنے کی کوشش کی ہے جس کی ایک محقق کے سامنے
 بیکار و جتنی ہی وقت نہیں تھی اس بات کی بجائے کہ شیعیہ ایک طرف اپنے امام کی
 زبان سے محمد بن رقط کو منحوس اور شوم لفظ قرار دیتے ہیں۔ ادا اس کا حلیہ
 اپنے امام کی ذہنی اس طرح بیان کرتے ہیں۔ وہ بھی لگا ادا کثیف و خضر ہے۔ مترجم
 یعنی سید کفر حسن یا کشف کی آشرج کرتے ہیں کہ کتاب ہے کہ اکشف سے مراد یہ ہے
 کہ سر کے لئے جتنے پہاڑ ہیں ایسے کو عرب داسے منوس جانتے ہیں۔ ادا
 اخضر سے مراد سبز ختم ہے۔ جس محمد بن رقط کی تعریف شیعوں نے اپنی زبان سے
 سلو بالائیں کی۔ اس کے متعلق دو حواشی کے محقق اعظم نے اپنی رسالے ذیل
 تالیف "طلانت و ملکویت" میں اپنی نسلی عصیتوں کا اظہار ان لفظوں میں
 کیا ہے کہ انصہر ان کی حرکت سے مجا خوف زندہ تھا و غیرہ وغیرہ لے
 ا۔ حسن بن محمد بن رقط۔

اسی جہدی مورو یعنی محمد بن رقط کا بیٹا نہایت بدکار تھا یہاں قاصد نے
 کی وجہ سے اہل انزلیت کے لقب سے لقب تھا۔ یہ لقب بالجمہل انزلیت
 شدتہ مسمرقہ و حذف الحمر بالمدینۃ (جمہور میں صبح)

لے محمد بن رقط کی صبح تصویر پینٹنے کے لئے بنائی تھی، اصول کافی ضائع کردہ شیعیہ کی
 دیکھتے منوات ۴۴۴:۴۴۴ کیا ہو محمد بن رقط علیہ السلام نے اپنے بھائی کو دلاشہ کو میں
 تھا کہ کوچہ بلک سے لانا منحوس و شوم سمجھا جو۔ اصل نے ہا نے لفظ ہا
 میں لے لانا منحوس لفظ نہیں لے لے۔ لفظ وہ منقول ہے۔ یہ ہے اصول کافی میں نہیں لکیر کی تریہ

کہ جہدہ ایک دن ہم اپنے جیسوں کے ساتھ پیشا فلوپ، پی راقلا عالی مدینہ نے
گرفزار کر کے سر بلند شہر کرائی اپنے چچا بچے کی ضمانت پر اس شرط پر رہا
ہوا کہ رمضانہ حاضری دے گا۔ مگر جاگ گیا۔ اور چچا کی ضمانت ضبط ہو گئی۔
۱۰۔ ابراہیم بن عبد اللہ الحنف بن حسن بن حسن۔ ابراہیم کو بعد میں شیخوں
نے ابراہیم احمد کہا مگر یہاں ہائیوں نے ایک دلت خورج کا پہلا اسم بنایا۔ مگر
ابراہیم بہادر ہو گئے۔ محمد اللہ قط کے مقتول ہونے کے بعد ہرو میں پہلے پہلے
طرح کیا۔ ۱۱۔ ذی قعدہ ۱۲۵ھ کو باغری کے مقام پر مقتول ہوئے، وہاں
خلیفہ نے سن کر کہا اللہ میں اس امر سے متفرق تھا، تم نے مجھ کو مبتلا کیا اللہ خود
میں مبتلا ہوئے (الہدیۃ النبیۃ جلد ۱ صفحہ نمبر ۹۲)

محمد اللہ قط کے خورج میں جس طرح امام مالک کو ملوث کرنے کا جھوٹ
اخراج کیا اسی طرح ابراہیم کے خورج کے متعلق کہا کہ امام ابو حنیفہ نے ان کے
دلت پر بیعت کی تھی حالانکہ ان ابو حنیفہ کی مدینہ فطہ کا اصول ہے کہ مالک ان دلت کے
خلاف خورج ناجائز ہے اگرچہ وہ ظالم بھی کریں۔
۱۲۔ محمد بن علی بن عباس بن حسین بن حسن نے ۱۶۳ھ میں خراسان میں محمد
ابہدی کے خلاف خورج کیا اللہ مقتول ہو گئے۔

۱۳۔ حسین بن علی بن حسن بن حسن نے ۱۶۶ھ میں موصلی مہادی کے خلاف خورج
کیا جو بڑے سیر و شہر صفا میں تھے۔ محمد ابہدی جہاں جب مدینہ میں وارد ہوئے
آپ کو جہدہ لیتا کا گلا دیا، ابراہیم نے ان کو گیر کر لیا، اللہ مار مار کر
دیا اللہ مدینہ کا دلتی فلاح لٹ لیا۔ ان کے بھائی بچے شریک مہادی تھے مگر ان کے
بچے بھائی حسن بن، حضور حسن بن، حسن بن، حسن بن کے خلاف خلیفہ عباسی
کے طرف مارے تھے۔ مدنی فتح میں سکھائی فوجوں سے ملے، بیشتر موصلی لود سو
کے لرب باقی قتل ہو گئے۔

۱۴۔ اس وقت ہر ایک مہادی کی طرف امام ابو حنیفہ نہایت اعتقاد و تحریف تھے۔

پہلے ہی مقاتل الطالبین کے شیعہ مصنف کو دو ابہام ہوئے۔
 ۱۔ جعفر بن محمد بن علی بن العابدین سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک روز
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزرا وہی رخ سے ہوا آپ نے وہاں ہوری
 سے لڑ کر ایک رکعت نماز پڑھی۔ جب دوسری رکعت پڑھنے لگے تو وہ نے
 لگے لوگوں نے جب آپ کو روتے دیکھا تو وہ بھی روتے لگے آپ نے ملا
 سے فارغ ہو کر پوچھا تم کیوں روتے ہو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو
 دیکھ کر ہم بھی روتے لگے۔ آپ نے کہا جب میں پہلی رکعت پڑھ رہا تھا تو
 جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ! یہاں تمہاری اولاد میں سے ایک
 شخص قتل ہوگا۔ اس شبید کو کئی شبیدوں کا جواب ہے گا (مقاتل الطالبین ص ۴۴)
 (۲) کہ وہ ایک شرابی کے ہیکلے سے کتاہ غروب ہوا۔

۲۔ زید بن زین العابدین سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب مقام رخ پر
 پہنچے تو آپ نے صحابہ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ پھر فرمایا میرے اہل بیت
 سے ایک شخص اس جگہ شبید ہوگا۔ ان کے لئے کئی اور خوشبویش
 جنت سے نازل ہوں گی امان کے جہم ان کی مدھ سے پہلے ہی جنت میں پہنچ
 جائیں گے (مقاتل الطالبین ص ۴۴ کا ترجمہ)

قطع نظر اس بات کے کہ ان کے پیدا ہونے سے ڈیڑھ سو سال
 پہلے ہی ان کی ملا جنازہ پڑھی گئی قابل غور یہ ہے کہ امام بخاریہ کیسے جہاد و جواہد
 حرام محض کا ارتکاب ہے اور اگر یہ خود امام وقت تھے۔ تو دوازہ آئمہ کا نظریہ
 کہاں گیا۔؟

ایسی طور پر روایات کے خالقین، جاسیوں و دامو یوں کی مخالفت کے
 بنیاد میں جو منہ میں آیا کہتے چلے گئے۔ مگر یہ نہ سوچا کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس
 پر کس حد تک یقین کیا جائے۔

کاش کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس لشکر کو سہیتے

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں جیسا کسی اور پر بولنا۔ پس کتب علی متعمدا فلیتبعوا مقعدہ فی المساء
(تفصیل کے لئے دیکھو)

۵۔ جن نے مجھ سے جھوٹ بولا اس نے پناہ گاہ جہنم میں پالیا۔
جہاں دیسی پرانی بات ایک بار پھر یاد ہوا لیجئے۔ یعنی ام الحسن بنت حسن بن جعفر
بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن العباسؑ کے نکاح میں تھیں بلکہ مطاہر
کا شیعہ مصنف اس نکاح کا مشرف ہے مگر ان کے یہی لفظوں میں یعنی
ام الحسن تکلیر جعفر بن سلیمان کے پاس چلی گئی۔ (ص ۱۱۸) اسے چاہیے تھا۔
ام الحسن کے خود چلے جانے کی بجائے سیدہ ام کلثوم بنت علیؑ سے متعلق جعفر
الصادقؑ کی طرف منسوب قول کی طرح فرج نسبت نہ لکھا۔

۶۔ فضل بن علی بن حسن بن محمد بن الحسنؑ۔ ۱۱۶ھ میں مدینہ میں موسیٰ ابی ہاشم
کے زمانہ میں طہران کیا۔

۷۔ الادریس بن محمد بن عبد اللہ بن الحسنؑ۔ ۱۱۸ھ میں الرقیہ میں دارون الرشید
کے زمانہ میں طہران کیا۔

پچھلے دنوں جہاں تک لفظ قطعہ بواسطہ کی باتوں کی ناکامیوں کے بعد
غیب تہذیبوں میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ نکلے اور ملک چھوڑ کر افریقہ کو اپنی
جوانمرد بنایا۔

حسن قلاق سے بے عباسی خلافت کے طہران سے محکم خاک کا افسر بن دفر
بن گیا جو مشہور شیعہ مؤرخ یعقوبی کا لفظ تھا۔ (ص ۱۱۸) بدعنوانوں کا سہارا تھا۔
اس کی مدد سے مغرب اقصیٰ میں بہت بڑا اثر و سونخ پیدا کیا۔ اس کے
ایک بیٹے کا نام بھی مدیر تھا۔ جس نے قاسم کی فریاد سنی۔ اور مدیس کا
کو محبتاً محمد بن سلیمان بن عبد اللہ بن الحسن بن علیؑ کے بھائی کے
پاس بھیج دیا۔

وہاں انہوں نے کافی مال جمع کرنا شروع حاصل کیا مگر اب محمد امجد الدیسی کے مدد میں ملنے لگی۔ امجد الدیسی کے چھٹی پشت سے ایک پوتے جنون احمد نے اپنے بھائی محمد کو قتل کر دیا۔ اسے شبہ تھا کہ محمد کے تعلقات عبد الرحمن اموی مدیسی کے ساتھ

ہیں (جمہور الانساب ابن حزم ص ۴۴)

حسن بن جنون حسنی کا دھوئی نبوت۔ اسی طرح یحییٰ بن محمود کو ان کے چچا حسن مدیسی نے مراد دیا۔ ان میں سے ایک شخص حسن بن جنون نے نبوت کا دھوئی کیا مدیسی نبوت ڈیڑھ سو برس رہی مگر انھیں قمری فرقہ کے بال جید اللہ بن میمون القدری کے خلاف نے ۳۰۸ھ میں جب قتل عام کیا تو بچ گئے انہوں نے سندس میں امویوں کی پناہ لی۔

بظاہر ان لوگوں کے حالات بیان کرنے کا کوئی نام نہ نہ ہی مگر ان کے حالات پور کر ہی اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہی نبوت رسولؐ ہے جس کے تمک کے لئے سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ اسے سلسلہ توح تک جاری ہے عباسیوں یا امویوں نے جو کچھ کیا وہ اظہر من الشمس ہے۔ مگر امجد الدیسی امجد الدیسی محمد بن سلیمان کے درمیان اوسان کی اولاد کے درمیان جو کچھ چوایہ کس نے کیا ہے انہوں نے جو وہ ایک دوسرے کو کیوں قتل کیا۔ اور آخر جب اپنے ہی خفیہ داعیوں یا علویوں یعنی اسماعیلیوں سے پٹے تو انہی امویوں کے سایہ دولت میں جگمگناہ لی۔ جن کے بزرگوں کو یہ آج تک نہیں بخشے امویوں سے سلطنت چھینی تو ان کے اپنوں نے عباسیوں نے توان کی طرف توجہ کر دیکھا مگر عباسی چاہتے تو انہیں اٹھا کر افریقہ کے مغرب کا اسے سے مسند میں بیٹھ دیتے مگر مدین کے اپنے تھے ان کا مقصد صرف اس قدر تھا کہ علوی ملک سے اندر بدینی اور بدعت گردی اور غندہ گردی نہ پھیلائیں۔ جب علویوں نے مملکت عباسیہ سے باہر اپنے قدم مضبوط کر لئے تو عباسیوں نے اسے بھی اپنی کامیابی سمجھا اس دن میں ہمیں کسی مزاحم ملام کا نام کسی تاریخ میں نظر نہیں آتا۔

۷۔ میکٹی بن عبد اللہ المحض نے ۱۷۶ھ میں ہارون الرشید کے خلاف دہلی میں فروع کیا۔ مگر ہارون الرشید کے وزیر فضل یحییٰ برہکی نے یحییٰ کو سمجھایا۔

پہنچنے فضل کی بات یحییٰ کی سمجھ میں آگئی۔ یحییٰ نے ہارون الرشید کے پاس پہنچ کر اظہارِ ندامت کیا، قیامتوں فلیف نے صرف معاف ہی نہ کیا، بلکہ دو لاکھ دینار پیش بہار سے کریمہ بیج دیا۔ مقاتل الطالبین کا شیعہ مؤلف لکھتا ہے کہ اس رقم سے یحییٰ نے صاحبِ ریح کے ذریعہ بی بی ہوایشی بھی کی اور قسریٰ فارغ البالی سے شنگی تیار کرائے۔ بے رحمی ان کی نسل کے چند لوگ اپنے خواہش کے پاس مغرب اقصیٰ چلے گئے جب وہاں سے نکالے گئے تو اسوی حکمرانوں نے انہیں بڑے بڑے دیے۔ بعد میں غزالیہ کے مقام پر کچھ افراد نے کمرانی بھی کی۔

جاسیوں نے ایک باغی کو قتل کر دیا۔ مگر مرقوم آئمہ کو جن کے نام سے بھی کوئی واقف نہ تھا۔ نہر دے کر قتل کر دیا۔ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔

۸۔ محمد بن سلیمان بن والد بن حسن بن الحسن نے ۱۱۰ھ میں مامون الرشید کے زمانہ میں فروع کیا اور قتل ہوئے۔ (جہرۃ ابن حزم ص ۳۹)

۹۔ محمد بن ابراہیم طباطبائی اسماعیل بن ابراہیم بن الحسن نے ۱۱۹ھ میں کوفہ میں مامون الرشید کے زمانہ میں فروع کیا۔ بدوسرا ایک مسئلہ اثر سے نے مامون الرشید کی پھٹلش کے زمانہ میں اچھی خاصی جمیعت فراہم کر لی تھی۔ اس نے محمد بن ابراہیم کو فروع کے لئے گماڑ کیا اور ان کے ساتھ محمد بن جعفر بن محمد بن زید بن زین العابدین پر بھی گودے ڈالے۔ یہ دونوں حسنی احمدی اس کے چنگے میں آکر فروع کر بیٹھے۔ مگر جلد ہی محمد بن ابراہیم کو ابو اسرا کی حکمت کی وجہ سے اس سے لڑت ہو گئی۔ بدوسرا نے نہر دے کر ابن طباطبائی کو شہید کر دیا۔ (مناقب الطالب ص ۱۷۸)

اور ان کی بجائے محمد اکبر و بعد میں ابوالسرا کا کہنا ہے حصول خلافت کے لئے آثارہ کر
 کر کے کوئی حد بصرہ میں بغلامت کرادی چند روز بعد اکبر کی حکومت اس علاقہ میں
 رہی اس نے ہم نسب افراد کو بڑے بڑے منصب عطا کئے مگر ان لوگوں کے علم
 جو اسے حقوق خواجہ اٹھی، نید ہو، موسیٰ کاظم نے کلمہ کا و کفی خزائنہ بیٹ لیا۔ ابراہیم
 بن موسیٰ کاظم کی وجہ سے قصاب کہلایا۔ مامون ہرشید نے ہر خبیث شخص کی کوفہ
 سے مخرجائیں، مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ واپس چلائی۔ بعض گرفتار ہوکر مامون کے
 سامنے پیش ہوئے مگر اس نے اپنی مالی نظر کی وجہ سے ہم نسب کو کھڑ دیا۔
 کوفہ نام نہاد مؤرخ شیعیت کے زیر اثر تاریخی حقیقتوں کو نظر انداز کر
 کے وضعی اندر فی روایات کے بل بوتے پر کئی پرکھی مارے سے ہمارے پاس
 اور کوئی اللہ کا بندہ حقیقت حال کی مدح و انت کی رحمت گویا نہیں کرتا۔ بلکہ ان
 باطل منکرشوں سے علم و جو کی تہوں کی نکالت کرتے ہوئے امام مالکؒ اور امام حنفیہؒ
 جیسے جلیل القدر آثار کو گھسیٹ کر درمیان میں رکھتے ہیں۔ امام موسیٰ (کاظم)
 کے ان دعویٰ یعنی نذیر اسلام ابیم کی سقا کا وہ داستانوں کی نقاب کشائی کیوں نہیں
 کی جاتی۔ جب علی کے من مہر رہنے تاریخ کی ہیئت ہی بدل کر رکھ دی ہے ان کی باغیانہ
 سرگرمیوں کے باوجود جب وہ گرفتار ہوکر آئے تو مامون نے انہیں نہ صرف معاف
 کر دیا۔ بلکہ انہیں معمول وظائف بھی دیئے اور ان کے حقیقی بھائی علی (امیر) کے
 نکاح میں نہ صرف اپنی بیٹی کی دی بلکہ دل بہد بھی بنایا مگر ان و اشکاف حجازی کے
 علی ہزیم جب چند عقل کے اندھوں، ایمان کی بصیرت سے عاری رافضیوں
 نے یہ رٹ لگائی شروع کر دی کہ مامون نے علی رضا بن موسیٰ بن جعفر کو اس لئے
 شکنجہ دی تھی کہ اسے نبرد سے کرنا کہ کوئی ان کی دیکھا، کچھ مؤرخ کہہ گئے کہ
 شرق میں مسیو، اہل جوفن تاریخ کی تعریف سے بھی عاقل نہیں، بڑی
 دل سوزی اور رقت قلبی سے یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ کاش مامون ایمان نہ
 کرتا۔ ان عقل کے کو دنوں سے کوئی پوچھ اس نے کیا کیا جو نہیں پسند نہیں آیا۔

اور تم اس کے بعد میں یوں بڑھان جو نے جاری ہے جو اس نے اور اس کے
 بار نے بیسیوں علویوں کی جوان بخشیاں کیں انہیں عیادت سے نواز دیا
 دہلیے مقرر کئے سلطان سے معافی دے دینا کہ تاکہ یہ لوگ کچھ شرمندہ نہ آئیں
 یہ کام نہیں بلکہ انہیں زور اسلام سے بھی غاص کر کے پست ہوئے ہیں پرانہ عقائد
 کو جانے دیجئے مدور حاضرہ کے نزدیک فیشس بدستہ کو کیا سوچی کاس نے فشی
 نگا نے ہوئے مند مل شدہ زعموں کو گرد کر ہزارہ کر کے پراپنا پورہ نہ صرف

لڑا۔
 عبداللہ بن جعفر بن ابی ہبیم بن جعفر بن حسن بن الحسن نے ۲۰۰ھ میں فاش
 میں مامون کے نادر میں خراج کیا۔ (مقاتل الطالبین ص ۱۵)
 بغاوت کی ناکامی کے بعد عباسی خلیفہ کے حضور میں پیش کئے گئے بھر جشم
 پور جہاں خلیفہ نے صرف معاف ہی دیا بلکہ دیار کے وظیفہ مقرر
 کر دیا۔ امیر حسن بن ابی جعفر بن حسن بن شمس سلیمان بن علی بن عبداللہ
 عباسی کے نکاح میں تھیں ام حسن کے بطرح سے اس عباسی شہنشاہ
 آٹھ اولادیں ہوئیں۔ دو بیٹے جعفر اور محمد اور چھ بیٹیاں (کتب اعداف
 ابن قتیبہ ص ۱۶) مگر عباسی خلیفہ کی بن غایت کو بھی فہم پور سے تعبیر کرنا
 مدافض کا ہی ہے۔

۱۱۔ محمد بن صالح بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن مثنیٰ۔
 موکن نے ۲۲۳ھ میں مدینہ کے قریب موقیہ میں غزوہ کیا ایک ہجرت
 کثیر کو ساتھ لیا۔ (مقاتل الطالبین ص ۶) مگر حقیقی جانے کر دیا۔ گرایا وہ قید کر دیے
 گئے۔ یہی میں مدح خلیفہ میں متعدد قصائد لکھے۔ وہ قصائد متعدد و کتب کے
 مددہ طائی نے بھی نقل کئے ہیں خلیفہ نے تذکرہ کے مدینہ بھیج دیا بغیر عمر عباسی
 غلام کی وفاداری میں گزری۔

۱۲۔ حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن الحسن نے ۲۵۰ھ میں ولیم میں استیعین بٹہ کے خوف غروج کیا۔ سیدنا حسن کے بیٹے زید بھی کرطامیں پہنے چپکے بڑھ گئے جو صبح و سہا مت داپس آگئے تھے۔ (مقاتل الطالبین ص ۱۱۹) زید کے بیٹے حسن بن جعفر المنصور عباسی کے زمانہ میں پانچ سال تک مدینہ کے گورنر رہے۔ مدینہ کے عللادہ اور مقلات پر بھی عامل رہے وہ اپنے چچا زاد حسن مٹھے کی خبریں عباسی خلیفہ کے پاس کرتے رہتے تھے۔ علویوں میں سب سے پہلے سیاہ لباس پہنوں نے پنا فالیوں میں یہ پہا شخص تھا جو عربی تہذیب کا دشمن اور سب صحابہ پر اصرار کرنے والا تھا۔ (مکتبہ الطالب ص ۲۹ مطبوعہ مکتبہ)

حسن کی بیٹی ام کلثوم ابوالعباس عبد اللہ بن پنے عباسی خلیفہ کی زوجہ تھیں۔۔۔ (طبری جلد ۳۰ صفحہ نمبر ۱۶)

حسن کے بڑے بیٹے ابوالقاسم بڑے فایز و فہم تھے مصنف تاریخ الطالب مکتا ہے کہ عللادے عباسیہ کے اس حسن مٹھے کی اولاد کی جاسوسی کیا کرے۔ تھے (ص ۵) ان کے دوسرے بیٹے ابوالکلی کو بھی آل ابوطالب کی باغیانہ سرگرمیوں سے عباسی عللادہ کو مدد دینا ہم پہناتے رہتے تھے۔ انسان کے مشوروں سے عباسی شورش پسندوں کو سرائیں بھی ملتی رہتی تھیں۔ شیعہ مؤلف صاحب مکتبہ طالب مکتا ہے وہ اس دن از شد کے دربار میں رہتے تھے۔ اور ہارون از شد یا کئی طرف سے فالیوں پر خبر تھے۔ ان کی جاسوسی سے قابیوں کی یکجہ امت قتل ہوئی وہ دن ملت سیدہ عباس میں رہتے (ص ۵) حسن بن زید بن احمد بن ابی وہ دے متعدد اشخاص نقل مکان کر کے کجستان اطربستان، مرو جرجان، ولیم اور پنا میں جا بٹ۔ تھے حسن بن زید دے میں مسکن پذیر ہوئے۔ ان ایام میں حاکم ایران کے خلاف چند لوگوں کو تمکانات پیدا ہوئیں۔ انہوں نے محمد بن ابی تیم کو فرست کر کے گھیرا، انہوں نے انکار کر دیا۔ اور کہا حسن بن زید کے پاس سے جاؤ۔ حسن بن زید نے ۵۰ھ میں ہرستان و انوں کو دے غروج کیا۔ شیعوں نے شیعہ انی

الکبیر کا لقب دیا۔ ایس پرہس اٹھ بارہ حکمران رہا۔ اس نے بعد ازاں بھائی ہلالی صغیر کے نام سے متبرک سل اس ملک کا حکمران رہا۔ ۲۸۷ (۱۷۱۱ء) میں جو سہ ماہی فوری نذر نہ کرے اسوں پر۔

یہ دونوں بھائی طبعیت کے بہت بڑے مسلخ تھے۔ مین زید کو ماں کے شیروں نے امدہ فرد وایت دیکھ کر ڈاکھنا شروع کر دیا۔ مگر زید نے سوک دیا۔ شخصیت پرستی، سب سلف اور فروغ و نفوس میں انہوں نے اسلامی تعلیمات کا حلیہ لٹا کر سکہ دیا۔ بن جریہ بھری کا خاندان اسی علاقہ کا خالی رافضی خاندان تھا۔ یہی لوگ ولیموں کے اقتدار کا سبب بنے (تاریخ الطغاب ص ۵۹)

یہ حالات ۱۲۵۰ء سے ۱۲۸۵ء کے درمیان کہیں تقریباً ۳۵ سال تک یہ دونوں بھائی مخلوق خدا کے لئے مذاب بنے۔ بے انہوں نے عربی تہذیب، عربی اقتدار، عربی معاشرت کو بھی ترک کر دیا۔ اور جو سیت کی اسلام دشمنی کی پہنچائی میں بالکل بھی ننگ میں رہ گئے۔ گئے اپنے ناموں تک ابو لکا، کدہ، کدہ وغیرہ استعمال کرنے لگے۔ اب یہاں پھر وہی بار بار کا گھسا پٹا جملہ بکھنے بغیر آگے نہیں بڑھا جاسکتا کہ ایسے باغی فاسقوں اور قاجروں کے ساتھ حکومت نے کوفہ کا سلوک کیا۔ کتنے سولی پر لٹکائے۔ کتنے قید کئے گئے قتل کئے، ہمیں تو یہی نظر آتا ہے کہ ان میں سے جو بھی مدبر، نظامت میں پہنچا، مقدمہ و منزلات کی نظر سے دیکھا گیا۔ اور انعامات سے سرفراز کیا گیا۔

۱۴۔ ایس بن اوس بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن مثنیٰ نے ۱۲۵۰ء میں المستعین باللہ کے زمانے میں دے میں خروج کیا۔ یہ مہاب احمد بن علی بن حسین بن علی بن زین العابدین کے ساتھ خروج میں شامل تھے۔ ان حسین میں زہر پہنکا تفصیل آئے گی۔

۱۵۔ ابو احمد محمد بن جعفر بن حسن بن الحسن۔ انہوں نے حسین الاطروش میں کے حالات آراہنہ کے متن میں نمبر ۱۸ کے آئٹم کے ساتھ مل کر ۱۲۵۱ء

میں کو فہم میں ہستیوں بالہند کے خلاف فروغ کیا ہوا احمد کے حقیقی چچا مہارن
 الرشید کے زمانے میں کافی عرصہ کوئٹہ میں گورنر رہے ، مگر یہ صاحب
 ایسے بد طبیعت ، بد فطرت ، بد خلعت اور احسان فراموش ثابت ہوئے کہ
 اسی اپنے من خاندان کے خلاف بغاوت کر چکے مگر وہی انجام ہوا جو ایسے
 احسان فراموشوں کا ہوا کرتا ہے ۔ ان کے داماد حسن کی جہد نے سلیمان بن
 علی بن عبداللہ بن عباس سے نکاح ثانی کیا تھا جن کے بطن سے سیمان
 کے ماں اور دھبی ہوئی تھی سب سے رشتہ داریوں کے باوجود ابو احمد نے بغاوت
 کی اور مارا گیا (البیانہ جلد ۱۱ ص ۱۰۰ طبری جلد ۱۱ ص ۱۱۰)

۱۶۔ اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مشنی۔
 ابن ثابت شریف نے ۶۱۵ھ میں مکہ معظمہ میں المستعین باللہ کے
 نہانے میں بغاوت کی یہ حضوت اپنے پیروؤں میں سب کے چچا تھے ،
 مکہ معظمہ ، مدینہ منورہ اور ہمدہ میں نہ صرف گورنروں اور حکومت کے اہم کاندھوں
 کے مکان کو ٹھنڈ پکٹنے کی بلکہ کعبہ کے قفس خزانے میں جو سونا چاندی تمامہ صیالات
 ہمارے کعبہ کا نصف تک تھارہا ۔ (البیانہ جلد ۱۱ ص ۱۰۰ طبری جلد ۱۱ ص ۱۱۰)

ایلیان مکتے سے دو ہزار اشرفیاں زبردستی وصول کیں پھر مدینہ میں
 تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ ہمدہ میں تاجروں
 کا مال لوٹ لیا۔ حج کا موسم تھا ایک ہزار حاجیوں کو قتل کیا۔ اللہ کی مخلوق میں
 ایمان لگا رہا تھا۔ پانی کی کھراچی کی قیمت ۳۰ دینار پہنچ گئی ضروریات زندگی کا
 تمام حال جو گیا۔ چنانچہ اللہ المطالب کا شیعہ مولف لکھتا ہے ۔ و اعترض الجواہر
 فقتل منهم کثیرا و الذہب و الفضة و ما لا یحصى من الثمن و ما لا یحصى من الثمن و ما لا یحصى من الثمن

تہذیبیہ تہذیبیہ بن محمد بن کے خوف دہرا سے لوگوں نے مسجد نبوی میں نماز پڑھتی
 چھوڑ دی ۔ عاتق بن جزم لکھتے ہیں اس نے مدینہ کا محاصرہ کیا لوگ بھوکے پیاسے
 سے مرنے لگے ۔ مسجد نبوی میں کوئی ایک شخص بھی نماز پڑھ نہ سکا ۔ پاس دن

ملک سے جا کر اپنے آبائی وطن میں گئے۔ مدینہ اور جدہ اور میں بلائے ناگہانی بنادار لشکر نکلتا ہے
 پہنچنے پر لوگوں کو اس نے دامن لینا نصیب ہوا اور اس کا میل چھپک کی دہانے سے
 ہلاک ہوا۔ اس کی بغاوت سے تین سال بعد یعنی ۶۲۵ء میں شیعوں کے سردار
 امام ویم جناب علی نقی فوت ہوئے، علی نقی کے خاندان کے افراد کی ایسی گھناؤنی
 حرکات کے باوجود ہمیں اسی مستند تاریخ میں یہ نظر نہیں آتا کہ انھیں اور اس کے
 باقی مافیوں کے علاوہ جو تلوار کی زبرد میں آئے کسی کو نقصان پہنچا ہو۔ مگر نہایت
 بعد اعیون کی ہرزہ سرائی کا ظہر ہو کہ حضرت علی نقی کو ہر دیکر شہید کیا گیا۔ اس شخص
 کی مدد فرمائی گئی کہ علامہ اس امر کے کیا حاکمندی کے کہ المتوکل نے (حاجہ) ۲۵۴ ہجری
 میں المتوکل بنیوں بلکہ المہدیؑ کا بیٹا علی نقی کی استدعا پر چلی بن ہرزہ
 کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ کو ہمراہ لایا اور آپ کی حسب مرضی آپ کو مرہ من دئے
 میں قیام کی اجازت دے دی۔ یہ لکھنے کے فوراً بعد مجلس نکھانے گئے (یعنی خلیفہ)
 ان کے پاس نہ پہنچا (جہاں اعیون ص ۴۴، جلد نمبر ۱۲) خلیفہ وقت آپ کی استدعا پر
 نہیں جاتا۔ خیران کی حسب مرضی قیام کی اجازت دیتا ہے، ضرورت زندگی ہم پہنچاتا
 ہے۔ مگر پھر بھی وہ یحضر ہے۔ اور وہ اس کا میل جو حاجیوں کو قتل کرتا ہے۔ کعبہ کا خزانہ
 وٹ لیتا ہے۔ مسجد نبوی میں اس کے خون سے پچاس دن تک فضا نہیں نکلتی ہے۔ وہ
 حضرت رسولؐ کے اور اس کے قتل کی روایت دی جاتی ہے۔ امیر نیشہ کے زمانہ میں
 طوقی بغاوت کے وقت زیادہ سے زیادہ تین سو ساٹھ آدمی قتل ہوئے ہیں۔ اور
 سو سے چند مفسد ہماروں کے کوئی بھی امیر دیکھنے کی مخالفت میں سر سے نہ نکلا۔
 مگر آج ملک یہ بگاڑا جس جلدی ہے کہ ایک ہزار عورتیں ناجائز طور پر حاملہ ہوئیں۔ ایسے
 اندھے بد باطن مفسد شریر قہم کے تائید کاروں کی ضروریات پر یقین کر کے مدینہ کے
 بزموں صحابہ کرام کے عورتوں کو اس پر حمل کیا جا رہا ہے کہ امیر نے یہ
 کے مٹا ہونے کا پڑا جاری کیا۔ افسوس کہ نہیں سوجا با تا کہ مدینہ کے وہ اشراف جنہوں
 نے قیصر و کسریٰ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تھا۔ چند سالوں میں اس قدر بے

غیرت ہو گئے کہ ان کے ملنے ان کی ہوشیاریوں کے ناموس ملنے رہے اور وہ ملائی
تماثل بنے بیٹھے۔

اسامیل کا ظلم و غم جبر و استبداد، خند و بغاوت کا یہ جرم کیوں تاریخ کے صفحات سے
مٹا ہوا ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ سیتا حسن کی لودہ سے تھا۔ ایسی اولاد کو
جو اپنے عظیم المرتبت اسلاف کے لئے باعث تنگ ہو گیا کہنا چاہیے؟

۱۷۔ **الاحقر محمد بن یوسف** اسامیل کے بھائی تھے ۲۵۷ میں مامہ میں خروج
کیا یہ ذات شریف اسامیل سے بیس سال بڑے

تھے مامہ میں خروج کیا اور کچھ علاقہ پر قابض ہو گئے جہاں غلبہ ان کی حرکات کو نظر انداز
کئے رکھا۔ الخضرۃ ۳۳۱ کا مختصر تاریخ میں مؤلف حمدۃ الطالب لکھتے ہیں اس نے ہجرت
میں ہی کی اور فساد ترک نہ کیا۔ المعزز باللہ نے تنگ اگر مخرج اردش کو سرکوبی کے لئے بھیجا۔
الخضرۃ سے بھاگ کر مدینہ چلا گیا۔ دہلی حکومت قائم کر لی جو عرصہ تک اس کی اولاد میں
قائم رہی۔

۱۸۔ محمد الکبیر بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن مثنیٰ ۲۵۴ ہجری میں مہندی
باللہ کے نسل میں ہجرت میں خروج کیا اور قتل ہوا صاحب حمدۃ الطالب نے اس کا نام التائیر لکھا ہے

۱۹۔ محمد بن حسن بن محمد بن ہشیم بن حسن بن زبیر بن الحسن نے ۲۵۶ میں محمد بن عبد اللہ
کے زمانے میں مدینہ میں خروج کیا جہرۃ ابن ہشیم میں علامہ ابن ہشیم لکھتے ہیں نہایت
دعوت فاسق تھا۔ دن کے وقت مسجد نبوی میں بیٹھ کر شراب پیتا تھا۔ بعض اہل مدینہ کی
چھوکیوں سے فسق و فجور کا تذکرہ کیا۔ یہ سب کچھ اس لئے لکھا گیا کہ مذہب امامیہ
میں ان لوگوں کو مسجد میں بھی حرام کرنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ علامہ جو ترجمہ قرآن
موسوی مقبول کا حاشیہ صفحہ ۴۳۳ سطر ۱۲ اہل مدینہ کو بھوک پیاس سے مدد کلامہ المعتمد
کے زمانے میں بغاوت پر کھڑا ہوا۔ اہل مدینہ کو قتل کیا۔ احساس تمام مدت میں ہجو اور فساد
جامعت مسجد نبوی میں لہانہ کی جاسکی۔ (صفحہ ۴۳۳ سطر ۱۲) لشکر خلافت نے اسے جلد
جی کھینچ کر مار دیا۔

ابراہیم ابو سلالہ کے ساتھ تھے مگر ناکام رہے۔

۲۳۔ یحییٰ الہادی بن حسین بن القاسم السرسی بن ابراہیم بن ابراہیم بن حسن
... مثنیٰ نے ۳۵۲ ہجری میں یمن میں الحقد بابندہ کے زمانے میں حشد قائم
کیا جو اہل کلمۃ اللہ الباقیہ کے فاضل اور فقیہ تھے۔ ابو حلیفہ کے مسلک
سے ہمارے ان کا مسلک تھا۔ چند کتب بھی انہوں نے لکھیں۔ بعد
کو صمد مقام پایا جاسیوں نے بے طرز سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ ان کے بعد
ان کی اولاد اس کے علاقہ پر حکومت کرتی رہی آل حسن میں یہ واحد شخص
میں جن کے کردار کی تعریف کی گئی ہے۔ صمد اس لشکر سے جو بھی نکلا۔ بالکل
گنہگار ہی نکلا۔

۲۴۔ جعفر بن محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ المحمّد بن موسیٰ بن جعفر
المعتمد نے ۳۵۲ ہجری میں جو دویم میں بطریق بائند عباسی کے زمانے میں شروع
کیا۔ دویم میں عروج حاصل کر کے مکہ پر چلا آیا اور ہوا۔ عباسی کو غرالا خشیہ محمد بن
عج کو شکست دے کر مکہ پر قبضہ کر لیا۔ بن حزم کے ساتھ اس کی اولاد
مکہ پر قابض رہی۔

صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ خلافت مواتیہ کے خلاف غزوہ کرنے والے چوبیس افراد کا
ذکر کیا گیا ہے جو صرف لفظ حسن سے تھے۔ ان میں سے صرف یحییٰ الہادی واحد
شخص ہوا ہے جو کاکرہ ایک مسلمان کے گریہ کیا تھا۔ اور باقی تیس کو حشودہ سولہ
میں بکرا کر دیا۔ انسانیّت کی صف میں کھرا کر اسی انسانیّت کی توجہ پر

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

ان سب فروغ کرنے والوں میں ہمیں سینا حسینؑ کی ذات اس لحاظ سے منفرد نظر آتی ہے کہ آپ کو کفر اور کوفہ کے درمیان تعلیق کے مقام پر اپنی ظلمی کا احساس اور اپنے شیعوں کی بے وفائی کا علم ہو گیا تھا۔ اور آپ نے وہاں سے ہی واپسی کا ارادہ کر چکے تھے۔ ایسی کے لڑنے کا

آئے۔ ملا باقرؑ نے سینا معاویہؓ کے وفات کے وقت کے حالات میں لکھا ہے: چوں
ابن خبیرؑ کو کفر رسید شیعیان کو کفر و بغاوت مکمل بن ضرور حزامی جمع شدند و محمد ثنائے
حق لعلی فی زند و سبب موت معاویہؓ و بیعت یزیدؓ سخن ہی گفتند۔ سلیمانؑ نعمت پر
معاویہؓ بہا و بیعت حضرت حسینؑ از بیعت یزیدؓ امتناع نمود و بجانب کربلا متوجہ و شہا
شیعیان اور یزیدؓ یگولہ و یگولہ میدانید کہ لعلی یاری خواہد کرد یا دشمنان اور جہاد خواہد کرد
ہمہ بازو سید ابدی اعلیٰ چنانچہ سب نے مل کر خط لکھا۔

و انما انتہی المؤمنین اقریم ابن ہشامؑ ایست ایست حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ صلوات اللہ علیہ
و بجانب سلیمان بن ضرور حزامی و سیت ابن عجمہ و دفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر و
سائر شیعیان داد و دوستان و مسلمانان اہل کوفہ۔

دور و ز کے بعد ابی بن ہالی بھی دجیل بن عبد اللہؓ کو خط دیکر انحضرت کی نصرت
میں بھیجا اب یہ بھی سن لیں کہ سینا حسینؑ کو لکھے ہوئے خط کو پختہ یقین تھا چنانکہ آپ کے
باس ایک دیر صغیر تھا کہ جس میں قیامت تک کے شیعوں کے نام ادا اعلان کے
نام و نزح تھے۔ چنانچہ یوں میں صدق لکھا ہے۔

و یکون عندہ صحیفۃ فیہا اسماء شیعۃ الی یوم القیامۃ و
صحیفۃ فیہا اسماء اعدائہ الی یوم القیامۃ بلفظہ
یعنی حسینؑ کے پاس ایک کتاب تھی جس میں قیامت تک کے دشمنوں کا
نام تھے۔ اسی نے جواب میں آپؑ نے لکھا نامہ ایست از حسینؑ بن علیؑ ثمریؒ

صاف اور واضح مقصد تھیں۔ مسلمان کے ہاتھ پر یہ حجت کرنا تھا۔ مگر پادشاهانِ مسلمہ آپ کے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے میں سید ملہ ہو کر آپ کو کشتان کشتان مضائقہ نہ تھا۔ آپ نے مجھے دانا ہلکا ہونے کے اپنا رخ دمشق کی طرف کر دیا۔ کہہ دیجئے کہ مقامِ چنچ، اس خطہ کی سرسبز اور شادابی سے متاثر ہو کر وہیں قیاس کا ارادہ کر دیا اور ساتھ ہی وہیں چار بیس میل کا تنوع ارضی ضروریات پر شیعہ اہل کونہ کو یہ کسی طرح تسلیم نہ تھا۔ وہ خوب جاننے والے تھے کہ اگر آپ یہاں قیام فرماتے تو حلیفۃ المسلمین سے جب بھی آپ باہر نکلتے تو آپ کو آمادہ خروج کرنے کا ہمارا تمام حرم حلیفۃ المسلمین کے سامنے ظاہر ہوگا۔ اس وحدت میں معلوم نہیں ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جئے گا۔ اور اگر بغیر ہر حال میں مغف بھی کر دیا جائے جس کے سو فیصدی امکانات تھے تو اس صورت میں بھی ان کو یہ سکیم فیل ہوئی نظر آئی کہ حسینؑ کا زینہ کے ہاتھ پر بیت کنا حق کا مفادینہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا ارادہ ہوگا۔ اور ہم اپنی قرعہ ہی سر زمینوں کو جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ ان دونوں صورتوں کا کوٹھان کی نظر میں یہاں کہ حسینؑ

عشہ و مسلمان و شیعہ اہل ایمان تحفۃ اللہ میں ہے کہ فرمایا حسینؑ نے بقدر جائزے پادشہ کو نہ نزد من بہتر نہ دیا۔ مستاتر مہلک نہ خلا کہ مدینہ داشتہ با شہم یعنی ہاتھ غیر کونہ کی جگہ مجھے مدینہ میں واپس اپنے گھر سے بہتر ہے۔

یہاں چہر شہ جی تفسار جلو ہر بتا ہے چنانچہ یہی صاحب تلک و تالیف ہیں ان عربوں پر اثر آئے ہیں اس کو ذہلہ متاقلین بودند و دعویٰ تشیع میکردند و با حضرت امیر المومنین امام حقیق امام حسینؑ اس ماجرا کو نہ کہ شہید ایدہاں طاعین دشمن بنواہیم نیزہ بوندیم چہ خواستند فروغ کونہ خواستند۔

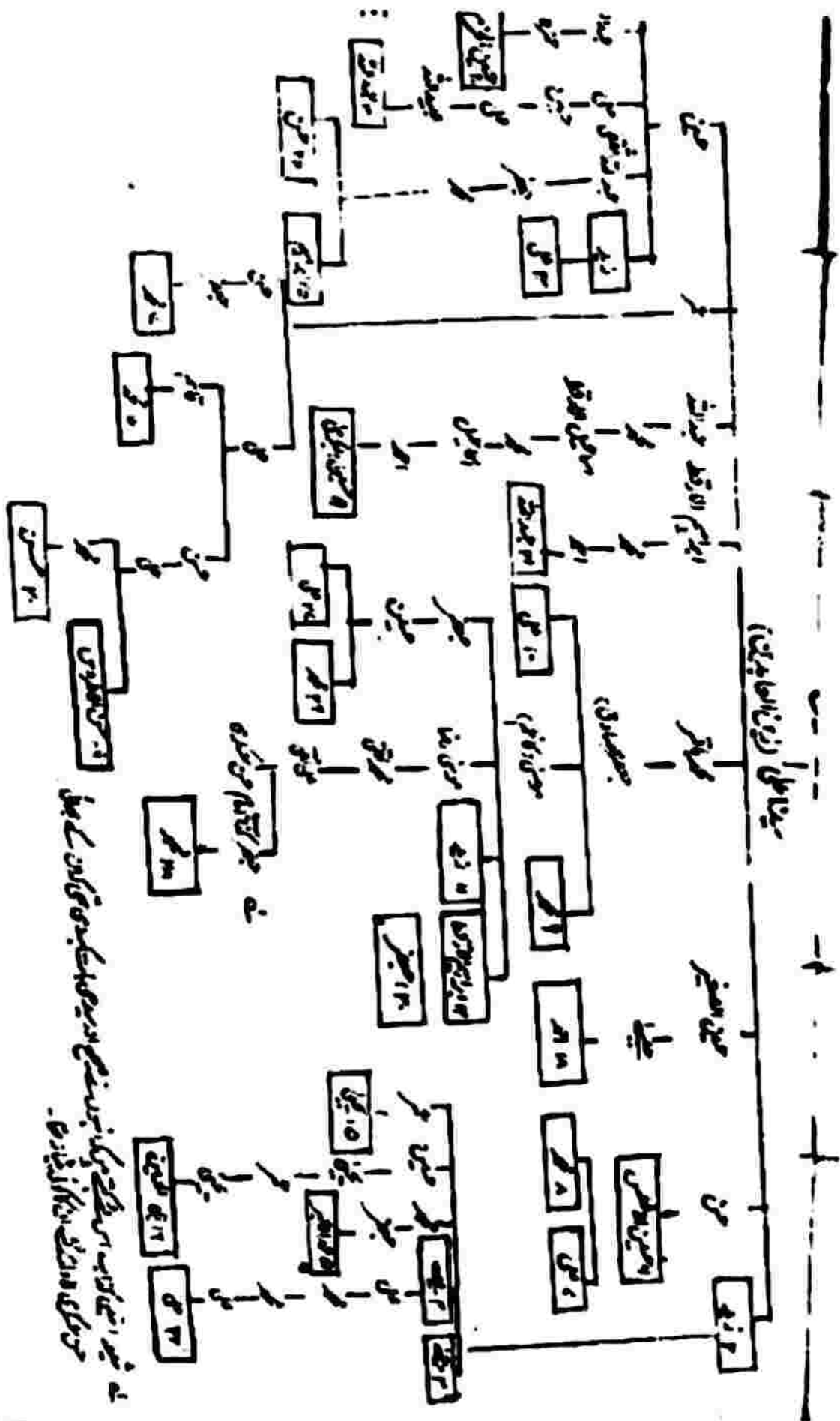
کوڑے کے جب لوگ نافرمانی تھے تو ان سے شیعیت کا دعویٰ کیا اور علیؑ میں دور حسینؑ سے جو کہ تم نے نہ کیا۔ جن لوگوں کو ہم مومن مسلمان اہل شیعہ کہتے ہیں انہیں یہ لوگ طاعین اور منافق کہتے ہیں۔ پتہ ناسین طہ اپنے موقف سے جو ع کے متعلق ظلم کا تاثر ہے۔ اور غلط ہے۔

کو فہم کر کے آپ کی شہادت کی آڑ میں ایک عالم کو گواہ بھی کر سکیں گے۔ اور ایسی
خاندان جی کی طرح ڈالنے پر قادر ہو جائیں گے۔ جس کا تو قیامت تک ناممکن
ہو جائے گا۔

سیدنا حسینؑ کے سامنے جب ایسی صورت پیش آئی تو آپ اس نہ خیرہ قطعہ
الارضی کو چھوڑ کر چاہتے تھے کہ لازم و ملزوم ہو جائیں۔ مگر ان لوگوں نے آگے بڑھ کر حصار کر دیا۔
اور جس نے خیموں سے باہر نکل کر یہ اخلت کی۔ وہ قتل کی دھار پر منہ کیا گیا۔ سیدنا
علیؑ کی لوفار سے اٹھ کر آئے اور آپ کے دیکر ساتھیوں سے چار پانچ افراد بچ گئے۔ بیچارے
علیؑ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

سیدنا حسینؑ کی یہ شہادت نہایت مظلومانہ انداز میں ہوئی۔ آپ قتل
ہونے کے بعد واپس جانے دو بجے اپنے چچا زاد بھائی (زیدؑ) کے پاس جانے دو بجے
سرحدت کی طرف نکل جانے دو۔ تاکہ وہاں جا کر جہاد کرنے وقت میں شامل ہو جائیں۔ مگر پہلی
ایک نہ سنی گئی۔

آنحضرتؐ بن زیاد ابن سہد کو حسینؑ کا قاتل کہنے والوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ کیسی
بے تکلیف قتل اور خلاف واقعہ غلط بیانیوں سے کام لے رہے ہیں۔ کوئی میں نے
والے نام کے تمام خیمہ چان علیؑ نہیں سے ایک ابن زیاد اور ایک ابن سہد صرف دو آدمی باہر
کئے ہیں۔ مگر ہزاروں آدمی ان پر تھوکتا ہی شروع کر دیتے تو وہ ان کے تھوکتے ہیں
میں ڈوب کر مر جاتے۔ مگر انسان جب عقل و خرد سے عاری ہو جاتے، اور
بعض رحمہ تعصب و عناد کی وجہ سے نہ جا ہو جائے تو اس کو کوئی ایسی بات
نہیں سمجھتی جس میں حقیقت کا شائبہ بھی ہو۔



یہ شجرہ نسب لکھا گیا ہے اس کے تحت لکھا گیا ہے کہ یہ شجرہ نسب صحیح اور درست ہے اور یہ شجرہ نسب صحیح اور درست ہے۔

سیدنا حسینؑ کی اولاد کی اولاد سے شروع کیے والے

پہلے تو یہ تھا کہ سیدنا حسینؑ کے رجوع کے بعد آپ کی مظلومہ شہادت سے آپ کی اولاد حضرت عاقلؑ کے سپرد امن و زندگی گزارتی رہی۔ مگر معلوم ان لوگوں کے ذہن میں یہ ۶۰ دیکھوں سلیا ہوا تھا کہ نئی نئی بیٹی کی اولاد ہونے کی وجہ سے اس دنیا میں محبت کرنے کے حصار صرف ہم ہی ہیں۔ یہنا علیؑ (زین العابدینؑ) نے تو تمام نندگی امیر مینہ اور موہن کی طاقت میں گھردی۔ اور جہاں تک آپ سے بن پڑا۔ اگلا امیر بن مروان بن نہ اسنے دیا۔ آپ کو کئی بار شیعوں نے غزوہ کے لئے آمادہ کرنے کی کوششیں کیں مگر ہوا۔ آپ نے نہیں دھناتا دیا بلکہ واقعہ حق کے جھلک سب سے پہلے آپ نے بن امیر بن مروان کو اطلاع دی۔ اور یہی وجہ تھی کہ بغاوت کے فرو ہونے کے بعد مسلم بن عقبہ سالار ہمارے خدمت سے آپ کی بڑی عزت و تکریم کی مگر آپ کی نندگی سے آپ کی اولاد نے کوئی سبق حاصل نہ کیا۔ کثیرا و دہرے آپ کے آٹھ بیٹوں کے نام اسس وجہ سے تاریخ کے لفظ کی نزیت ہیں کہ ان آٹھ کی اولاد میں سے کسی نے کسی نے خرد و ج کیا۔ اور بن آٹھ میں سے نہی نے طوح کیا۔ اس بات پر نہ من نندگی گزیر کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ مکندہ صفحات میں سیدنا حسینؑ کی اولاد سن لوگوں کے حالات کا ایک سرسری جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ایک نظر دیکھنے سے ہی معلوم ہو جائیگا کہ یہ لوگ کس قماش کے تھے۔ بنون ہاشم بن نے امیر بن مروان کو یہ خبر دیا کہ آپ کا لہجہ سن سہ

جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۱

(۱۲) زبیر بن علی بن الحسینؑ نے ۱۱ھ میں کوفہ میں سانچہ کرچ کے واسطے سال جہشام کے نندہ میں ہشام کے متعلق تلامذہ اب یا سترے علی رضی جیے

صنف بن لکھا کہ خلیفہ ہشام بن ابی شیک طراح قتالہ لوگ بڑے امن و امان سے نندگی گزر رہے تھے۔ ہشام نے ہر جگہ سے۔

نہی مانوے ملک کے بھاری بھر کم کوں تھے۔ دعوہ لونڈی تھی (مطالعہ ص ۴۴)۔

جہری ص ۱۱۲، جلد ۸، خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عمر جہاں چلتے ہوئے دم پھل

حمیا خلیفہ نے ہماری عزت و تکریم سے اپنے پہلو میں جگہ دی۔ ابو ذریفہ کے طور پر
معتقل و قسم دی۔ زید نے ابو ذریفہ کو لے کر انکار کر دیا۔ اس میں بعض
پیدا ہو گیا۔ اس کے علاوہ سینا علی کے اوقات کے متعلق عبداللہ المحض بن حسن
مثنیٰ سے بھی خبر آتا تھا جس بارلی کے قائد جعفر بن حسن مثنیٰ تھے۔ ماورجینی پارلی کے
قائد زید تھے جو کھڑے سے غول کھینچا۔ اور مقدمہ سپاہ خلافت تک پہنچا خلیفہ کے فیصلہ
پر بھی مطمئن نہ ہوئے۔ ان پانچ میں کوئیوں نے آپ کو اسی طرح قصور۔ بکھنے شروع
کئے۔ جس طرح سینا حسین کو نکالا کرتے تھے۔

یہ سن کر آپ کے بن عم ابو ذریفہ دوست اور ذریفہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے
مکالمہ منہ کیا۔ کہ یہ لوگ سب بے ایمان ہیں۔ ان کا کام شروع سے آپ کا ٹکنا ہے۔ ان کے
بہکانے میں نہ آؤ۔ چنانچہ مظہر مدنی مؤرخ طبری نے لکھا ہے کہ وہ نے کہا ہے بھائی
یہ آپ کو دھوکہ دے کر آپ کی جان خطر میں ڈال رہے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ
یہ وہی فتنہ پرور لوگ ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ ہذا اجماع علی بن ابی طالب سے کہا جو تم
سے بدتر ہے۔ ساتھ چھوڑ دیا۔ ابو بکر کا ان کو قتل کر دیا۔ کیا یہ وہی لوگ ہیں
جنہوں نے خود تمہارے دادا حسین بن علی کو تحریریں بھیج کر قبیلہ کا کاربجست کی اور
پھر ان پر غلام اور جوئے۔ ان کی گردن سے چادر گھسیٹ لی۔ امدان کا خیمہ ٹوٹ گیا۔ اور
ان کو زخمی کر دیا۔ کیا یہ وہی لوگ نہیں جنہوں نے خود تمہارے دادا حسین بن علی
کو تحریریں بھیج کر تمہیں کا کھا کر اپنی وفاداری کے حلف اٹھاؤ۔ تمہارے خیمہ پر گامہ کیا۔
چراغ ہی سے فدا رہی کی بیان تک کہ ان کو موہ ان کے ساتھیوں کے قتل کر دیا۔ پس
تم ایسا مت کرو (جبری جلد ۲ ص ۲۸۲ طبع دکن) مگر زید نے ہنہ دلا سے بڑھ کر
فلیوں پر فلیاں کیں۔ غلط عزیمتوں اور دوستوں نے ہر چند سمجھا مگر عدنان
سخت کے نشہ کو جہوں کی اصلاح کی ترشی دے نہ کر سکی۔ زید نے کوئی پنج کر نہیں کر
دیا۔ خلیفہ شام غمیزی۔ ۷۷ متفرق تھے (ابدا یہ جلد ۹ ص ۲۵۲) آخر مجبور ہو کر اس
عراق کو نبات کے فرو کرنے کے لئے لکھا۔ مگر طبیعت کی نکران پر تہا ہو چھوڑا کہ وہاں

کے کسی اور طرف نکل جائیں خون نہ بہے عوام کے امن میں خلل نہ پڑے، ہمسایوں کو منع کر دینا کہ باغیوں کے گھروں میں داخل نہ ہوں منید کی فوج نے حملہ کر دیا مگر عسکر خلافت کی طرف سے ایک تیسرا اور زید کی پیشانی میں پوست ہو گیا۔ جس کے زخمے بخانہ زہر ہو سکے۔ ان صاحب کے ٹھہر میں ایک حدیث لکھی گئی۔

حافظ نے خلیفہ بن یاسمان سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ زید بن حاشہ پر پڑی تو فرمایا۔ میرے اہلبیت میں سے ایک مظلوم کا نام ہی ہو گا۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے لحد میری راست (معلوم نہیں یہاں داستان گو نے زید کے لئے حق کا لفظ کیوں استعمال کیا۔) میں سے سولی پر جانے والے کا یہی نام ہو گا۔ پھر زید بن حاشہ کو کہا مجھ سے قریب ہو جاؤ۔ تمہاری محبت اللہ اور خدا کرے کیونکہ تمہارا نام میری اولاد میں سے میرے ایک پیارے بیٹے کا نام ہے۔

زید بن حاشہ کچھ عرصہ زید بن محمد کے بلائے میں بات قابل غور ہے کہ زید کا خروج کسی دینی غرض کے لئے نہ تھا۔ بلکہ ذاتی بخش اور حصولِ اہلہ کے لئے تھا۔

زید کے بیٹے حسین کی ایک بیٹی خدیجہ نام محمد بن ابراہیم عباسی کے نکاح میں تھی۔ کتاب نسب قریش ص ۳۹۰ پر حضرت شعیب کی زندگی اور فضیلت کے قائل تھے۔ ان کی ایک جماعت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جنہیں انہیں نے خود رافضی کہا۔

۳۔ یحییٰ بن زید نے ۱۲۶ ہجری میں خراسان میں ولید اموی کے زمانے میں خروج کیا باپ کے خروج کے وقت میں سال عمر تھی۔ باپ کے قتل ہوئے پر الحکم بن یحییٰ بن مروان نے پناہ دی۔ دجہلہ الانساب ابن حزم ص ۹۰ ہجری میں نے انہیں بھی ہسکا یا خراسان میں پہنچ کر قتل گیزاں شروع کیں۔

نسر بن یسار کو گورنر خراسان نے گرفتار کر لیا مگر خلیفہ ولید نے حکم دیا کہ راکر دو بعد میں خروج کر کے قتل ہوا۔

فدا طوطی کچھ باپ کی بناوت کے حاکم پر پناہ دیتی ہے۔ تو خاندان خلافت کے ایک فرد کے ان خود کش ہیلے پر گورنر متعلقہ گرفتار کرتا ہے تو خلیفہ حکم دیتا

علی و محمد بنان حسین الافطس بن حسن بن زین العابدین اور محمد بن جعفر بن
 محمد بن زین العابدین نے مل کر ۱۹۹ ہجری میں مکہ میں مامون الرشید کے زمانہ میں
 خروج کیا۔ حسین الافطس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ چھٹی ناک والا تھا۔ تینوں باپ
 بیٹے نہایت قبیح سیرت اور بداعمل تھے۔ حسین الافطس کو اکثر مؤرخین نے احمد
 المغیرین فی الارض کہا ہے۔ رجمۃ انساب ص ۴۷ کہ معتزلہ کن تاریخ میں انہیں
 ہتھکین سیرتوں والا بیان کیا گیا ہے۔ حسین الافطس نے کعبہ سے خلاف آوارہ لیا۔ اور
 اس کی بجائے ہوا سرا کا بھیجا جو خلاف چڑھایا۔ لوگوں کے ان بھروسے پر چھیننے
 لگا۔ اکثر لوگ خوف جان و مال کہ چوڑ کر جاگ گئے اس کے ہمراہوں نے حرم شریف
 کہا یوں کو توڑ دیا۔ خود الافطس نے کعبہ شریف کے ستونوں پر چڑھا دیا۔ سدا تار لیا۔ کعبہ
 کا تمام خزانہ لوٹ کر ہیرائوں میں تقسیم کر دیا۔ شہر شیعہ متوالف شدہ طالب میں لکھا ہے
 کہ اس نے کعبہ کا مال لوٹ لیا۔ جب اسے ہوا سرا کے مرنے کی اطلاع ملی تو بہت گھبرا
 جانا۔ جعفر الصادق کے بیٹے محمد کے پاس آیا جو ایک سیرت، عالم فاضل تھے۔ کہ
 میں آپ کے بیٹے اتھ پر رجیت کرتا ہوں چلے تو انہوں نے انکار کیا۔ انھرا نے بیٹے
 علی کے کہنے پر نہ مانا۔ ہو گیا اب لوگ انہیں امیر المؤمنین کہنے لگے۔ علی محمد بن محمد اور
 حسین الافطس نے محمد کی آڑ میں اتھ پاگوں نکالنے شروع کر دیے۔ نسبت یہاں تک
 پہنچی کہ جہاں کسی خبیث صومست موت پر نظر پڑی، اٹھا کھڑے گئے۔ نیکو کے قاضی کے
 درگاہ کو منکال کرنے کے لئے پکڑ لکے گئے۔ آخر کد تنگ آ کر مکتہ کے لوگوں نے
 ایک جلسہ کیلئے متعلقہ طور پر فیصلہ کیا کہ محمد بن جعفر کے مکان سے مکتہ کے قاضی کا لڑکا
 رگ لایا جائے تاہم کامل بن کثیر کے حوالے سے ابن خلدون لکھا ہے کہ قاضی کا نام
 احمد اور اس کے لڑکے کا نام اسحاق ہے جو بڑا خوب صومست تھا۔ اس کے دیکھتے ہی
 ان شیطانوں کی دال ٹپک پڑی۔ (ص ۱۱۱)
 ہل کر سنے محمد کے مکان کو گھیر لیا۔ محمد لوگوں کو ہرزاسے کر اپنے بیٹے علی کے
 مکان پہ پہنچے۔ اور اس سے لڑکے کو لوگوں کے حوالے کیا۔

مکہ میں یہ خلیفہ ان کی دلیل کیسے ہمارے تھا کہ دایہ اللہ سے سرکاری فوجیں آئیں۔
 ۱۰ امیر المومنین کو بوشن آیا اور ملان کی درخواست پیش کی جو قبول کر لی تھی۔ مگر
 بعد میں جعفر کی جانب بھاگ نکلا۔ وہاں چند روز کے بعد مدینہ پہنچا۔ وہاں ہونے
 مگر ہر شکست کھائی اور ایک آنکھ جاتی رہی۔ عبور ہو کر حج کے موقع پہنچا۔
 پہنچے اور دوبارہ ملان طلب کی۔ ساتھ ہی یہ مصدقہ کی کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ ہامون
 الرضیاء کی وفات ہو گئی ہے۔ انہیں حج کے بعد ہامون کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔
 خلیفہ نے ان کا قصور معاف فرمایا۔

حسین الافطس کے بیٹے گرفتار ہو کر قتل ہوئے۔ اس قتل کے بد فطرتہ بلکہ
 اور شرمناک کے حال بھی ہامون جیسے فیاض اور رحمدل خلیفہ کے دوبارے معاف
 کہہ بیٹھے۔ مگر شیعہ اپنی کتب میں لکھتے ہیں کہ ہامون نے علی کو قتل
 کیا اور اپنی پاگل بن کر دیوانی اور بہتان کی انتہا ہے اور شیعیت اس میں ان
 میں اپنا کوئی ثبوت نہیں رکھتی۔

یہ علی بن امداد نے ۶۹۹ میں بصرہ میں ہامون کے خلاف خروج کیا۔ یہ
 حضرت گینزاد سے تھے۔ گرفتار ہو کر رحمدل خلیفہ کے سامنے پیش ہوئے
 اور خلیفہ نے معاف کر دیا۔ اس کے بھائی عبداللہ بن جعفر کی بیٹی کا
 عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد العامر بن علی بن عبداللہ بن عباس کے نکاح میں
 تھی۔ (تہذیب النساب ص ۵۳ و نسب قریش ص ۶۳) عباسی شوہر کے مرنے
 کے بعد علی بن اسماعیل بن جعفر کے نکاح میں آئے۔

زید النار بن موسیٰ کاظم نے ۹۰۹ ہجری میں یسرو میں ہامون کے خلاف
 خروج کیا۔ اس نے یہ کہہ کر ابوالسزائی نے اپنی حکومت
 کے دوران اس کا حال متعقوب کیا تھا۔ بعد میں اس نے بصرہ پر قبضہ کر
 کے لوٹ مار اور قتل و غارت گاہاں گرم کر دیں۔ مشہور شیعہ مؤرخ
 عماد الاطابین میں لکھتا ہے کہ اس نے عباسیوں کے مکان جلائے۔

اسپانخ بھی جلا دیئے، اسی لئے اسے زید النہاس کہتے ہیں۔ (ص ۲۰۹)
 بالآخر گرفتار ہو کر خلیفہ کے سامنے پیش ہوا، لیکن بدتماش اور بد فہمت
 باغی کو بھی خلیفہ نے معاف کر دیا۔ حالانکہ اس نے چند روزہ بغاوت کے قیام میں
 عباسیوں کی لاکھوں کی جائیداد تباہ ویراں کر دی تھی۔ خود شیخہ مؤلف لکھتا ہے۔
 زید اللہ گرفتار ہو کر مروہ کے مقام پر خلیفہ تہ المسلمین کے حضور میں پیش کیا گیا خلیفہ نے
 اکتفا کر کے اسے حل رخصا) کہہ پاس بھیج دیا۔ مگر بجائی نے تمام زندگی اس
 سے بات نہ کی (عمدة الطالب ص ۱۱) اس قسم کی خلاف ورزی دشمن سرگرمیوں کے
 باوجود ان لوگوں کو عباسی خلفاء معاف کر دیتے رہے۔ مگر محبوس اور بیوی
 زینیت کے ساتھ باقر عباسی جیسے دروغ گو ایسے مدسٹن اور عیاں واقعات
 کے باوجود ان لوگوں کو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ عباسیوں نے علویوں پر بڑے
 ظلم کئے۔ ایسے حقوق سے کوئی پوچھے، تبارہی اس ہرزہ سرائی کا ثبوت۔ معتبر
 روایات سے معلوم ہوا ہے کہ بغیر کچھ اور بھی ہے؟

۱۲۔ ابراہیم الجزار بن موسیٰ کاظمؑ نے ۱۹۹ ہجری میں مین میں مامون
 کے خلاف خروج کیا۔ یہ ابراہیم بھی
 بولسلا کی جانب سے مین کا عامل مقرر کیا گیا تھا۔ اہل مین کو کثرت سے قتل کرنے
 اور ان کے اموال لوٹ لینے کی وجہ سے قصاب مشہور ہوا۔ (البیہار ص ۲۹۶)
 اس کے ٹھہ بیٹے جن میں سے جعفر نے مین میں بغاوت کی تھی۔ دوسرے بیٹے
 کا نام موسیٰ تھا۔ جس کی اسد سے محمد الرضی اور علی الرضی مؤلفین پنج البیانہ جو سٹو
 ابراہیم الجزار بن موسیٰ کاظم کے بیٹے کا نام موان تھا۔ اس نام سے معلوم ہوتا ہے کہ
 علویوں کے خروج محض سیاسی اور حبیب جاو کے نتیجے کے طور پر تھے۔ گنہگار بھی
 طور پر وہ ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے تو اپنی اولاد کے نام مردان و غیرہ کے
 ناموں پر نہ رکھتے۔

گوا ۱۹۹ ہجری تک مردان علویوں کے ہاں تعظیم کے قابل ہستی تھی۔

۱۲۔ جعفر بن ابیہم الجزار نے ۲۷ ہجری میں یمن میں امون اور شیدہ کے خلاف خروج کیا۔ مگر ناکام ہو کر دلب معالیٰ ہوا۔ اور کریم الطبع خلیفہ نے معاف کر دیا۔

۱۳۔ محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین نے ۲۱۹ ہجری میں خاندان میں المعتز بن جاسی کے خلاف خروج کیا۔

سیدنا علیؑ کے بیٹے کا نام حسرت بن زین العابدین کے بیٹے کا نام لوسان رافضیوں کے نزدیک حسرت اور طاغوت "ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ تمہاری صریح تمہارے آئمہ کے نزدیک مگر تم ایک گالی ہے اور تمہارا تودہ اپنی اولاد کا نام۔ ان کے نام پر کیوں کہتے تھے حقیقت یہ ہے کہ شیعہ مذہب کی کوئی کمی نہیں۔ ان کے آئمہ جو کچھ کہتے۔ بے وہ سراسر ان کے خلاف عمل کرنے کو ہی اپنا مذہب کہتے رہے۔ اصبتے میں۔ محمد بن قاسم ایک علم فاضل شخص تھا۔ ان کے برادر امیر علی بن محمد بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جاسی کے نکاح میں تھے۔ ایک بھول لاسم رافضی نے انہیں دغلا نا شروع کر دیا۔ اور حج کے موقع پر اسے داسے خراسانیوں سے ان کے لئے پوشیدہ اور پرہیزگینا شروع کر دی، محمد بن قاسم ان لوگوں کے چمکے میں آکر خراسان چلے گئے۔ اور خاندان میں خروج کر بیٹھے۔ گرفتار ہو کر پیش ہوئے اور عید کے موقع پر فرار ہو کر روپوش ہو گئے اور اسی حالت میں مر گئے۔ علامہ ابن حزم نے ان کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ (جہت الانساب ص ۴۸) فیضی مؤلف عتد الطالب نے لکھا ہے کہ صوفی بھی تھے اور صوف کا لباس پہنتے تھے۔ یہی مؤلف لکھتا ہے کہ فلول کے بعد گرفتار ہو کر قتل ہوئے۔ مگر ان کا قتل ہونا محل نظر ہے۔

۱۴۔ یحییٰ بن محمد بن علی بن زین العابدین یہاں زین العابدین کا پوتا حسرت شیعوں کے سینوں پر ملک دہلے کے لئے آگیا۔ ان اقلوں سے یہ پوچھے بغیر نہیں رہا تھا کہ اس کا اصل نام کیا تھا۔ اور علی بن زین العابدین کا ایک بیٹا تھا ایک پورا آئمہ ایک فرستے کا یہاں گیا اس کا نام ہی امیر آج بعض متعصب اور غالی قسم کے شیعہ مکر نام جب اپنی

کتابوں میں لکھتے ہیں تو اس طرح کہ ”اٹا کر کے لکھتے ہیں اور کوئی خیرات تائی
شیطان اٹھام وکیل اپنی تالیف نو بایمان میں بڑی دور کی کوڑی لایا ہے۔ چنانچہ
لکھا ہے کہ:-

”وہ ہے حکم پانچ حرفی الفاظ کا دسلی حرف اس کا دل جوتا ہے۔ اب دیکھو کہ
فروغ، املن، قادن کے دسلی حرف کیا ہیں۔ مگر سچے کرتا، تم، اور میں۔ اور
ان کے ظن سے مستر بنتا ہے۔ گویا ”فروغ، املن اور قادن کا دل سب سے
(۳۳۲)۔ بعد از خیرات وکیل صاحب! مگر کو بڑا کچھ کہتے تمام علویوں پر یہ بھی ہاتھ
صاف کر دیا۔

”وہ زبان بگڑی تو بگڑی تھی لہر لیجئے ذہن بگڑا۔

یہ ایک مجدد مقررہ سادہ میان میں آگیا تھا۔ ان یحییٰ بن عمر صاحب نے ۱۲۸ ہجری
میں: لتوکل کے خلاف بصویر میں خردن کیا یہ بھی عقل کے کو دن تھے۔ چند مفسدہ پر دلاں
کے چننے میں چنن کر فروغ کر بیٹھے۔ پھر سے گئے اللہ اعطاء کر دے گا مگر قیہ ہوئے۔
۱۲۸۰ ہجری الخلیل بن حمزہ بن یحییٰ بن حسین بن زید بن زین العابدین نے ۵۰ ہجری
میں کو فر میں المستعین باللہ کے خلاف طعون کیا۔

”ابے و اتھ۔ میرے ہمار۔ خیرات وکیل!“۔ یہاں ایک اور طعنا

گیا۔ گویا زین العابدین کے پوتے کا پوتا عمر۔

پہنچ فرمایا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تریک ہار جس رستے سے گزر گیا قیامت
میں اس رستے سے شیعہ ہاں نہیں گزرے گا۔ میں نے کئی روز اس بات پر
خو رکھا۔ اور ساتھ ہی اس بات پر یہ بھی شور مچا رہا۔ کہ علویوں میں تقریباً دو صد ہجری
سے بھی کچھ عتک مزام کے لوگ رہتے تھے۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔
آخر ایک دن میرے وجدان نے میری رہنمائی کی کہ علویوں کی برائیاں اللہ سبحانہ و تعالیٰ
جب حد سے بڑھ جاتی رہیں تو ان میں کوئی نہ کوئی مزام کا علوی اللہ تعالیٰ اس
لئے پیدا کرتا ہے کہ یہ لوگ کسی ملک شیطان کے سب سے بچے نہیں رہیں مگر ان میں عمر

نے رجم کر کے بھڑپور کی طرف بھیج دیا۔ دوسری جلد ۱۵۲ء

۱۹۔ حسن کو کب بن احمد بن اسماعیل ملا قط بن محمد بن عبد اللہ بن زین العابدین بن احمد بن عیسیٰ کا شریک کار تھا۔

۲۰۔ حسین المہزون محمد بن حمزہ بن عبد اللہ بن حسن بن زین العابدین نے ۲۵۱ ہجری میں کوفہ میں ہستیوں کے خلاف خروج کیا، اس کے بعد ابجد جہدہ کا جھگڑا اپنے چچا جعفر کے ساتھ تھا، کہتے ہیں جعفر کی بددعا سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ دہمۃ الطالب ص ۱۲۴ ان کی بیسیوں عہد بہت سی رشتہ داریاں تھیں۔

۱۔ ام الحسن بنت زین العابدین داؤد بن عبد اللہ بن الجاسس کے نکاح میں تھیں۔

۲۔ زین العابدین کی دوسری بیٹی فاطمہ اپنی بہن ام الحسن کے مرنے کے بعد داؤد کے نکاح میں آئیں۔

۳۔ ام الحسین بنت زین العابدین ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن الجاسس کے نکاح میں تھیں۔

۴۔ کلثوم بنت عبد اللہ لا قط اسمعیل بن علی بن عبد اللہ بن الجاسس کے نکاح میں تھیں۔

اس قدر تعلقات کے باوجود حسین بن احمد مذکورہ نے بغاوت کی اور قتل ہوا۔ اسی بغاوت میں ابراہیم بن محمد بھی تھے جو جاسس بن علی کی ولاد میں سے تھے ان کے دادا عبید اللہ بن اسلم بن اسلم کے نام میں مکہ مدینہ کے گورنر اور قاضی تھے۔ حسین المہزون اور ابراہیم محمد نے کوفہ میں خروج کیا اور معہ اپنے ساتھیوں کے مارے گئے۔

۲۱۔ عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم لا قط بن محمد بن زین العابدین نے ۲۵۶ ہجری میں کوفہ میں العتد علی اللہ کے زمانے میں خروج کیا اور مارے گئے۔ مقطوع النسل تھے۔

۲۱۔ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زین العابدین نے ۲۵۶ ہجری میں کوفہ میں
المعتد علی اللہ کے ماموں میں خروج کیا یہ شخص علوی نہیں تھا۔ مگر
یار ابن مرثد نے اسے علوی بنکر اس سے خروج کر دیا۔ اور حکم خلافت
کے ساتھ سے کیفر کو دل کو پہنچا۔

۲۲۔ علی بن زید بن حسین بن زید بن العابدین نے ۲۵۶ ہجری میں کوفہ
میں المعتد علی اللہ کے خلاف خروج کیا۔ جب اس کی فوج ماری گئی تو خود
جاکر کر جیشوں کے سردار صاحب الزبج کے پاس پہنچ گیا۔ مگر اس بعض
سردار نے مدد کی بجائے اسے قتل کر کے اس کی محبوبہ بایک کو اپنے گھر ڈال دیا۔
(جمہور ابن حزم ص ۵۲)

ط ۱۰ ہجری وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

۲۳۔ حسن بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ القیسقی بن حسین بن زین العابدین
۲۵۶ ہجری میں بعروہ بن المعتد علی اللہ کے خلاف خروج کیا۔ مگر حکم
خلافت کے پہنچنے سے پہلے ہی حسین بن زید نے اسے قتل کر دیا۔
ط اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چرنے

ذینب بنت حسین بن زین العابدین یعنی اس کے دادا کی چوٹی اس
کے یعنی ہارون کے نکاح میں تھی۔ عباسی صفت میں ہنام کے جاس ہیں۔ مگر علویوں
کی خانہ جنگیوں کی طرف ان نام نہاد "مجان علی" کی نظر کھیں نہیں جاتی۔ شاید اس
لئے کہ ان کی نظروں میں یہ لوگ حق و عدل میں اور حق و عدل کو نہ مانا کہ نہی، شراب
خوری، لواطت اور فساد کی لاد میں کی کھلی چھٹی ہے۔

۲۴۔ ابراہیم بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ القیسقی نے حسن بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ
القیسقی نے اس کے خروج کیا۔ اور جلد ہی اپنے کیفر کو دل کو پہنچ گئے۔

۲۵۔ محمد بن حسین بن جعفر بن موسیٰ کاظم علی بن حسین بن جعفر بن موسیٰ کاظم
دو دلوں بجائیوں نے مل کر ۲۵۶ ہجری میں المعتد عباسی کے ساتھ میں خروج کیا۔

یہ دونوں بھائی شیعہ تھے، غمناک تھے، بے چارے اور ظلم و جور کے مجسمے تھے۔
چند روزانہ کا مدینہ منورہ پر قبضہ کیا، ان کے کثیر لشکر تھے۔ مدینہ کے
ہاشمیوں کی ٹبری تعداد کو قتل کر ڈالا۔ ان کا مال و اسباب چھین لیا۔
پھر چار چھتے مسجد نبوی میں نماز نہ ہو سکی۔ مدینہ کے علاوہ مکہ پر
بھی یہی فتنہ برپا کیا۔ مسجد حرام کے دروازے پر لوگوں کو قتل کیا۔
(جلد ۱ صفحہ نمبر ۱۴۹)

علامہ ابن حزم لکھتے ہیں یہی وہ اشخاص ہیں جو ۱۲ھ میں مدینہ منورہ
میں طلب خلافت کے لئے آئے کھڑے ہوئے۔ لوگوں کو قتل کیا۔ ان سے مال چھین
لئے۔ کابل ایک ماہ تک مسجد نبوی میں کوئی شخص نماز نہ پڑھ سکا۔ محمد بن حسین نے
جعفر بن ابی طالب کی اولاد سے تیرے افراد کو قتل کیا۔ اس کا لقب البلیط یعنی ڈاکو
تھا۔ (جمہورۃ الناس ص ۵۸)

مشہور شیعہ مؤرخ طبری نے بھی اسی قسم کے الفاظ لکھے ہیں اور اس نے
ان ہی کے خاندان کے ایک علوی شاعر کا قطعہ بھی درج کیا ہے جس کا ترجمہ
یہ ہے۔

پاک ہو کر ہجرت بہاد ہو گیا اس کی بیاد میں مسلمان گریہ و بکا کرتے
ہیں۔ اسے اٹکے مقام جبر شیل اور محمد مصطفیٰ پر دوا دیا کہ منہر
بھی بکا کرتا ہے۔ اور وہ مسجد میں کیسی یاد دہانی پر کئی گئی تھی وہ عبادت
کرنے والوں سے خالی ہو گئی اور اس پاک بستی پر بکا کر جس کو مبارک کہا
اللہ نے رسولوں کے خاتمہ کرنے والے کے ذریعہ سے ان لوگوں کا ہلاک
ہو جنہوں نے اس کو بہاد کہا اور ایک ملعون ظلم ڈھالنے والے کی باوق
حق اور کھسکی بے حرمتی کی طرف سے داستانیں اس کے سامنے گرد ہیں۔
(طبری جلد ۱ ص ۲۲۹)

محمد اور علی کی نبوت کے خلاف ہیں شخصیتوں کے ساتھ شیعہ شاعر کا واقعہ عروہ

کے متعلق بیان اس بات کا پکا شواہد ہے کہ میرا ہومین امیر نیریز کو محض بدنام کرنے کے لئے سمائیڈوں نے محض مدسرخ وافرار کی جو داستان قمار کی لئے لڑھا چڑھا کر بیان کرنے والوں کے دماغ صرف سوچو بوجھ سے ہی خالی نہیں بلکہ وہ لوگ پرے درجے کے جاہل ہونے کے علاوہ نسلی مصیبت کے کاؤس کا ہتھیار ہیں جس بڑی طرحت گرفتار ہو چکے ہیں مگر اب ان کا اس ذات اللہ لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن ہو کر رہ گیا ہے۔ شیعوں کے مزاج امام کے ان پڑتوں کو اگر حقیت رسولؐ جو سننے کی سعادت کی بنا پر کسی تحقیق کو ان کے ہر سے میں سمجھنے کی ذمہ داری نہیں تو پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ واقعہ حرقہ کا ایک معمولی سا پولیس ریکشن کیوں نے اس مد تک ناگوار گزارا ہے۔ کدہ ایسے لفظ لکھنے پر خدا بھر شرم محسوس نہیں کرتا کہ تین دن تک مدینہ منورہ میں افواج کے لئے جناح ہا۔ کاشش کو موجودہ صدی کے یہ محقق اعظم چاہے کہ وہ تسمک اللہ کو دیکھ چکے کے بعد موت کا لائق چکے چکے ہیں۔

خلافت اللہ ملکیت میں جس طرح انہوں نے تاریخ کے حقائق کا علیہ بظاہر ہے۔ مرنے سے پہلے اس سے رجوع کر سیتے۔ اور افسوس بلکہ رحم آگاہ ہے ان لوگوں پر جو ہر بات کو اپنے مرشد کی آنکھ سے دیکھنا، مرشد کے کان سے سننے کے اس انداز پر ہی بہتے ہیں۔ اور اپنے قوائے عقیدہ سے دست بردار ہو چکے ہوتے ہیں۔ کمان کے سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں منظور ہو چکی ہیں۔

میں جبہ فترت رسولؐ کی من بدامانیوں پر ایک نظر ڈالتا ہوں۔ تو حیرانی ہوتی ہے کہ یہ لوگ مذہب و سرکشی، علم و تعہد، افتخار و فساد، نافرمانی و بے حیائی، قسوت و سنگدلانہ اخلت و منکر کے جس مقام پر پہنچے ہوئے دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آگے ذلت و پستی کا کوئی مقام نہیں۔

حرمین شریفین کی بے حرمتی مدسرخ اللہ کے جس قدر منہا ہر آنکھوں کے سامنے

آتے ہیں۔ ان کے کڑا دھڑا صرف یہی لوگ ہیں۔ جو "عزت رسول" ہیں۔
اور آج بھی جس قدر بد اعمالیاں ان لوگوں میں ہیں۔ دوسرے لوگوں میں اس کا
حشر شبیر ہی نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ملایہ دکھانا مطلوب تھا۔ کرا۔
دیں راہ فلاں ابن فلاں چیز سے نیست۔

ایک چشم دید واقعہ۔

میں نے اپنی سیاحت کے دوران جالندھر اور کچھ تھلہ کی سرحد
پر ایک گاؤں میں دیکھا کہ مسجد اور دلا یعنی اہل دیہہ کی نشست گاہ قریب ٹکریا
تھے۔ مسجد میں ایک مسکین طبع درویش صفت بندہ گنا معلوم کب سے
مقیم تھے۔ اکثر قرب و جوار تک کے دیہات کے لوگ ان کے پاس مسجد
پھٹک کر تعویذ وغیرہ کے لئے آتے۔ اس وقت میں ان کے متعلق جو اندازہ
کر سکا وہ کچھ اس قسم کا تھا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔ دوسری طرف دلا کے مکان کی
ایک طرف تھلہ کوٹھری میں ایک سیاہ فام جھانگڑا موٹا ٹنگڑا بڑی بڑی مونچھوں والا
ٹنگڑا قیاساً پیر خاں دن رات بھنگ کار گڑا لگ رہا ہے۔ جس کے فسطے بلند
ہوئے ہیں۔ جس کی دلی کے نعرے لگ رہے ہیں۔ میری نظروں میں وہ
شخص عجیب معلوم ہوا تھا۔

برسات کا موسم تھا۔ دلا کے سایہ دار درختوں کے نیچے چند چارپایان بھی تھیں
میں ایک چارپال پر دراز تھا۔ مسجد سے وہ درویش صفت کسی ضرورت کے تحت اہر
تشریف لانے لگا۔ دلا کے سایہ دار درختوں کے نیچے سے گزرتے ہوئے ایک طرف
نکل گئے۔ اس وقت تقریباً پندرہ بیس آدمی وہاں موجود تھے۔ کسی نے ان کے
گزرنے کا نوٹس دیا۔ کچھ وقت گزرا کہ وہ ٹنگڑی کی طرف سے نکلا۔ اپنے حقروں میں
دھنچکے کے لئے اے بھی اسی راستہ سے گزرنا تھا۔ جو خود سامنے ہوا۔ سب لوگ
بسرور قد تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور جھک جھک کر اسے سلام کرنے لگے۔

چند ایک نے "یا علی مدد" کے الفاظ سے اس کی پشیمانی کی اور وہ پیر مولانا علی مدد" کہتا ہوا نہایت معروفہ انداز میں اپنے حجرے میں گھس گیا۔
 میں یہ منظر دیکھ کر یہ نہ سکا اور وہاں جتنے افراد موجود تھے، انہیں مخاطب کر کے مدد پیش اور ملک کے ساتھ ان کے ہمتیہ کے متعلق تسکیت کی تو انہوں نے جو جواب دیے اس کا مفہوم ہی نہیں بلکہ اصل لفظ یہ تھے کہ "سائیں بابا تو آئی ہی ہو تو لاؤ علی" سے میں اندیشہ صوفی صاحب نام معلوم چلا ہے پس یا کھڑے، یہاں یہ بھی تبادوں کر تمام گاؤں میں سوائے اس ملک کے کوئی رافضی نہیں تھا تمام گاؤں ہریو یوں کا تھا۔ اور وہ مدد پیش بھی غالباً ہریو ہی ہوں گے۔ مگر اکثر انہیں مشرکانہ حرکات و افعال سے متفرمایا۔

ایسے لوگوں کو یہ سستی کس نے چھانٹے ہیں کہ آپ ہی مولانا علی" : جنہوں نے کا دعویٰ کو نہ مانے مگر ظہور میں منفہ بھی ہوں تب بھی قدرت رسول" ہیں۔

یہاں ایک اور بات کو بھی ذہن میں رکھئے آج دنیا بھر میں صدیقی، فاروقی، عثمانی، زہری، جاسمی، مامی، لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں ہاں خاندانوں کے اکثر افراد کلمی صدیقی تک کہیں مقامات پر حکمران بھی رہے ہیں لیکن تاریخ اس قسم کی نظموں کو نہ سے قاصد ہے۔ کہ ان خاندانوں کے کسی مامی سے اس قسم کی کوئی حرکت سر نہ ہوئی ہو۔ ان خاندانوں میں سے بڑے فقیہ، محدث، مولانا، گزشتہ سے ہیں۔ مگر یہ ایمان آبل رسول ہیں ہمیں اس قسم کا کوئی فرد بھی نظر نہ آیا۔ دلی ایسی خاندان، احمد فاروقی سریندی، نادرانی تھے شیخ جیلانی، خواجہ جمیر، امجد علی، جویری جیسے بزرگین دین جو صراط مستقیم سے متسلک رہ کر ایک عالم کے لئے باعث ہدایت اور رحمت رہے۔ ان کو تیر نام "آداب رسول" لکھ یوں سے فراغتے ہیں۔

دوبہ جانور کے بڑے خوش محقق انھیں اس کی قماش کے ان کے مدد عانی اسلاف کے منہ پر جو ک طرف سے ایک نہ نامے مایہ ناز ہے۔ جبکہ نماز گو گیا کہ دنیا مایوں کے مایوں کے منہ پر کی فرض و انسانوں کو ہر حق اللہ تعالیٰ جیگی۔ اب اس قدر اللہ کی بندہ و زنت تبیہ و زنت

کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور وہ دن قریب ستر ستر
ترک ہے جس جب دنیا حقیقت سے واقف ہو کر سب گئی اس بند کیا محسوس ہوا
محققین کا

۲۸۔ محمد بن جعفر بن علی لقی شیعوں کے مروجہ امام دہم کے اس پوتے نے ۵۲۰ میں
وشتی میں المتعد کے خلاف خروج کیا۔ محمد کے والد جعفر نو شیعوں جعفر کذاب کہتے ہیں۔
یہ وہی جعفر ہیں جس کے متعلق جعفر صادق کے ضمن میں ایک کلمہ بہرہ روایت میں
صلوات لڑتے ہیں یہاں کی جا چکی ہے۔ اس جعفر شیعوں نے اس کے کذاب کہتے
کہ وہ اپنے بھائی حسن عسکری کے والد فوت ہونے کا جھوٹا چھوڑ کر ان کے بارہویں امام کی
پیدائش کے جھوٹ کا تذکرہ کیا۔ امام نے کاموجب بنا حسن عسکری کی اہل کنیز تھیں شیعوں
نیت میں کہ عقیل نامی کنیز کے بطن سے بہدی مولا پیدا ہوئے مولا غائب ہو گئے۔ تا
۱۰۔ قمر ہمس کنیز کا نام تھی لکھا ہے ابھی تک یہ لوگ اپنے بارہویں امام کی ماں کا
فیصلہ ہی نہیں کر سکے۔ جعفر کذاب نے حسن عسکری کے والد مرثعہ پر اس کے تذکرہ
کا دعویٰ کیا تھا۔ تم کو قتل کیا۔ حکومت رسول کے یقین نے اسے کذاب بنا کر کھریا۔
قیاس کن زنگستان من ہمارا

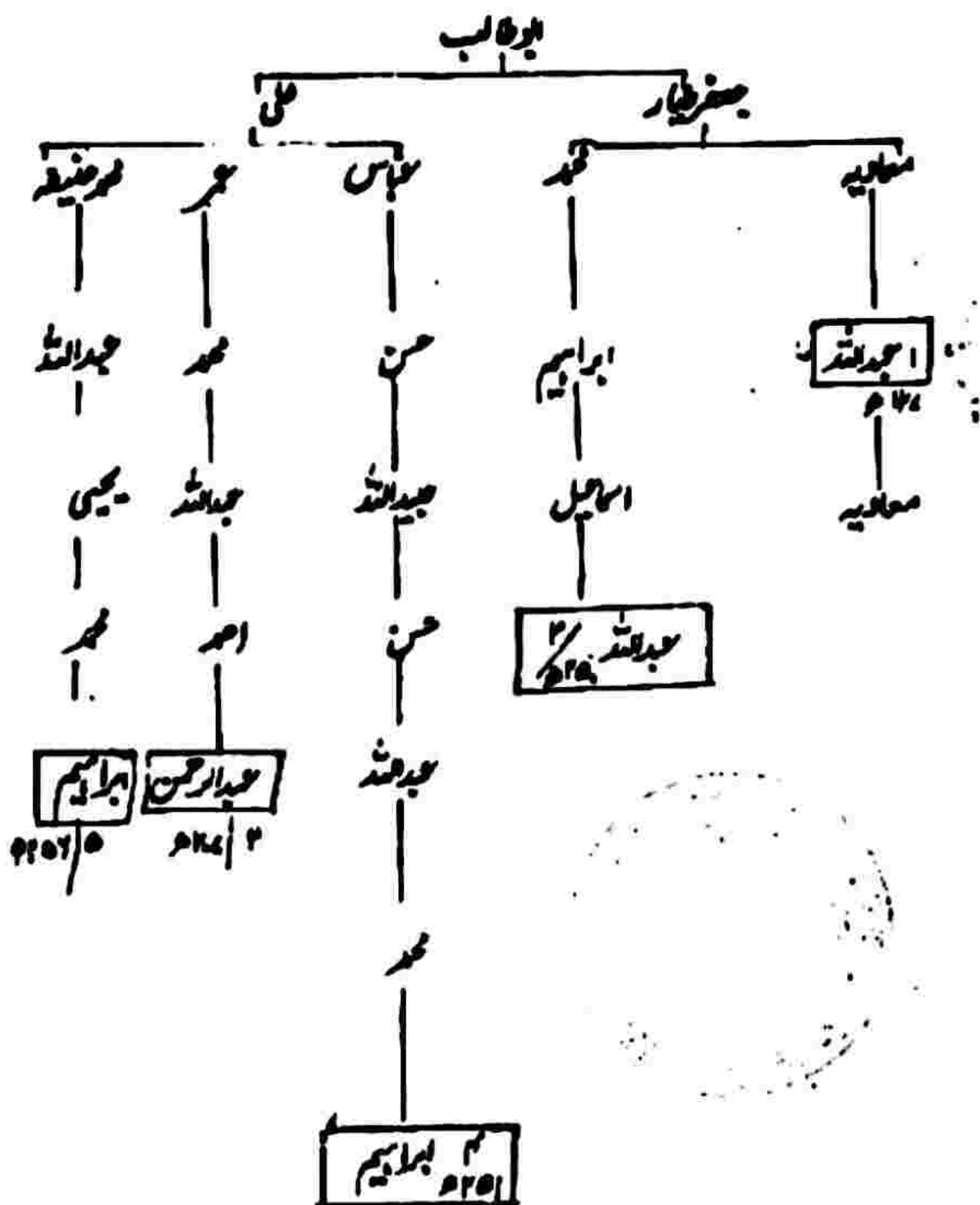
۲۹۔ حسن العسکری بن علی بن حسن بن علی بن محمد بن زین العابدین نے ۵۲۰ میں دہم میں المتعد
بالش کے خلاف خروج کیا جس القواش نے نیک فصال اور مالہا من شخص تھے۔ آئندہ میں انکا
تذکرہ جوتا ہے۔ برسوں تک بلا دو علم میں فنا ہو چکے کے نام سے تبلیغ شاد میں انہماک
ہے۔ محمد بن زین بن علی بن حسن بن علی بن محمد بن زین العابدین نے ۵۲۰ میں دہم میں
العسکری کے درمیان بڑی جھڑپیں ہوئیں ۵۲۰ میں مقتول ہوئے۔

۳۰۔ حسن بن محمد بن علی بن حسن بن علی بن محمد بن زین العابدین نے ۵۲۱ میں طبرستان میں
المتعدی بالشد کے سامنے میں خروج کیا خروج کرتے ہی طوں کے ولی نصیری احمد کی قیوں
نے قتل کر دیا۔

۳۱۔ محمد بن عبید اللہ بن علی بن حسین بن علی بن حسین بن زین العابدین نے ۵۲۵ میں

شام میں خروج کیا اس بعد اٹھنے بھی بہت ہی بڑی کلاوی کو کے ٹائون کلابن کی صف
 میں شامل ہونے کی محنت کا طوق پہنے گئے ہیں ڈاکا اس نے قریبوں سے مدد یہ کہ خروج
 کیا اس صبح ہم جو اس قماش کے لوگوں کو بھی بلا میں طریقہ قوت رسول میں ہمارے کرتے
 ہیں یہ تھا بلکہ ساخاکہ آج میں میں سے خروج کرنے والوں ان میں سے سوائے ایک
 حسن الاطوار کے جو باوجود حکومت موقتہ کے باغی ہونے کے صاحب علم و فضل تھے۔
 باقی تمام کے تمام ملک بنو فیکرنگ انسانیت تھے اور بعض اپنی بدکرداریوں میں
 اپنی مثال آپ تھے کیا فوٹے میں اسان مسیحیہ لن فضلوا کتاب اللہ و حقائق
 کے جان نثار کیا وہ ایسے بدکرداروں کو حضرت رسول میں سمجھتے ہوئے لوگوں کو اس بات
 کی بدایت کرتے ہیں کہ باری نہایت کی ہی صورت ہے کہ کعبہ میں قتل عام کرو سجد نبوی میں
 نہ نہیں لو کہنے سے روک دو کعبہ کے پردے اٹھو اور اس کے داخلہ خزانے لوٹ لو اس
 کے ستونوں سے سناٹا مارو قتل عام شروع کرو لوگوں کی عورتیں خیرا چھین کر اپنے گھروں میں
 ڈال لو خوبصورت چھو کر دیں کو اٹھا کر گھروں میں لے جاؤ اور اپنے منہ کا لے کر بھگنے
 تو مکہ پر اپنے خاندان کے لوگوں کو قتل کرو کعبہ اقدس سجد نبوی میں بیٹھ کر شراب
 پو پیو۔ پھر یقیناً لن فضلوا الامم صدیق بن جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ ان لن فضلوا مصداق کے گرد کو ہی ایسے افعال شنیعہ مبارک کھے
 اور لطف یہ کہ واقعی وہ لوگ آج بھی ان افعال شنیعہ کے کتاب میں پانچ مثال آپ میں۔



مادیہ کے نام کے، و جعفری اور اس کے نام کا ایک مادیہ ہے۔

لوٹ لیا۔ تو ابوہریرہؓ نے اس کے شرے لوگوں کو نجات دلائی۔
ابوہریرہؓ بن صوفی کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا نام مصر کے پہلے حکمران کو شکست
دے کر قتل ہوا۔ دوسرے شرے شکست کھائی۔ (ترجمہ ابن خلدون جلد نمبر ۱)
کتب مانی ص ۱۲۱

۵۔ حسن بن قاسم بن الحسن نے ۳۱۶ ہجری میں المقتدر کے خلاف
خروج کیا۔ ۳۱۷ ہجری میں کسریٰ فوجوں سے ہزیمت اٹھا کر
قتل ہوا۔

۶۔ ایک علوی بڑا اظہار نام کے ۳۲۹ ح میں مدینہ میں الارضی باللہ
کے خلاف خروج کیا۔ اس کے خروج کے زمانہ میں لوگ اس
کے ذمے سے طرہ سے بھی داند کر سکے۔ آخر اس کا حشر بھی اپنے پیروں
میں ہوا۔

۷۔ ابو عبد اللہ محمد بن الحسین بن الراسلی من ولاد حسین نے ۳۳۰ ہجری میں طبرستان
بائشہ کے خلاف بڑا دھڑلہ میں خروج کیا۔ اس نے بھی مدعی ہونے کا دعوئی کیا۔
آخر یہ بھی راسخ ہوا۔

۸۔ البرقیہ علوی نے ۳۵۲ ہجری میں کوفہ میں المصطفیٰ باللہ کے خلاف خروج کیا۔
بہ شخص نقاب پوش رہتا تھا۔ اس نے بھی ہزیمت و فساد پھیلایا۔ آخری حکمرانی
فوجیں کشتہ پکڑیں مدد بخش ہو گیا۔

اور ان سب کا تتمہ شریف مکہ شریف کہنے اس وقت ختم ہوا۔
کر دیا کہ اپنا کرتہ بجاں بھائی لاؤ مطلق

فتح علی شہر مدینہ کے خلاف انگریزوں کے ساتھ مضبوط کئے جب تمام مدینہ میں
ایک نئی انجمن کے کرائے کے کا احاس پیدا ہوئے ہاتھ پیریں نے مصر سے سلطان
پہلو کو روخط لکھے۔ بعد اس نے شریف کو سلطان کے حکم کے ایک خاص مکتوب کے ساتھ لکھو
پہنچائے۔ کہ سلطان کو علی کو پہنچا لے جائیں مگر اس بدامین علوی حکمران نے

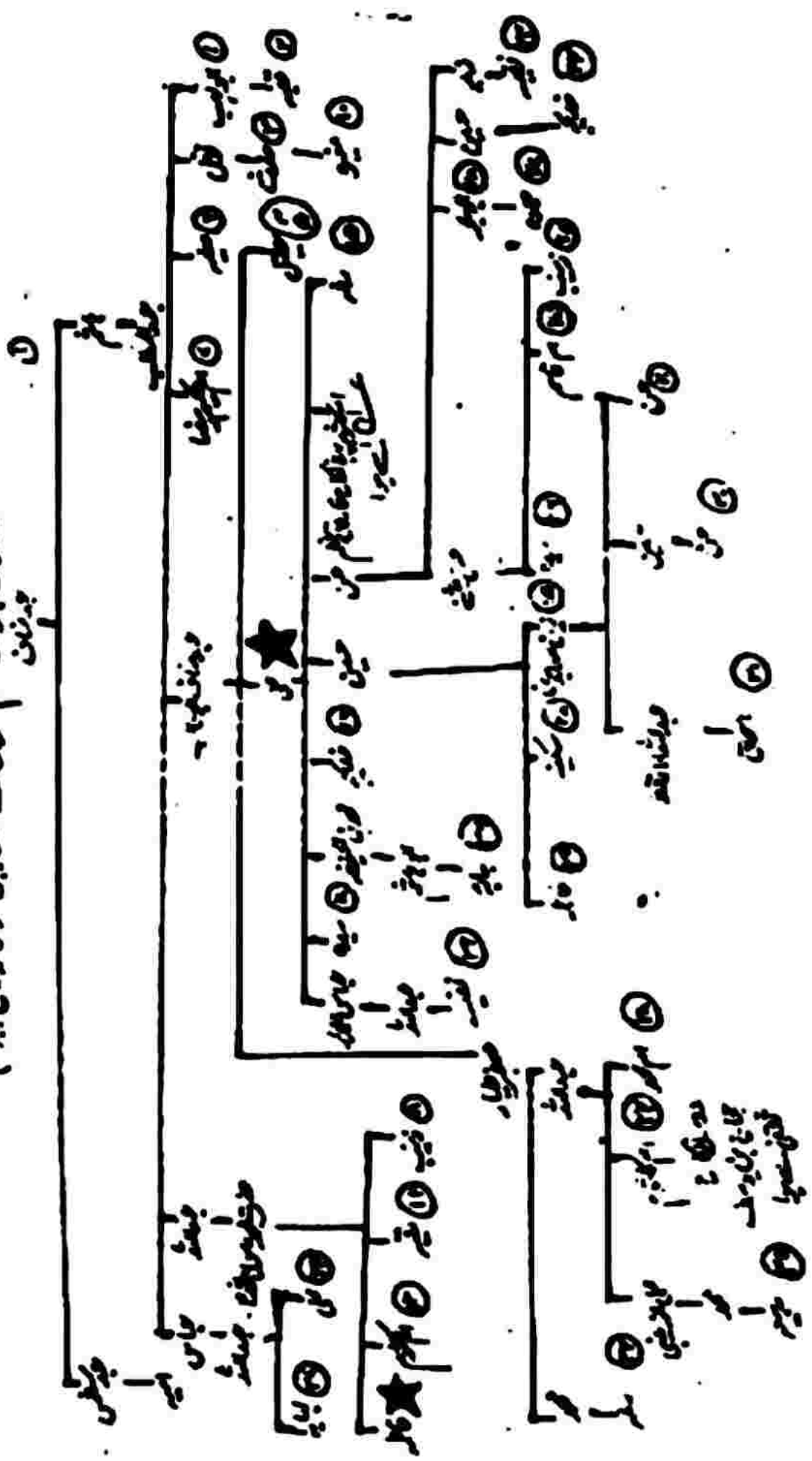
دونوں خطا انگیزوں کے سفیر کے حوالے کر دیئے۔ سزگا پٹم کے سقوط میں بالواسطہ شریف کہ حصہ دار ہے۔ دوسرے شریف مکہ نے ہمارے سامنے میں ترکانِ احرار کے خلاف جو اس سے ہوسکا اس میں بھرپور کی نہ مدد کیں۔ اللہ مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گونجنے والا یہ بظاہر شریف محمد باطن شیطان اس دنیا سے ہر اردو کا ہم زحمت جو اللہ انگریز بہادر نے اس کی غداری کے صلہ میں اسے یہ دیا اس پندارت دادا کے سامنے منکارتے لگے تو انہوں نے ایسے آنکھیں پھیریں جیسے کبھی سے دیکھا ہی نہیں تھا۔

ہاشمیوں اور امویوں کی زشتہ طریقاں

جد مناف کے دو بیٹے تھے ہاشم اور عبد شمس۔ امیہ عبد شمس کا بیٹا ہونے کے رشتہ سے ہاشم کا بھتیجا تھا۔ آج ہاشمی اموی اصطلاحات زبانِ زد خاص و عام ہیں۔ معلوم نہیں اس اختراع کا بانی کون ہے۔ حالانکہ ہاشم اور عبد شمس کی نسبت سے ہاشمی اور عبد شمس یا حبشی ہونا چاہیے تھا۔ اب کچھ عرصہ سے بعض محققین نے ہاشمی اور حبشی کی اصطلاحات کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ امیہ ہی بدست بھی ہے۔ شاید ہاشمی اموی اصطلاحات میں "امامت" کا کوئی ملحد پوشیدہ ہو۔ کیا جب کہ مستقبل کا کوئی مورخ یا محقق اس گفتی کو سلجھا سکے۔

آئندہ صلحات میں من ہاشمی اور حبشی فکوریات کے شجرہ بہت پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس قدر ہاشمی خواتین حبشیوں کے نکاح میں تھیں۔ اللہ کس قدر حبشی خاتین ہاشمیوں کے نکاح میں۔

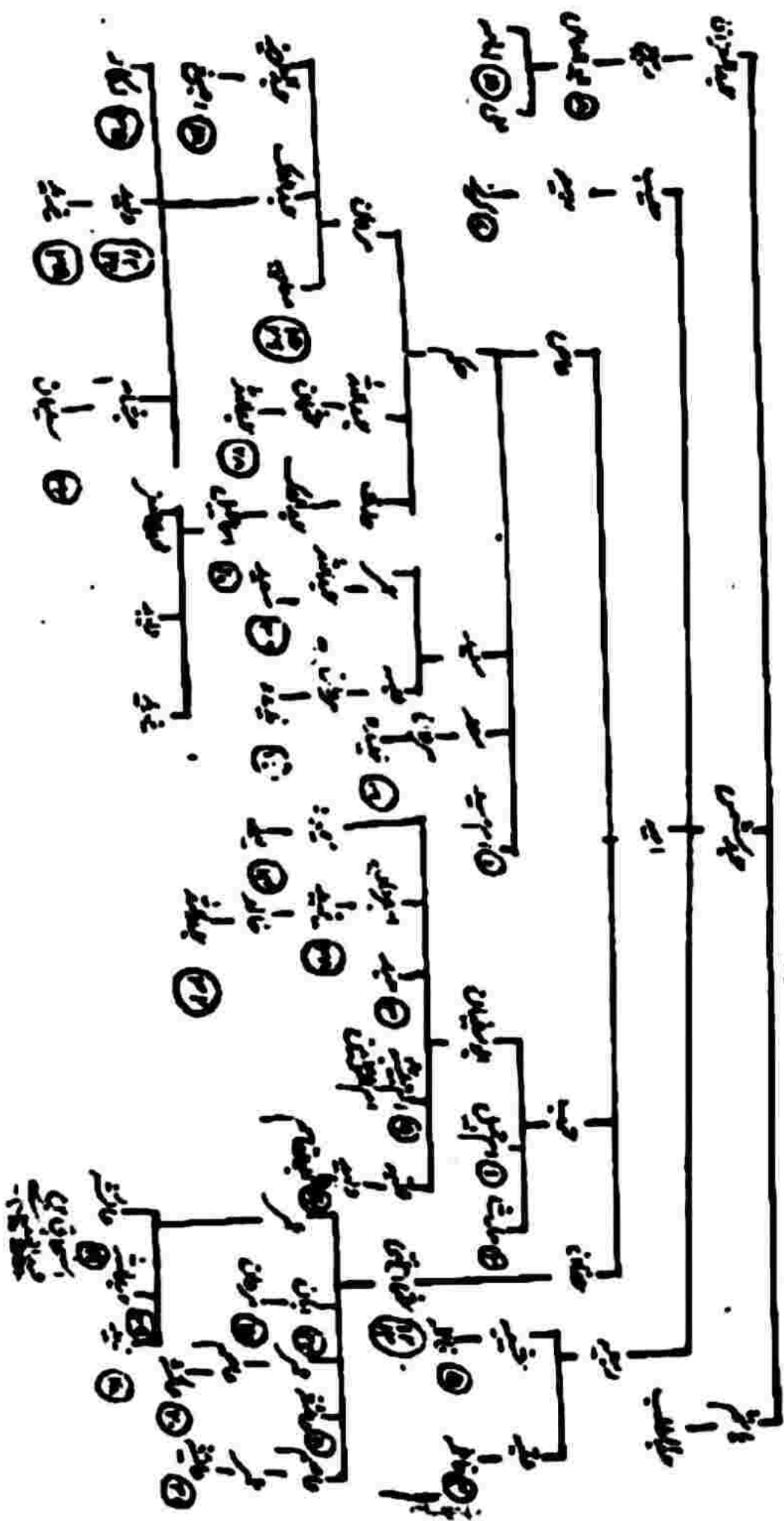
سادت بنوہاشم رہن کے نکلے ہیں اسو خانواری تیر (



سادات بنو ابي بكر بن النكاح بصحة شجره خاندان قديمه

مردمان

①



قیل از اسلام ہاشمیوں کے عقد میں اموی خواتین

- (۱) ام حیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس یعنی سیدنا ابوسفیانؓ کی بہن ابولہب ابن عبد المطلب کے نکاح میں تھی۔ (بخاری، ۱۱، نسب قریش، ۳۲، طبقات، ۱۱۰) ابن قتیبہ، ۱، بنو ہاشم و بنو امیہ کے تعلقات، ۱۱۰
- (۲) ام سعید بنت عاص بن امیہ، عقبہ بن ابولہب سے منسوب تھی۔ (ابن ہشام، ۱، بنو ہاشم و بنو امیہ کے تعلقات، ۹۸)
- (۳) ہند بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ یعنی سیدنا امیر معاویہؓ کی بہن، حادث بن نوفل یعنی علیؓ کے چچا کے بھائی کے عقد میں تھی۔ (اسد غائبہ، ۱، بنو ہاشم و بنو امیہ، ۱۹۸)
- (۴) فاطمہ بنت عقبہ بنت ربیعہ بن عبد شمس (امیر حجازؓ کی خالہ) علیؓ کے بچے بھائی عقیل کے نکاح میں تھیں۔ (طبقات ابن سعد، ۱، بنو ہاشم و بنو امیہ، ۹۸)
- (۵) فاطمہ بنت کشیرہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ یہ بھی عقیل کے نکاح میں تھیں۔ (ایضاً)

قیل از اسلام۔ امویوں کے عقد میں ہاشمی خواتین

- (۶) میتہ صفیہ بنت عبد المطلب، حادث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں۔ (انساب الاشراف، ۱، کتاب العارفین، ۱، اسد غائبہ، ۱، طبقات ابن سعد، ۱، بنو ہاشم و بنو امیہ، ۱۱۰)
- (۷) ام حکیم بیضا بنت عبد المطلب، کرز بن ربیعہ بن جلیب بن عبد شمس، (کتاب العارفین، ۱، مودۃ القریب، ۱، بنو ہاشم و بنو امیہ، ۱۱۰)
- (۸) میتہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد العزیٰ بن عبد مناف کے نکاح میں تھیں۔ (سمیع النبی، ۱، بنو ہاشم و بنو امیہ، ۱۱۰)
- (۹) اسعد الغائبہ، ۱، مودۃ القریب، ۱، بنو ہاشم و بنو امیہ، ۱۱۰

عہد اسلام

- (۹) ام حبیبہ لام المؤمنین (بنت ابی سفیان) یعنی امیر معاویہ کی بہن قبل از اسلام
 عبید اللہ بن جہش (حضور مکرم کے چچو چھی نداد) سے بیاہی گئیں۔ عبید اللہ کی وفات
 کے بعد اس میں حضور مکرم کے نکاح میں تاگرام المؤمنین کے مقام پر فائز ہوئیں۔
- (۱۰) ام المومنین ابی العاص بن ربیعہ جینی حضور مکرم کی جیسی نواسی جنہیں بارہ حضور مکرم نے
 اپنے دو شہس مہر کی پھول لہو لہو سیدہ فاطمہ کے انتقال کے بعد سینا علیؑ کے
 نکاح میں آئیں۔ (جلال الاعیون) پانچ سینا علیؑ کے بعد مغیروں کو قتل
 بن عبد المطلب کے نکاح میں آئیں۔ (کتب المعارف)۔ موفت القصبہ ۶۰
 بنہا ششم و بنو ایتہ ۱۰۰ (فدا اسلام کی خیال پر)۔
- (۱۱) عائشہ بنت عثمان غنی، حن بن علیؑ کے نکاح میں آئیں۔ (کتب المعارف)۔
 موفت القصبہ ۶۰، بنو ہاشم و ایتہ ۱۰۰ (فدا اسلام کی خیال پر)۔
- (۱۲) سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سینا عثمانی کے نکاح میں آئیں۔
 (حیات القلوب) ۲۰، مجالس المؤمنین ۸۹، بنو ہاشم و بنو ایتہ ۱۰۰
 ان سے لیکر کا عبد اللہ پیدا ہوا جس کی اولاد آج کل بالائی ہزارہ۔ فلیح مظہر کواد
 مقبوضہ کشمیر کے ضلع بارہ مولہ عبد حبش کے صوبہ جبرائی کے نام سے لکھوں
 کی تعداد میں موجود ہے۔ (تفصیل کے لئے اقام کی تالیف سادات بنی موقلہ
 دیکھئے)
- (۱۳) سیدہ ام کلثوم بنت حضور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ رقیہؑ کی وفات
 کے بعد حضور مکرم نے سینا عثمانی سے آپ کا نکاح کر دیا۔
- (۱۴) بیٹے بنت میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب (امیر معاویہ کی جیتی بھانجی) حسین بن علیؑ
 کے نکاح میں آئے۔ علی اکبرؑ کے بطن سے تھے۔ علی نقیؑ نے امیر معاویہؑ
 کا یہ نقل نقل کیا ہے۔ علی اکبرؑ میں بنو ہاشم کی شجاعت، بنو امیہ کی کثرت
 ثقیف کی عمدتاری کی صفات موجود تھیں۔ (کربلا میں شہید ہوئے۔) (شمائل)

کے بنو اسحاق کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام کے نام میں بیٹے بھی ہیں۔

سی حافظہ سے بیٹے امیر زبیرؑ کی چچو چھی نداد تھیں۔ خود علی اکبرؑ کی حسینؑ بنی

سیدنا علیؑ کی تین بیٹیاں امویوں کے نکاح میں

- (۱۵) رکن بنت علیؑ بن مروان بن حکم کے نکاح میں تھیں۔ (جمہور الانساب، ۸)
 مقام بنو امیہ پر، بنو ہاشم اور بنو امیہ کے تعلقات، ۱۰۳
 (۱۶) خدیجہ بنت علیؑ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے نکاح میں تھیں۔
 (البدایہ پر، تاریخ الامم و المستملح، بنو ہاشم و بنو امیہ، ۱۰۲)
 (۱۷) سیدہ بنت علیؑ، عبدالرحمن بن عبداللہ بن حارث بن عبد شمس اموی کے
 نکاح میں تھیں۔ (جمہور الانساب، بنو ہاشم و بنو امیہ، ۱۰۳)

سیدنا حسینؑ کے نکاح میں اموی شہزادیؑ

- (۱۸) ہند بنت عبداللہ بن حارث بن عبد شمس یعنی سیدہ بنت علیؑ کے شوہر
 عبدالرحمن کی بہن سیدنا حسینؑ کے نکاح میں تھیں۔ (جلد العیون)
 ہند کے والد جل و صفین کے معاک میں سیدنا علیؑ کے خلاف طے
 مگر متابعد اپنی بیٹی سیدنا حسینؑ کے نکاح میں آئے۔

کربلا کے بعد

اموی شہزادیاں ہاشمیوں کے نکاح میں

- (۱۹) عائشہ بنت مسرور بن عثمان غنیؓ، اسحاق بن عبداللہ سے بیاہی گئی۔ ان
 سے یحییٰ تولد ہوا۔ (نسب قرطب، ۶۵۔ جمہور الانساب، ۴۰۲)
 ہاشم و بنو امیہ، ۱۰۱، ۱۰۲
 (۲۰) عائشہ بنت قاسم بن مسرور بن عثمان غنیؓ، حسن بن علی بن حسینؑ سے
 بیاہی گئی۔ محمد اور عبداللہ بن مسرور سے۔ (نسب قرطب، جمہور الانساب،
 بنو ہاشم و بنو امیہ، ۱۰۱)
 (۲۱) خلیفہ بن مروان بن سعد بن قاس بن امیہ، سیدنا حسینؑ کے پڑتے
 حسن کے نکاح میں آئیں۔ (ایضاً)

علوی شہزادیاں اموی شہزادوں کے نکاح میں

(۲۲) ثقیف بنت نید بن حسن کا نکاح ولید بن عبد الملک بن مروان سے ہوا۔
اس نکاح کے متعلق حبشہرت ہوئی۔ تو شیعہ مؤرخ و نسابہ ٹولف
عمدۃ الطالب فی النساب آل ہل طالب نے نہ سرجت الی الولید کی پیدتی
اٹائی، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ ۱۰ کان لندید بن حسن بن علی ابنہ
اسمہا نفستہ خرجت الی الولید بن عبد الملک۔ یعنی ثقیف
بھاگ کر عبد الملک کے پاس چلی گئی۔ (عمدۃ الطالب ص ۷ طبع اقلہ مطبع
جعفریہ مکہ ص ۷۰)

(۲۳) خدیجہ بنت حسین بن حسن، اسماعیل بن عبد الملک سے یا ہی مٹی ان سے
محمد زکریا حسین، اسلمی اور مسلم پیدا ہوئے۔ (جمہرۃ النساب ص ۱۱، مقام
بنو امیہ ص ۶، بنو ہاشم بنو امیہ ص ۷)

(۲۴) زینب بنت حسن مثنیٰ بن حسن ولید بن عبد الملک بمیر المؤمنین سے
یا ہی مٹی۔ (جمہرۃ النساب ص ۳۶، بنو ہاشم بنو امیہ ص ۱۰۵)
حسن مثنیٰ نے خمر سیدنا حسینؑ کے ساتھ کربلا میں موجود تھے۔ اور شدید
زخمی ہوئے تھے۔

(۲۵) ام قاسم بنت حسن مثنیٰ، مروان بن بلال بن عثمان بن عفان کے نکاح میں
مٹی۔ مروان کی وفات کے بعد علی (زین العابدین) بن حسین سے نکاح
ہوا۔ (کتاب الجواز، مجہرۃ النساب ص ۳۶، بنو ہاشم بنو امیہ ص ۱۰۵)
۲۶۔ سیدہ بنت حسن مثنیٰ، حادیر بن مروان کے نکاح میں تھیں، مجہرۃ النساب ص ۳۶،
بنو ہاشم بنو امیہ ص ۱۰۵)

(۲۷) حادیر بنت حسن مثنیٰ، اسماعیل بن عبد الملک بن عمارت بن حکم سے یا ہی مٹی
ان سے محمد الاصفہر ولید اور زید پیدا ہوئے۔ (جمہرۃ النساب ص ۱۰۷)
مقام بنو امیہ ص ۱۱۲، بنو ہاشم بنو امیہ ص ۱۰۷)

(۲۸) سکیہ بنت حسین کربلا میں موجود تھیں۔

پہلا نکاح، ابو بکر عبداللہ بن حسن سے ہوا۔ بقول علی نقی نقوی عبداللہ کے ہاتھ سے
چھوٹا شیمان کو قتل ہوئے۔ آخرانی بن شبیب حضری کے ہاتھوں مقتول
ہوئے۔ (تہذیب النکاح)

دوسرا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا۔ جو حسین کے سب سے حریف تینا
عبداللہ بن زبیر کے بھائی تھے۔ ایک لشکر برباب پیدا ہوئی۔ جس کا نکاح عثمان بن
عروہ بن زبیر سے ہوا۔

تیسرا نکاح عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکم سے ہوا۔ ایک لڑکا قرینہ ولد ایک
لشکر بھینٹا ہوا ہوئے۔ رابعہ کا نکاح عباس بن ولید بن عبد الملک بن مواف سے ہوا۔
چوتھا نکاح، اصمغ بن عبدالعزیز بن مرداس سے ہوا۔ اصمغ لڑکا بن عبداللہ بن
بھائی تھے۔ اور سکیہ سے پہلے ان کا نکاح زید کی بیٹی اسمہ زید سے ہو چکا تھا۔
سکیہ عبد بن زید مخالف اپنے باپ کے قاتل کی بیٹی کی سونہ نہیں۔

اصمغ کے چچا عبدالملک کے گھر سینا غسل کی بیٹی ندیکہ تھی۔ اس نے اس سے
عبدالملک میرا مومنین دوسرے رشتہ سے سکیہ کے چچا سے تھے۔ کتاب التاریخ
پر کے قول کے مطابق عبدالملک نے حلاق ولادی۔

پانچواں نکاح، زید بن مسعود بن عثمان غنی سے ۱۶ھ میں ہوا۔ میان مدینہ
میں ٹپری محبت تھی۔ مگر کسی وجہ سے یہ سکیہ کو چھوڑ کر مدینہ واپس چلے گئے۔
قاضی مدینہ حلاق ولادی۔ (کتاب المعارف) اس ایک لڑکا تولد ہوا جس کا نام
عثمان تھا۔ اس نکاح کے وقت ۶۰-۵۹ھ سال تھی ۵۵ھ ہجری میں ۵۰ھ سال کی عمر
میں فوت ہوئیں۔

اس لحاظ سے واقعہ کربلا کے وقت ۲۵ھ-۲۶ھ سال تھی۔ (مجموعہ تہذیب)

کتاب المعارف ۹۶، نسب قریش ۵۹، ابن اشم و بنامیہ ۵۰
۱۹۱، ذہبیہ حسین کا نکاح مانی حسن مثنیٰ کے بعد عبداللہ بن عمر بن عثمان غنی سے ہوا۔
بن کے محمد الاصفہانی اسم لہد قیہ پیدا ہوئے۔ (بما لا یلزم) مقتل المظاہرین ۸،

نسب قریش، ۵۹، کتاب طائف، ۲۱، وغیرہ)

۳۰. حسن بن حسین بن علی (زین العابدین)، کانکار خلیدہ بنت مروان بن حبیب بن سعید بن عامر سے جو (شیر و شکر ۴۵، ۶۲، جہرۃ الانساب ۵، نسب قریش ۵۵)

۳۱. یحییٰ بن عبد اللہ بن قطیب بن علی (زین العابدین)، کانکار میں عائشہ بنت عمر

بن عامر بن عثمان غنی ثقی (جہرۃ الانساب ۴، نسب قریش ۱۵۱، شیو شکر ۴۵، ۴۶)

عباس (عکلماس) بن علی ثقی سے امویوں کی رشتہ داریاں

۳۲. نفیسہ بنت عبد اللہ بن عباس (طوار) بن عبد اللہ بن خالد بن زید بن معاویہ بن ابی ہریرہ

کانکار میں ثقی۔ (جہرۃ الانساب ۵۱، موفۃ الطریق ۱۹، کتاب نسب قریش ۱۷۹)

شیر و شکر ۴۵، ۶۰، بنو اشم و بنو امیہ ۱۱۶)

جعفر طیار سے بنو امیہ کی رشتہ داریاں

۳۳. رعبتہ بن جعفر طیار کانکار پہلا کانکار سلیمان بن بشام بن عبد الملک بن مروان سے جو۔

دوسرا کانکار ابوالقاسم بن ولید بن عقبہ بن ابی ہریرہ ان سے جو۔ (کتاب الجہرۃ الانساب،

بنو اشم و بنو امیہ کے تعلقات ۱۰۸)

۳۴. اہم کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر طیار جذیب بنت علی کے جہر سے ثقی یعنی حسین کی سگی بہن

اس کا پہلا کانکار قاسم بن محمد بن جعفر طیار سے جو۔ قاسم کی وفات کے بعد کہ مدینہ کے

اموی گوئزہ و شہزادہ جعفر بن جعفر بن یوسف سے جو۔ مگر علیہ کی جو گئی تھی کانکار ابان بن

عثمان غنی سے جو۔ ان کی وفات کے بعد جو کانکار علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد الملک

سے جو۔ (الطائف ۹۰، جہرۃ الانساب ۵۴، کتاب نسب قریش ۵۵، کتاب طائف ۲۱، طوسی القنیہ)

۳۵. جویہ بنت محمد بن (۱) لایہ بنی جو زینب بنت علی کے اہل بیت سے جوئی جیسے زینب کبکات سے

زینب بن ولید بن عبد الملک بن ولید کے کانکار میں علی، ان کی وفات کے بعد کانکار بن عبد الملک کے

کانکار میں تھیں۔ (کتاب الجہرۃ ۴۴، بنو اشم و بنو امیہ کے تعلقات ۱۰۹-۱۱۰)

۳۶. باہر بنت ابو اشم بن محمد بن الحنفیہ کانکار سعید بن عباس بن عمرو سعید بن عامر سے جو۔

نسب قریش ۷۹، بنو اشم و بنو امیہ کے تعلقات

۲۸۱) ام محمد بنیت عبداللہ بن جعفر طہار کا نکاح زید بن معاویہ امیر المومنین سے ہوا۔
نسب قریش ۸۲، جہرۃ الانساب ۷۶، بنو ہاشم و بنو مویہ کے تعلقات ۱۰۷

